عمران سیریز
پاور ایجنٹ
مظہر کلیم
ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "پاور ایجنٹ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پاور ایجنٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا رکن ہے لیکن کون ہے اور کیوں اسے پاور ایجنٹ کہا گیا ہے۔ یہ تو آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی علم ہو گا لیکن مجھے یقین ہے کہ جس طرح تنویر بطور ڈیشنگ ایجنٹ اور صفدر بطور سپر ایجنٹ آپ کو پسند آیا تھا اسی طرح یہ پاور ایجنٹ بھی آپ کی پسند کے معیار پر پورا اترے گا۔ آپ کی آراء کا منتظر رہوں گا لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

کراچی سے محمد رمضان قادری لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول کی تعریف کرنا میرے بس سے باہر ہے۔ بہرحال اتنا ضرور لکھوں گا کہ بچپن سے اب تک مسلسل آپ کے ناول پڑھتا چلا آ رہا ہوں۔ آپ کا ناول "سفلی دنیا" بیحد پسند آیا۔ البتہ "سفلی دنیا" میں ایک جگہ جب ایک لڑکی مسلمان ہونے کی خواہش کرتی ہے تو حکیم صاحب اسے پہلے غسل کر کے پاک ہونے کا کہتے ہیں پھر کلمہ پڑھاتے ہیں حالانکہ موت و زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اس لئے مسلمان ہونے کے لئے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ امید ہے آپ آئندہ محتاط رہیں گے"۔

محترم محمد رمضان قادری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ آپ نے غیر مسلم لڑکی کے مسلمان ہونے اور حکیم صاحب کے اسے پہلے غسل کی ہدایت کرنے اور پھر کلمہ پڑھانے کی جو بات لکھی ہے وہ واقعی درست ہے۔ کلمہ طیبہ پہلے پڑھا دینا چاہئے تھا اور غسل بعد میں بھی ہو سکتا تھا کیونکہ زندگی کا واقعی کوئی اعتبار نہیں ہے لیکن آپ نے آخر میں لکھا ہے کہ امید ہے آپ آئندہ محتاط رہیں گے۔ بس یہی فقرہ مجھے سمجھ نہیں آیا کہ آئندہ احتیاط تو حکیم صاحب کو کرنی چاہئے جنہوں نے کلمہ پڑھانے میں دیر کی۔ البتہ اگر آپ کے اس فقرے کا مقصد یہ ہے کہ اگر مجھ سے کوئی غیر مسلم مسلمان ہونے کی خواہش کرے تو میں اسے فوراً کلمہ پڑھوا دوں تو خدا آپ کی زبان مبارک کرے کیونکہ کسی غیر مسلم کو مسلمان کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ڈھڈیوالا فیصل آباد سے طلعت محمود احمد لکھتے ہیں۔ "آپ کو اللہ تعالیٰ نے اچھا ذہن عطا کیا ہے لیکن آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آپ بچوں کے لئے عمرو عیار کے کارناموں پر مشتمل کہانیاں لکھتے رہتے ہیں جبکہ عمرو ایک صحابی رسولؐ کا اسم مبارک ہے۔ اس طرح اس نام کی توہین ہوتی ہے۔ امید ہے آپ اس سلسلے میں توجہ کریں گے اور یہ نام تبدیل کر دیں گے"

محترم طلعت محمود احمد صاحب۔ خط لکھنے کا بیحد شکریہ۔ حضرت عمرو بن امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعی ایک جید صحابی رسولؐ تھے لیکن جس عمرو عیار کے کارنامے لکھے جاتے ہیں وہ تو ایک عام سا آدمی ہے اور اس نے کبھی بھی اپنے آپ کو بزرگ ظاہر نہیں کیا اور ویسے بھی وہ بحیثیت مسلمان کافر جادوگروں سے لڑتا رہتا ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں بحیثیت مسلمان مجھ اور آپ سمیت کوئی بھی صحابہ کرام کی توہین (نعوذ باللہ) کسی بھی انداز میں کرنے کا تصور نہیں کر سکتا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

نواں کلی کوہٹہ سے عابد علی اور کامران لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بیحد معیاری ہوتے ہیں البتہ ہمارے ذہنوں میں ایک خلش موجود ہے کہ آپ رہتے تو پاکستان میں ہیں لیکن ناول آپ پاکیشیا کے بارے میں لکھتے ہیں۔ آپ ہمیں پاکیشیا کا محل وقوع بتا دیں تاکہ ہم اس کے دارالحکومت جا کر اپنے پسندیدہ کردار سلیمان سے ملاقات کر سکیں"۔

محترم عابد علی و کامران صاحبان۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ جہاں تک پاکیشیا کے محل وقوع کا تعلق ہے تو اس قدر مشہور ملک کا محل وقوع پوچھنا اس ملک اور اس کے باشندوں کی توہین ہے اور ان باشندوں میں بہرحال آپ کا پسندیدہ کردار سلیمان بھی ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ پاکیشیا کا محل وقوع بتا کر آپ کے پسندیدہ کردار کی توہین کے مرتکب ہوں۔ اس لئے یہ کام آپ کو خود ہی کرنا ہو گا۔ البتہ اشارتاً اتنا بتایا جا سکتا ہے کہ اس کے ایک طرف

کافرستان دوسری طرف بہادرستان تیسری طرف سمندر اور چوتھی طرف وادی مشکبار ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اب آپ اسے آسانی سے تلاش کر لیں گے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

کیپٹن شکیل اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو کیپٹن شکیل بے اختیار چونک پڑا۔ اس وقت رات کافی گہری ہو چکی تھی اور اس وقت کسی کے فلیٹ پر آنے کی اسے قطعاً توقع نہ تھی۔ اس نے کتاب میز پر رکھی اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کال بیل ایک بار پھر بجی اور اس بار مسلسل بجتی چلی گئی۔

"کون ہے"...... کیپٹن شکیل نے دروازے کے قریب پہنچ کر اونچی آواز میں کہا۔

"میں آپ کا ہمسایہ ہوں جناب۔ میری بیوی اچانک شدید بیمار ہو گئی ہے اور میرے فلیٹ کا فون خراب ہے۔ پلیز میں نے ڈاکٹر کو فون کرنا ہے"...... دوسری طرف سے ایک پریشان سی آواز سنائی دی تو کیپٹن شکیل کے بے اختیار ہونٹ بھنچ گئے کیونکہ اس کے

ذہن میں کسی فریب کا خیال آگیا تھا لیکن اس نے ہاتھ بڑھا کر لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول دیا۔ باہر واقعی ایک نوجوان کھڑا تھا جس کے چہرے پر شدید پریشانی نمایاں تھی۔ وہ سلیپنگ سوٹ پہنے ہوئے تھا۔

"آجائیں اندر"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"شکریہ"...... نوجوان نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ آیا۔ کیپٹن شکیل نے ایک نظر باہر راہداری میں دیکھا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ اس نوجوان کے پیچھے سٹنگ روم میں آگیا۔ نوجوان رسیور اٹھائے تیزی سے نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

"میں اظہار الدین بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب سے بات کرائیں"...... اس نوجوان نے رابطہ قائم ہوتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"کیا۔ ڈاکٹر صاحب چلے گئے ہیں۔ اوہ۔ مگر میری بیوی شدید بیمار ہو گئی ہے۔ گھر گئے ہیں"...... اظہار نے دوسری طرف سے جواب سن کر اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"کسی دعوت پر گئے ہیں۔ اوہ۔ اب کیا کروں"...... اظہار نے انتہائی پریشانی سے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی حالت دیکھ کر کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ یہ نوجوان ڈرامہ نہیں کر رہا بلکہ واقعی اس کی بیوی بیمار ہے۔

"آپ انہیں ہسپتال لے جائیں"...... کیپٹن شکیل نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں اسے ہسپتال نہیں لے جا سکتا۔ صرف ڈاکٹر عاشق کو ہی دکھایا جا سکتا ہے لیکن وہ کسی دعوت میں گئے ہیں۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ وہ تو مر جائے گی"...... نوجوان نے کہا اور کیپٹن شکیل اس کی بات سن کر حیران رہ گیا۔

"کیوں۔ ہسپتال کیوں نہیں لے جایا جا سکتا۔ میں ایمبولینس منگواتا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ پلیز ایسا مت کریں۔ آپ کا بہت شکریہ"...... اس نوجوان نے منت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس پلٹ گیا۔

"رکو۔ پہلے مجھے بتاؤ کہ کیا وجہ ہے۔ ادھر تمہاری بیوی شدید بیمار ہے اور ادھر تم اسے ہسپتال نہیں لے جا سکتے۔ کیوں"۔ کیپٹن شکیل نے اس بار خشک لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ نشہ کرتی ہے۔ نشے کی عادی ہے اور میں ایک ذمہ دار افسر ہوں۔ میں اسے ہسپتال نہیں لے جا سکتا ورنہ سب کو معلوم ہو جائے گا اور پھر میں بدنام ہو جاؤں گا اور ہو سکتا ہے کہ مجھے نوکری سے بھی نکال دیا جائے"...... اظہار نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں ایک سپیشل ہسپتال میں اس کے علاج کا بندوبست کرا دیتا ہوں۔ تم فکر مت کرو۔ کچھ نہیں ہوگا۔ اس کی جان تمہاری بدنامی سے زیادہ قیمتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور تیزی سے رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ نوجوان خاموش کھڑا ہونٹ چباتا رہا۔ شاید اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا

کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں کیپٹن شکیل بول رہا ہوں۔ سپیشل سروس کا ممبر۔ کون ڈیوٹی پر ہے۔ کیا ڈاکٹر صدیقی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یس سر۔ وہ ابھی جانے ہی والے ہیں۔ ہولڈ کریں میں بات کرا دیتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں کیپٹن صاحب۔ کیا بات ہے خیریت ہے"...... چند لمحوں بعد سپیشل ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر صدیقی کی مخصوص آواز سنائی دی۔ چونکہ وہ عمران سمیت سیکرٹ سروس کے تمام ممبران سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے وہ کیپٹن شکیل سے بھی واقف تھا۔

"میں اس وقت روبی پلازہ لیکرٹن روڈ سے بول رہا ہوں ڈاکٹر صدیقی۔ میرے ہمسائے کی بیوی اچانک شدید بیمار ہو گئی ہے اور ان کا فیملی ڈاکٹر کسی دعوت پر گیا ہوا ہے اور وہ کسی وجہ سے اسے جنرل ہسپتال میں نہیں لے جانا چاہتے اور اگر ان کا فوری علاج نہ ہوا تو ان کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے اس لئے آپ پلیز فوراً ایمبولینس بھجوا دیں۔ جلدی۔ اگر یہ خاتون نہ ہوتی کوئی مرد ہوتا تو میں اسے اپنی کار میں لے آتا لیکن خاتون کے لئے ایمبولینس ضروری ہے"...... کیپٹن شکیل نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے میں ڈاکٹر اور ایمبولینس دونوں بھجوا رہا ہوں"۔

دوسری طرف سے کہا گیا تو کیپٹن شکیل نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"چلیئے صاحب اور مطمئن رہیں۔ آپ کی بدنامی نہیں ہو گی"۔ کیپٹن شکیل نے اس نوجوان سے کہا اور نوجوان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ ہی تیزی سے باہر نکلا اور اس نے پلٹ کر باہر سے دروازہ لاک کر دیا۔

"آپ کا یہ ساتھ والا فلیٹ ہے ناں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جی ہاں۔ بارہ نمبر"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"آپ فلیٹ میں جائیں اور اپنی بیگم کی دیکھ بھال کریں میں باہر جا رہا ہوں۔ ڈاکٹر اور سٹریچر والوں کو بھجوا دوں گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا اس طرف بڑھ گیا جہاں دروازے کا فرنٹ تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایمبولینس پہنچ گئی اور کیپٹن شکیل نے ڈاکٹر اور سٹریچر والوں فلیٹ کا نمبر بتایا تو وہ سب تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر چلے گئے جبکہ کیپٹن شکیل ایمبولینس کے قریب ہی رک گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک خاتون کو سٹریچر پر ڈالے وہ لوگ نیچے اترے۔ ڈاکٹر بھی ساتھ تھا اس کے پیچھے اظہار بھی تھا۔

"آپ ادھر میرے ساتھ آ جائیں۔ میں بھی اپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ میری کار باہر ہی ہے۔ آئیں"...... کیپٹن شکیل نے اظہار سے کہا اور اظہار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کی بیوی کو ایمبولینس میں سوار کر کے ڈاکٹر بھی اندر بیٹھ گیا اور ایمبولینس واپس چلی گئی تو

کیپٹن شکیل پارکنگ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور پھر اظہار کو سائیڈ سیٹ پر بٹھا کر وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے کار تیزی سے مڑ کر آگے بڑھ گئی۔ اظہار خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ہو۔ کیپٹن شکیل جانتا تھا کہ اس وقت اس کے ذہن کی پوزیشن کیا ہو گی۔ اس نے بھی کوئی بات نہ کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سپیشل ہسپتال پہنچ گئے۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ اظہار الدین کی بیوی کو آپریشن روم میں لے جایا گیا ہے تو وہ دونوں باہر ہی رک گئے۔ اظہار الدین بے چینی اور اضطراب کے عالم میں مسلسل ٹہل رہا تھا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے بعد آپریشن روم کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی باہر آ گئے۔

"کیا ہوا ڈاکٹر"...... اظہار الدین نے بے چینی کے عالم میں آگے بڑھ کر ڈاکٹر صدیقی سے پوچھا۔

"آپ مریضہ کے کیا لگتے ہیں"...... ڈاکٹر صدیقی نے اظہار الدین سے پوچھا۔

"میں اس کا شوہر ہوں۔ کیوں کیا ہوا ہے۔ پلیز جلدی بتائیں ورنہ"...... اظہار الدین نے انتہائی بے چینی سے پوچھا۔

"آپ کی بیگم بچ گئی ہیں لیکن اگر آپ کو اسے یہاں لانے میں مزید کچھ دیر ہو جاتی تب شاید اس کا بچنا مشکل ہو جاتا۔ میرے ساتھ دفتر چلیئے اور آپ بھی آیئے کیپٹن صاحب"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا

تو اظہار الدین نے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اس کے ستے ہوئے چہرے پر بے اختیار اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مبارک ہو اظہار صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا ہے۔ آیئے اور اب گھبرایئے نہیں۔ انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا"۔ کیپٹن شکیل نے اظہار الدین کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"آپ۔ آپ کی بے حد مہربانی۔ آپ تو میرے اور میری بیوی کے لئے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوئے ہیں۔ اللہ آپ کو جزا دے گا"۔ اظہار الدین نے پہلی بار شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ میرے ہمسائے ہیں اور یہ تو میرا فرض تھا۔ آیئے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ڈاکٹر صدیقی کے آفس میں آ گئے۔ ڈاکٹر صدیقی نے چپڑاسی کو بلا کر کافی لانے کا کہہ دیا۔

"اظہار صاحب آپ کی شادی کو کتنا عرصہ ہوا ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے اظہار الدین سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جی پانچ سال ہو گئے ہیں۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... اظہار الدین نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے بچے بھی ہیں"...... ڈاکٹر صدیقی نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے دوسرا سوال کیا۔

"جی نہیں۔ وہ دراصل۔ اب میں کیا کہوں۔ آپ ڈاکٹر ہیں آپ سمجھ گئے ہوں گے"...... اظہار الدین نے کہا اور سر جھکا لیا۔

"آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ چونکہ آپ کی بیوی نشہ کرتی ہے اس لیئے وہ ماں نہیں بن سکتی"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"جی ہاں۔ ڈاکٹر عاشق نے یہی رپورٹ دی ہے۔ وہ میری بیوی کا فیملی ڈاکٹر ہے"...... اظہار نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر عاشق صاحب کیا کسی ہسپتال میں تعینات ہیں"۔ ڈاکٹر صدیقی نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ انہوں نے اپنی کوٹھی میں ہی کلینک بنایا ہوا ہے۔ وہ نشہ کرنے والوں کا علاج کرتے ہیں۔ بہت شہرت رکھتے ہیں۔ یہ ان کے علاج کی وجہ ہی ہے کہ اب میری بیوی پہلے سے بہت کم نشہ کرنے لگی ہے لیکن پھر بھی کبھی کبھی اس کی حالت اچانک بے حد خراب ہو جاتی ہے تو ڈاکٹر عاشق صاحب آکر اسے سنبھالتے ہیں۔ آج میں نے انہیں فون کیا تو وہ کلینک سے اٹھ کر کسی دعوت میں گئے ہوئے تھے"...... اظہار نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر عاشق نے کیا یہ رپورٹ دی ہے کہ آپ کی بیوی ماں نہیں بن سکتی"...... ڈاکٹر صدیقی نے پوچھا۔ اسی وقت چپڑاسی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے کافی کی پیالیاں سب کے سامنے رکھیں اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"میرے اصرار پر کئی بار اس نے چیک کر کے یہی رپورٹ دی ہے۔ آخری اور حتمی رپورٹ انہوں نے تین ماہ پہلے دی تھی اور اس کے بعد میں اور میری بیوی دونوں بے حد مایوس ہو گئے"...... اظہار

الدین نے جواب دیا۔

"آپ کا آج کس بات پر جھگڑا ہوا تھا"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو اظہار بے اختیار چونک پڑا۔

"جھگڑا۔ اوہ ہاں۔ بس ویسے ہی میرا موڈ آف تھا اس لیئے جھگڑا ہو گیا لیکن کچھ زیادہ بات تو نہیں ہوئی۔ عام سی بات تھی"...... اظہار نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے یقیناً اسے بانجھ ہونے کا طعنہ دیا ہو گا اور شاید دوسری شادی کا بھی ارادہ ظاہر کیا ہو گا"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو اظہار نے جواب دینے کی بجائے سر جھکا لیا۔

"آپ کی بیوی نے خواب آور گولیاں کھا کر خودکشی کرنے کی کوشش کی ہے اس لیئے میں نے کہا تھا کہ اگر اور کچھ دیر ہو جاتی تو اس کی زندگی بچانی ناممکن ہو جاتی۔ ہمیں بے حد محنت کرنا پڑی ہے تب جا کر معدہ واش ہوا ہے اور زہر کے اثرات بھی ختم ہوئے ہیں اور جو خاص بات میں اپ کو بتانا چاہتا تھا اور جس کی وجہ سے مجھے آپ سے اتنا لمبا چوڑا انٹرویو لینا پڑا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی بیوی حمل سے ہے لیکن زہر کی وجہ سے ان کا حمل گر گیا ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو اظہار الدین کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا۔ کیا۔ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ میری بیوی حمل سے تھی۔ مگر۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ ڈاکٹر عاشق نے تو حتمی جواب دے دیا تھا"...... اظہار الدین نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ڈاکٹر صدیقی کی

بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

" چونکہ ابھی حمل کی ابتدائی حالت تھی اس لئے کوئی خطرناک بات نہیں ہوئی۔ البتہ یہ بات نوٹ کر لیں کہ ڈاکٹر عاشق نے جو کچھ آپ سے کہا ہے وہ طبی طور پر غلط ہے۔ آپ کی بیوی بانجھ نہیں ہے لیکن اسے بانجھ بنا کر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے" ...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو اس بار کیپٹن شکیل بھی بے اختیار چونک پڑا۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ڈاکٹر صدیقی صاحب" ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ درست ہے۔ آپ سے بھلا میں غلط کہوں گا۔ ہاں تو مسٹر۔ آپ پلیز ایک کام کریں کہ آئندہ ڈاکٹر عاشق سے اپنی بیوی کا علاج نہ کرائیں" ...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

" لیکن وہ تو اس کے نشے کا علاج کر رہے ہیں" ...... اظہار الدین نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں۔ یہ علاج بھی یہیں ہو جائے گا اور آپ کی بیوی آئندہ نشہ نہیں کرے گی۔ ہم اس کا مکمل علاج کریں گے یہاں اس کا علیحدہ اور خصوصی شعبہ ہے البتہ اس کے لئے آپ کو پندرہ روز اکیلے رہنا پڑے گا" ...... ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اگر ایسا ہو جائے تو میں آپ کا بے حد ممنون ہوں گا" ۔ اظہار نے کہا۔

" ڈاکٹر صاحب آپ پلیز اظہار صاحب کی بیگم کا مکمل علاج کریں

ور اخراجات کی فکر نہ کریں۔ یہ میرے ذمے رہا" ...... کیپٹن شکیل نے پندرہ روز کا علاج سنتے ہی کہا۔

" اوہ نہیں جناب۔ اخراجات میں خود دوں گا۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ اخراجات میں ادا کر سکتا ہوں۔ ڈاکٹر عاشق کے اخراجات بھی تو ادا کرتا ہوں" ...... اظہار الدین نے کہا۔

" یہ بعد کی باتیں ہیں۔ پہلے علاج تو ہو" ...... ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر صاحب۔ کیا میری بیوی ہوش میں آ گئی ہے" ...... اظہار نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" ایک منٹ۔ میں معلوم کرتا ہوں" ...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور ایک طرف پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر دو نمبر پریس کر دیئے۔

" پرائیویٹ مریضہ کی کیا پوزیشن ہے" ...... ڈاکٹر صدیقی نے پوچھا۔

" اوکے" ...... دوسری طرف سے بات سن کر ڈاکٹر صدیقی نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

" انہیں ہوش آ گیا ہے۔ آپ ان سے مل سکتے ہیں" ۔ ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی انہوں نے گھنٹی بجائی تو چپڑاسی اندر آ گیا۔

" ان صاحب کو روم نمبر بارہ سپیشل وارڈ میں لے جاؤ۔ مریضہ

ان کی بیوی ہے یہ اس سے ملاقات کریں گے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور اظہار الدین اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کا بے حد شکریہ جناب۔ آپ نے واقعی بے حد تکلیف کی ہے۔ اب آپ چاہیں تو چلے جائیں میں ٹیکسی پر آجاؤں گا"...... اظہار الدین نے کیپٹن شکیل سے کہا۔

"آپ مل لیں پھر اکٹھے ہی چلیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو اظہار الدین سر ہلاتا ہوا آفس سے باہر چلا گیا۔

"ڈاکٹر صاحب کیا آپ یہاں پرائیویٹ مریضوں کو رکھ سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے اپنے طور پر ایک سپیشل وارڈ بنایا ہوا ہے اور اس کی باقاعدہ اعلیٰ حکام سے اجازت لی ہوئی ہے اور اخراجات کی آپ فکر نہ کریں اس کا بندوبست بھی یہاں پہلے سے ہے۔ کچھ مخیر حضرات نے اس سلسلے میں خصوصی تعاون کیا ہوا ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"اگر آپ کہیں تو میں چیف سے بات کر لوں تاکہ ان کے نوٹس میں آجائے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بے شک کر لیں۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل نے فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کیپٹن شکیل بول رہا ہوں جناب۔ سپیشل ہسپتال کے ڈاکٹر صدیقی کے آفس سے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے تفصیل سے کال بیل بجنے سے یہاں آنے اور پھر اب تک کی پوری رپورٹ دے دی۔

"تم نے اچھا کیا کہ مریضہ کو یہاں لے آئے اس طرح اس کی جان بچ گئی۔ گڈ شو"...... دوسری طرف سے تحسین آمیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"مجھے خدشہ تھا کہ کہیں چیف ناراض نہ ہو جائے لیکن اس نے تو الٹا شاباش دے دی ہے"...... کیپٹن شکیل نے ڈاکٹر صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ انتہائی عظیم انسان ہیں کیپٹن شکیل"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیپٹن شکیل۔ میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور کافی دیر سے یہی سوچ رہا ہوں کہ یہ بات کی جائے یا نہیں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ آپ کھل کر بات کیجئے ڈاکٹر صدیقی"...... کیپٹن شکیل

نے کہا۔

"بات یہ ہے کہ میں تو اس ڈاکٹر عاشق کو نہیں جانتا اور نہ میرے پاس اتنا وقت ہے کہ میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کروں لیکن آپ کو اگر فرصت ہو تو آپ میرے لئے یہ کام کریں"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"کیا مطلب ڈاکٹر صاحب۔ کس قسم کی معلومات"...... کیپٹن شکیل نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن صاحب۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ ڈاکٹر عاشق کچھ پراسرار قسم کا کھیل کھیل رہے ہیں جو کسی ڈاکٹر کو بہرحال زیب نہیں دیتا۔ اظہار صاحب کی بیوی کا علاج نہیں ہو رہا بلکہ اسے باقاعدہ ایک خاص قسم کا نشہ دیا جاتا ہے جس سے نشہ کی طلب بڑھ جاتی ہے اور کم بھی ہو جاتی ہے اور اسی خاص نشہ کی وجہ سے عورت مصنوعی طور پر بانجھ بھی ہو جاتی ہے جس کا پھر علیحدہ علاج کر کے مریضہ سے یا اس کے لواحقین سے رقم لی جا سکتی ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ڈاکٹر صاحب مجھے افسوس ہے کہ میں اب بھی آپ کی بات نہیں سمجھ سکا۔ آپ کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر عاشق اظہار الدین کی بیوی کو خود نشہ دیتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"طب میں بے شمار ایسی ادویات ہیں جن کا استعمال مثبت کے

ساتھ ساتھ منفی انداز میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ اسی قسم کی ایک دوا ہے جس کا طبی نام تو بہت لمبا چوڑا ہے لیکن اسے مختصر کر کے ڈاجن کہا جاتا ہے۔ یہ دوا دراصل ایک مخصوص قسم کی اعصابی بیماری کے علاج کے لئے استعمال کی جاتی ہے لیکن اس کی اگر زیادہ ڈوز دے دی جائے تو پھر یہ دوا انسانی جسم میں نشہ کی تیز طلب پیدا کر دیتی ہے جبکہ اس کی ڈوز اگر کم کر دی جائے تو اس سے نشہ کی طلب کافی کم ہو جاتی ہے اور اس کا سائیڈ افیکٹ بھی ہے کہ اگر اس کی زیادہ ڈوز دی جائے یا مسلسل دی جاتی رہے تب بھی عورت کے جسم میں اس کے اثرات پڑتے ہیں اور وہ بانجھ ہو جاتی ہے اور اظہار صاحب کی بیوی کے جسم میں ڈاجن کے اثرات کی موجودگی میں نے چیک کر لی ہے اور اسے چیک کرنے کے بعد میں نے خصوصی طور پر یہ بات چیک کی ہے کہ کیا مریضہ کو وہ خصوصی اعصابی بیماری بھی ہے یا نہیں اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایسا نہیں ہے۔ اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ڈاجن انہیں کسی سازش یا کسی پلان کے تحت دی جا رہی ہے۔ اب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر عاشق ایسا نہ کر رہے ہوں کوئی اور سلسلہ ہو۔ لیکن۔ ہر حال یہ ہے خطرناک سلسلہ۔ آپ اس سلسلے میں ڈاکٹر عاشق کو ٹٹولیں اس کے بعد مجھے بتائیں پھر دیکھیں گے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا۔ میں چیک کر لوں گا لیکن یہ بتائیں کہ ڈاجن کی ان خصوصیات سے کیا سب ڈاکٹر واقف

ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ سب جانتے ہیں۔ دراصل پہلے بھی میرے نوٹس میں ایک مریضہ آئی تھی لیکن میں نے خیال نہیں کیا تھا لیکن اب یہ دوسری مریضہ ہیں یہ بات دیکھ کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ شاید دولت کمانے کے چکر میں کوئی گروہ یا کوئی ڈاکٹر یہ گھناؤنا کھیل کھیل رہا ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھوں گا اور پھر آپ سے ڈسکس بھی کروں گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اسی لمحے اظہار الدین کمرے میں داخل ہوا۔

"کیسی طبیعت ہے آپ کی وائف کی"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"وہ بہت بہتر محسوس کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے"۔ اظہار نے کہا۔

"تو پھر اب چلیں۔ ڈاکٹر صاحب بھی ہماری وجہ سے یہاں رکے ہوئے ہیں ورنہ ان کی ڈیوٹی تو آف ہو چکی ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ہاں ڈاکٹر صاحب آپ کا تو خصوصی طور پر شکریہ۔ آپ تو واقعی رحمت کے فرشتے ہیں"...... اظہار نے کہا اور ڈاکٹر صدیقی بے اختیار ہنس پڑے۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے"۔ ڈاکٹر

صدیقی نے کہا اور پھر اظہار الدین اور کیپٹن شکیل دونوں ان سے اجازت لے کر ان کے آفس سے نکلے اور بیرونی طرف بڑھ گئے۔

"اظہار صاحب میں تو آپ کے اس پلازہ میں ایک ماہ پہلے آیا ہوں۔ آپ شاید کافی عرصہ سے یہاں رہتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کار پارکنگ سے باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں تو پانچ سال سے یہاں رہ رہا ہوں۔ یہ فلیٹ بھی ہمارا اپنا ہے۔ لیکن کیا آپ واقعی سپیشل سروس میں ہیں۔ کیا یہ ملٹری کا کوئی شعبہ ہے"...... اظہار نے کہا۔

"یہ بات آپ نے کیسے کہہ دی"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے نام کیپٹن شکیل کی وجہ سے"...... اظہار الدین نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"جی نہیں۔ میں دراصل ملٹری میں رہا ہوں۔ تب سے یہ خطاب میرے نام کا ایک حصہ بن گیا ہے۔ سپیشل سروس حکومت کی ایک سروس ہے جو فارن سروس کے تحت کام کرتی ہے۔ خصوصی قسم کی چیزوں کی حفاظت ڈیلیوری کے لئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اظہار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ نے اپنا تفصیل سے تعارف نہیں کرایا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نام تو آپ کو معلوم ہو گیا ہے۔ میں پرائیویٹ فرم میں چیف

اکاؤنٹنٹ ہوں۔ میری بیوی نجمہ وزارت سائنس میں ڈپٹی سیکرٹری
کے عہدے پر فائز ہے"...... اظہار نے کہا۔

"آپ کی بیگم ایک ذمہ دار پوسٹ پر فائز ہونے کے باوجود نشہ
کیسے کرنے لگ گئیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ بالکل ٹھیک تھی لیکن پھر شادی کے ڈیڑھ دو سال بعد اس
نے مجھ سے چھپ کر نشہ کرنا شروع کر دیا۔ شروع شروع میں تو مجھے
پتہ نہ چلا لیکن پھر پتہ چل گیا۔ میں بے حد حیران ہوا اور ساتھ ہی
پریشان بھی۔ میری بیوی نے مجھے بتایا کہ اس کی ایک سہیلی نے
اسے اعصابی سکون کی گولیاں دیں اور اس کے بعد وہ ان گولیوں کی
عادی ہو گئی۔ پھر یہ گولیاں بے اثر ہو گئیں تو اس سہیلی نے پھر اسے
نشہ کی راہ دکھا دی۔ میں اس سے بے حد ناراض ہوا تو اس نے وعدہ
کیا کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کرے گی۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر عاشق
کا وہ اس سلسلے میں باقاعدہ علاج کرا رہی ہے۔ میں خود ڈاکٹر عاشق
سے ملا تو اس نے مجھے تسلی دی کہ نجمہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی اور
وہ ہو بھی گئی لیکن وہ پھر شروع ہو گئی تھی۔ اب علاج ہوتا ہے تو
چھوڑ دیتی ہے بس ایسا ہی سلسلہ چل رہا ہے۔ ہم دونوں نے اس
بات کو بہت چھپائے رکھا ہے کیونکہ اس طرح نہ صرف ہم دونوں
کی بدنامی ہوتی بلکہ ہو سکتا ہے کہ ہمیں ہماری سروسز سے بھی علیحدہ
کر دیا جاتا۔ میں نے بارہا نجمہ کو سمجھایا وہ خود بھی انتہائی سمجھدار ہے
لیکن وہ کہتی ہے کہ نجانے کیا ہوتا ہے کہ اس کے اندر اچانک نشے کی

طلب اس قدر تیز ہو جاتی ہے کہ اس کا ذہن ماؤف ہو جاتا ہے اور وہ
نشہ شروع کر دیتی ہے۔ ڈاکٹر عاشق کے علاج سے اسے کئی کئی ہفتے
آرام بھی آ جاتا ہے لیکن پھر وہ اچانک نشہ کر لیتی ہے"...... اظہار
الدین نے کہا۔

"ڈاکٹر عاشق کا کلینک کہاں ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"شاہکار کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو تیرہ۔ اے بلاک۔ اپنی کوٹھی
میں ہی انہوں نے کلینک بنایا ہوا ہے۔ وہ نشہ کرنے والوں کا علاج
کرتے ہیں اور وہاں بہت بڑے بڑے لوگ جاتے ہیں حتیٰ کہ میں نے
غیر ملکی سفیروں اور ان کی بیگمات کو بھی وہاں دیکھا ہے۔ انتہائی
قابل ڈاکٹر ہیں۔ میری بیوی کے دور کے عزیز بھی ہیں اور ہم پر انتہائی
مہربان بھی ہیں۔ وہ میری بیوی کے علاج کی فیس بھی نہیں لیتے
حالانکہ وہ بہت بھاری فیس لیتے ہیں"...... اظہار الدین نے کہا اور
کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس پلازہ
پہنچ گئے اور پھر اظہار الدین نے کیپٹن شکیل کا ایک بار پھر شکریہ ادا
کیا اور وہ اپنے فلیٹ پر چلا گیا جبکہ کیپٹن شکیل اپنے فلیٹ کی طرف
بڑھ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ کل ڈاکٹر عاشق کے کلینک جا
کر اس سے ملے گا اور ڈاکٹر صدیقی کے خدشات کے بارے میں اپنے
طور پر یہ انکوائری کرے گا۔

عمران نے کار اسٹار کلب کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور پھر اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ چونکہ آج اسٹار کلب میں فیشن شو کی تقریب تھی اس لئے پارکنگ رنگ برنگی کاروں سے بھری ہوئی تھی۔ اسٹار کلب کا افتتاح ابھی حال میں ہی ہوا تھا اور اس کلب نے خاص طور پر فیشن شو کے انعقاد میں پورے دارالحکومت میں شہرت حاصل کر لی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ فیشن کا دلدادہ اعلیٰ طبقہ اس کلب کی طرف رجوع کرتا تھا۔ آج جو فیشن شو منعقد ہو رہا تھا وہ ایک غیر ملکی ڈریس ڈیزائنر کے ڈیزائن کئے گئے لباسوں کا تھا اور اخبارات میں اس کے بارے میں جو اشتہارات شائع کئے گئے تھے ان کے مطابق اس شو میں حصہ لینے والی ماڈل لڑکیاں بین الاقوامی شہرت کی حامل تھیں۔ شاید یہی وجہ تھی کہ اس وقت کلب کی رونق اپنے پورے عروج پر تھی۔ سیکرٹ سروس تو کیا بلکہ فور سٹارز کے پاس بھی ان دنوں کوئی کیس

نہیں تھا اور عمران کا مطالعہ کرنے کا موڈ بھی نہ بنا تھا اس لئے ان دنوں عمران پر آوارہ گردی کا موڈ سوار تھا۔ وہ مختلف ہوٹلوں اور کلبوں میں آجا کر وقت پورا کیا کرتا تھا۔ آج بھی اس کی نظریں اخبار میں اسٹار کلب کے اس فیشن شو کے اشتہار پر پڑیں تو اس نے اس فیشن شو میں شرکت کا فیصلہ کر لیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شام ہوتے ہی اس نے کار کا رخ اسٹار کلب کی طرف موڑ دیا تھا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اسٹار کلب کی انتظامیہ نے لباس کے بارے میں انتہائی سخت پابندی عائد کر رکھی تھی اور اس سلسلے میں وہ کسی رورعایت کی قائل نہ تھی۔ گو عمران چاہتا تو سوٹ کے علاوہ ٹیکنی کلر لباس پہن کر بھی کلب میں داخل ہو سکتا تھا لیکن نجانے کیوں اس کا ذہن ہنگامہ کرنے کی طرف آمادہ نہ ہوا تھا۔ چنانچہ اس کے جسم پر باقاعدہ سوٹ موجود تھا۔ اس نے چونکہ فون کر کے اپنی نشست پہلے ہی مخصوص کرا لی تھی اس لئے کار لاک کر کے وہ اطمینان سے چلتا ہوا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"جناب کیا میں آپ سے کچھ وقت لے سکتا ہوں"۔ اچانک عمران کو عقب سے ایک سنجیدہ سی آواز سنائی دی تو عمران تیزی سے مڑا۔ اس نے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے باوقار سے آدمی کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کے جسم پر قیمتی سوٹ تھا اور وہ اپنے لباس اور انداز سے خاصا خوشحال نظر آ رہا تھا۔

"کس بھاؤ خریدیں گے۔ آج کل مجھے رقم کی اشد ضرورت ہے اس

لئے بھاؤ اونچا ہی رہے گا"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"بھاؤ کی فکر مت کریں۔ سیٹھ ارشاد کے پاس دولت کی کوئی کمی نہیں ہے۔ آیئے ادھر لان میں بیٹھتے ہیں"...... اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر لان کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں کندھے اچکائے اور پھر اس کے پیچھے لان کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ شو شروع ہونے میں ابھی کافی وقت تھا اور شرکت کرنے والوں کی سیٹیں بھی ریزرو تھیں اس لئے اکثر لوگ لان میں بیٹھے مشروبات سے دل بہلا رہے تھے۔ وہ آدمی جس نے اپنے آپ کو سیٹھ ارشاد بتایا تھا ایک طرف رکھی ہوئی خالی میزوں کی طرف بڑھ گیا۔

"تشریف رکھیں جناب"...... سیٹھ ارشاد نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے ویٹر آگیا تو سیٹھ ارشاد نے اسے مشروبات لانے کا آرڈر دے دیا۔

"میں نے اپنا نام پہلے ہی بتا دیا ہے۔ میرا نام سیٹھ ارشاد ہے۔ میرا مشینی کھلونوں کا کاروبار ہے۔ میں بیرونی ممالک سے مشینی کھلونے درآمد کرتا ہوں اور یہاں پاکیشیا میں سپلائی کرتا ہوں۔ سبزہ زار روڈ پر میری فرم ارشاد کارپوریشن کا آفس ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کے

صاحبزادے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کے انتہائی گہرے دوست ہیں۔ میں ایک اہم بات سنٹرل انٹیلی جنس کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا لیکن میں یہ بات اس لئے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے نہیں کر سکتا کہ میرے نقطہ نظر سے سپرنٹنڈنٹ فیاض اس ذہن کا آدمی نہیں ہے کہ وہ میری بات کی اہمیت کو سمجھ سکے۔ سر عبدالرحمن بے حد سخت اور اصول پسند آدمی ہیں اس لئے مجھے خدشہ ہے کہ وہ سب سے پہلے مجھے گرفتار کر لیں گے اور میں چونکہ ایک کاروباری آدمی ہوں اپنی گرفتاری برداشت نہیں کر سکتا۔ اس طرح میرا سارا کاروبار تباہ ہو کر رہ جائے گا اور میری ساکھ ختم ہو جائے گی۔ آپ سے ایک بار ایک ہوٹل میں سرسری سی ملاقات ہوئی تھی۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ذریعے تعارف ہوا تھا۔ گو آپ نے اس ہوٹل میں ایسی باتیں کی تھیں اور ایسی حرکتیں کی تھیں کہ انہیں دیکھ کر آپ کے متعلق یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ آپ انتہائی غیر سنجیدہ آدمی ہیں لیکن میرا کاروباری تجربہ مجھے بتاتا ہے کہ آپ دراصل انتہائی ذہین اور ذمہ دار آدمی ہیں اس لئے آپ میری بات نہ صرف آسانی سے سمجھ لیں گے بلکہ آپ سپرنٹنڈنٹ فیاض یا اپنے والد کو بھی سمجھا لیں گے۔ میں صبح سے یہی سوچ رہا تھا کہ کس طرح یہ بات آگے بڑھاؤں کہ اچانک آپ نظر آ گئے اور میں نے آپ سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا"...... سیٹھ ارشاد نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ویٹر مشروبات لے آیا تو سیٹھ ارشاد نے ایک بوتل عمران کی طرف بڑھائی اور دوسری اس نے اپنے

سامنے رکھ لی۔

"آپ کی بہت مہربانی ہے جناب کہ آپ خاصا وقت لے رہے ہیں۔ اس سے میری رقم ہی بڑھے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سیٹھ ارشاد بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں کہ آپ میری تمہید سے بور ہو رہے ہیں لیکن اپنی بات آگے بڑھانے کے لئے یہ ضروری تھا۔ بہرحال اصل بات یہ ہے کہ جہاں میں مشینی کھلونے غیر ممالک سے پاکیشیا درآمد کرتا ہوں وہاں میں پاکیشیا سے بھی مختلف سائنسی سامان غیر ممالک کو برآمد کرتا ہوں۔ یہ سائنسی سامان مختلف قسم کا ہوتا ہے اس میں چھوٹی مشینیں بھی ہوتی ہیں اور بڑی بھی۔ گذشتہ دنوں میں نے پاکیشیا سے سائنسی سامان جو کچھ چھوٹی سائنسی مشینری پر مشتمل تھا یورپ کے ایک ملک کاٹلی بھجوایا۔ یہ سامان میرے ادارے نے یہاں سے دو بڑے کنٹینروں میں پیک کرا کر بک کرایا اور ایئر کارگو سے بھجوایا گیا تھا لیکن کاٹلی میں میرے ایجنٹ نے جب یہ سامان وصول کیا تو ایک کنٹینر غائب ہو چکا تھا۔ اس ایجنٹ نے مجھے اطلاع دی۔ میں نے یہاں سے پڑتال کرائی تو معلوم ہوا کہ یہ کنٹینر کاٹلی پہنچنے سے پہلے یوگہ ایئرپورٹ پر اتار لیا گیا ہے اور وہاں سے کسی اور جگہ بھجوا دیا گیا ہے۔ وہاں بھی میرے ایجنٹ موجود ہیں۔ انہوں نے مزید پڑتال کر کے مجھے بتایا کہ کنٹینر یوگہ سے بحیرہ روم کے ایک جزیرے سارڈینا بھجوایا گیا ہے۔ میرے ایجنٹوں نے جب وہاں رابطہ

کیا تو معلوم ہوا کہ ایسا غلطی سے ہوا ہے۔ کنٹینر واپس میرے ایجنٹوں کے حوالے کر دیا گیا تھا جنہوں نے یہ کنٹینر واپس کاٹلی روانہ کر دیا۔ کاٹلی میں میرے ایجنٹوں نے جب اسے وصول کیا تو انہیں محسوس ہوا کہ کنٹینر میں ایک طرف بہت سے سوراخ موجود ہیں۔ انہوں نے کنٹینر کو کھولا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کنٹینر میں بھیجی گئی مشینوں کی بجائے ایک پاکیشیائی کی لاش تھی اور اس کے گرد اس طرح کلپنگ کی گئی تھی کہ جیسے اس آدمی کو اس کنٹینر میں بے ہوش کر کے باقاعدہ کلپ کیا گیا ہے اور اسے گرنے اور الٹنے پلٹنے سے بچانے کے لئے اس کے جسم کے گرد باقاعدہ کلپنگ کی گئی ہے۔ کنٹینر میں سوراخ عین اس جگہ تھے جہاں اس لاش کا چہرہ تھا۔ میرے ایجنٹوں نے وہاں کی پولیس کو اطلاع دی تو پولیس نے کنٹینر کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ اس لاش کو کنٹینر سے نکال کر جب پوسٹ مارٹم کے لئے بھجوایا گیا تب پتہ چلا کہ یہ شخص سانس گھٹ جانے سے ہلاک ہوا ہے اور لاش دراصل کسی یورپی شخص کی ہے جس پر میک اپ کر کے اسے ایشیائی بنایا گیا تھا۔ پولیس کو اس لاش کے لباس کی تلاشی کے دوران کوٹ کی ایک خفیہ جیب سے ایک پتلی سی ڈائری ملی۔ اس ڈائری پر نام ڈاکٹر غازی لکھا ہوا تھا اور پتے کی جگہ صرف پاکیشیا کے دارالحکومت کا نام درج تھا۔ اس ڈائری میں اعداد وغیرہ درج تھے اور کچھ درج نہیں تھا۔ ان اعداد کو جب چیک کرایا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ اعداد دراصل خلائی سائنس کے کلیے ہیں۔ اس سے

وہاں کی پولیس نے اندازہ لگایا کہ اصل آدمی ڈاکٹر غازی کو پاکیشیا سے اس کنٹینر میں لایا گیا ہے اور پھر دھوکہ دینے کے لئے ڈاکٹر غازی کی جگہ کسی یورپی کی لاش کو ڈاکٹر غازی کا لباس پہنا کر اور میک اپ کر کے کنٹینر میں بند کر کے واپس کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پاکیشیا سے رابطہ کیا لیکن یہاں سے انہیں کسی ڈاکٹر غازی کا پتہ نہیں چل سکا۔ یہاں کی وزارت سائنس نے جواب دیا ہے کہ ڈاکٹر غازی نام کا کوئی سائنس دان نہیں ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اب یہ کیس وہاں سے یہاں بھجوایا جا رہا ہے تاکہ یہاں کی پولیس اس سلسلے میں انکوائری کرے۔ مجھے جب یہ اطلاع ملی تو میں نے اس فرم سے رابطہ کیا جس کے ذریعے یہ کنٹینر بھجوایا گیا تھا تو میں یہ معلوم کر کے حیران رہ گیا کہ فرم کے چار آدمی ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے ہیں اور یہ چاروں وہی تھے جو اس فیلڈ میں کام کرتے تھے۔ اس سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ کوئی گہری سازش ہوئی ہے اور میں یہ بات سنٹرل انٹیلی جنس تک پہنچانا چاہتا ہوں"...... سیٹھ ارشاد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مال بھیجنے کا کیا طریقہ کار ہے۔ کیا آپ کے آدمی خود مال لے کر کنٹینروں میں بک کراتے ہیں یا کوئی دوسرا طریقہ ہے"۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں پوچھا کیونکہ اسے بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ معاملہ بے حد سیریس ہے۔ کسی سائنس دان کو پاکیشیا سے اس انداز میں سمگل کیا گیا ہے۔

"ہمارا طریقہ کار عام سا ہے جیسے سب بزنس اداروں کا ہے۔ ہم مال کا سودا کرتے ہیں پھر پیکنگ اور ڈیلیوری فرم کو فون پر اطلاع کر دیتے ہیں۔ وہ مطلوبہ مال کی ڈیلیوری لیتے ہیں اور اسے پیک کر کے باہر بھجوا دیتے ہیں۔ وہاں ہمارے کلیئرنگ ایجنٹ اسے وصول کر لیتے ہیں اور مطلوبہ پارٹی کو پہنچا دیتے ہیں"...... سیٹھ ارشاد نے بتایا

"کس فرم نے اس بار پیکنگ کی تھی اور مال بھجوایا تھا"۔ عمران نے پوچھا۔

"کرانس کلیئرنگ اینڈ فارورڈنگ ایجنسی۔ مشہور اور بڑی فرم ہے اور ہمارا ان سے طویل عرصہ سے رابطہ ہے۔ پہلے کبھی شکایت نہیں ہوئی"...... سیٹھ ارشاد نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی بات انتہائی سنجیدگی سے انٹیلی جنس تک پہنچ جائے گی"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"بے حد شکریہ۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے"...... سیٹھ ارشاد نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک لاکھ چون ہزار چھ سو پندرہ روپے دے دیں"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سیٹھ ارشاد بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"جی۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ"...... سیٹھ ارشاد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے پورا پون گھنٹہ خریدا ہے۔ اس لئے میں نے بھی ٹھوک بھاؤ لگایا ہے۔ اگر پچون لگاتا تو رقم اس سے بھی زیادہ بن جاتی"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو سیٹھ ارشاد بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ واقعی دلچسپ مذاق کر رہے ہیں"...... سیٹھ ارشاد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ مذاق نہیں ہے جناب سیٹھ صاحب۔ کاروبار ہے۔ آپ نے مجھے درمیان میں ڈال کر دراصل اپنی فوری گرفتاری بچائی ہے اور میرا پون گھنٹہ ضائع کیا ہے اس لئے یہ رقم تو آپ کو دینی ہی ہو گی"...... عمران کا لہجہ اور زیادہ سنجیدہ ہو گیا تو سیٹھ ارشاد حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔

"آئی ایم سوری۔ لیکن"...... سیٹھ ارشاد ظاہر ہے اتنی آسانی سے کہاں اتنی بھاری رقم دے سکتا تھا۔

"اوکے۔ اب جب تک آپ رقم نہیں دیں گے وقت کا میٹر چلتا رہے گا اور ہو سکتا ہے کہ جب دینے پر آمادہ ہوں تو آپ کا کاروبار اور سارے اثاثے نیلام کر کے بھی رقم پوری نہ کر سکے۔ اب بھی پانچ منٹ مزید ہو گئے ہیں اور اب ان پانچ منٹوں کی بھی رقم آپ کو دینا پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ یہی رقم لے لیں۔ کوئی بات نہیں میں دے دیتا ہوں۔ بہرحال یہ میری زندگی کا پہلا تجربہ ہے کہ میں نے کسی سے

اتنا مہنگا وقت خریدا ہے"...... سیٹھ ارشاد نے جلدی سے جیب سے چیک بک نکالتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سیٹھ ارشاد پر دھمکی کا اثر ہو گیا ہے اور وہ یقیناً اس لئے آمادہ ہوا ہے کہ اسے خیال آ گیا ہو گا کہ عمران سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست اور سر عبدالرحمن کا لڑکا ہے اس لئے کہیں وہ کسی لمبے چکر میں نہ پھنس جائے۔

"چیک میرے نام نہیں۔ الصحت خیراتی ہسپتال کے نام لکھ دیں۔ آج کا پورا دن اسی ہسپتال کے لئے وقف ہے۔ وہاں غریبوں کا علاج مفت ہوتا ہے اور انہیں رقم کی ضرورت پڑتی رہتی ہے"۔ عمران نے کہا تو سیٹھ ارشاد بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب میں ڈیڑھ لاکھ کا نہیں بلکہ تین لاکھ کا چیک لکھوں گا۔ میں بھی اپنا وقت انہیں دینا چاہتا ہوں"...... سیٹھ ارشاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ خود ہی چیک وہاں پہنچا دیں۔ میں ان سے فون پر معلوم کر لوں گا۔ خدا حافظ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اس نے فیشن شو میں شرکت کا فیصلہ بدل دیا تھا۔ وہ اب اس سلسلے میں کام کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ پارکنگ سے کار لے کر وہ تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کرسی پر بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر آدمی بڑی حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ وہ کبھی اپنے آپ کو دیکھتا تھا کبھی اپنے لباس کو اور کبھی کمرے کو۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو۔ وہ راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔

" یہ میں کہاں آگیا ہوں۔ یہ میرے جسم پر لباس کس کا ہے۔ یہ کیا چکر ہے "...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ آدمی چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ دروازے سے دو غیر ملکی اندر داخل ہو رہے تھے۔ ان میں سے ایک لمبے قد کا اور دوسرا درمیانے قد کا تھا۔ ان کے چہروں کی بناوٹ اور ان پر موجود تاثرات ایسے تھے کہ دیکھتے ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ یہ لوگ خاصے سفاک اور ظالم مزاج کے ہیں۔ وہ دونوں اس

آدمی کے سامنے موجود کرسیوں پر اطمینان سے بیٹھ گئے۔

" تمہارا نام ڈاکٹر قاضی ہے اور تم پاکیشیائی سائنس دان ہو"۔ اس پہلے آدمی نے سرد لہجے میں کہا اور وہ آدمی جو واقعی ڈاکٹر قاضی تھا بے اختیار چونک پڑا۔

" ہاں۔ تم کون ہو اور میں کہاں ہوں اور یہ مجھے کرسی میں کیوں جکڑا ہوا ہے "...... ڈاکٹر قاضی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" ڈاکٹر قاضی چونکہ تم ایک سائنس دان ہو اس لئے میں تمہیں پوری تفصیل بتا دیتا ہوں۔ ہمارا تعلق بین الاقوامی تنظیم سے ہے۔ ہماری تنظیم کا نام کاراکاز ہے۔ یہ بہت وسیع اور انتہائی باوسائل تنظیم ہے۔ ہماری تنظیم اسلحہ خفیہ فیکٹریوں میں تیار کرتی ہے اور پھر اسے دنیا کی ان تنظیموں کو فروخت کرتی ہے جو حکومتوں کے خلاف کام کرتی ہیں اس لئے ہم عام اسلحہ بھی تیار کرتے ہیں اور انتہائی حساس اسلحہ بھی۔ ایسا اسلحہ جو ایسی حکومتوں کو فروخت کیا جا سکے جو یہ اسلحہ نہ خود تیار کر سکتی ہوں اور نہ کسی سے کھلے عام خرید سکتی ہوں۔ اس کے لئے ہماری خفیہ لیبارٹریاں ہیں جہاں بڑے بڑے نامور سائنس دان دن رات کام کرتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ایجنٹ ایسے فارمولوں کی تلاش میں رہتے ہیں جن سے ایسا حساس اسلحہ بنایا جا سکتا ہو۔ ہمارے ایجنٹوں نے ہمیں اطلاع دی کہ تم نے ایک ایسے دفاعی نظام کا فارمولا تیار کیا ہے جس سے ایٹمی حملے سے بچا جا سکتا ہے۔ تم نے اس سلسلے میں حکومت پاکیشیا

سے بات کی۔ تمہارے اس فارمولے کو چیک کیا گیا اور اسے قابل
عمل قرار دیا گیا لیکن چونکہ تمہارے ملک پاکیشیا میں ایسی لیبارٹریاں
نہیں ہیں جن میں اسے تیار کیا جا سکے اس لئے حکومت پاکیشیا ان
دنوں حکومت شوگران سے معاہدہ کر رہی ہے تاکہ اس فارمولے پر
وہاں کام کیا جا سکے اور اس سے پاکیشیا بھی فائدہ اٹھائے اور شوگران
بھی۔ یہ انتہائی اہم فارمولا ہے کیونکہ ایسے نظام کی اس وقت دنیا کی
ہر اس حکومت کو ڈیمانڈ ہے جو اپنے ملک کو ایٹمی حملے سے تحفظ دینا
چاہے۔ چنانچہ ہماری تنظیم نے فیصلہ کر لیا کہ تمہیں پاکیشیا سے
فارمولے سمیت اس طرح اغوا کیا جائے کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو
سکے کہ تم کہاں چلے گئے ہو تاکہ پاکیشیا یا شوگرانی ایجنٹ تمہارے
پیچھے نہ آ سکیں اور وہ ٹکریں مارتے رہ جائیں اس سلسلے میں انتہائی
پیچیدہ انداز میں کام کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل بتانے کا کوئی فائدہ
نہیں۔ بہرحال تم یہاں پہنچ گئے۔ یہ بحیرہ روم کے اندر ایک جزیرہ ہے
جسے کراٹ کہا جاتا ہے۔ اس جزیرے پر کاراکاز کا مکمل ہولڈ ہے۔
بظاہر یہ جزیرہ ملک کاٹلی کے زیر قبضہ ہے لیکن ہماری تنظیم نے کاٹلی
سے اسے باقاعدہ خرید رکھا ہے اور حکومتی لحاظ سے ہماری تنظیم نے
اسے سیاحت کے فروغ کے لئے خریدا ہے اور یہاں واقعی بے شمار
سیاح آتے رہتے ہیں لیکن کسی کو یہ معلوم نہیں کہ یہاں زیر زمین
ہماری سب سے بڑی لیبارٹری ہے۔ اب تم اس لیبارٹری میں اپنے
فارمولے پر دوسرے سائنس دانوں سے مل کر کام کرو گے اور وہ

دفاعی نظام تیار کرو گے جس کا نام تم نے اٹیمک پروجیکٹ سسٹم
رکھا ہوا ہے اور تم اسے اے پی ایس کے نام سے پکارتے ہو۔ تمہیں
یہاں ہر قسم کی سہولیات مہیا کی جائیں گی جو تم چاہو گے۔ ہمیں
معلوم ہے کہ تم عیاش فطرت آدمی ہو اور تم خوبصورت اور نوجوان
عورتوں سے دوستی رکھتے ہو۔ یہاں تمہاری مرضی کی عورتیں بھی
مہیا کی جائیں گی اور شراب بھی۔ اس کے علاوہ بھی جو سہولت تم
ڈیمانڈ کرو گے وہ پوری کی جائے گی اور جب تم یہ نظام تیار کر لو گے
تو تمہیں بے پناہ دولت دی جائے گی۔ تمہارے تصور سے بھی
زیادہ۔ اتنی دولت کہ تم تو کیا تمہاری آئندہ سات نسلیں بھی پوری
دنیا کے بڑے رئیسوں میں شمار ہوں گی لیکن اس دوران نہ ہی تم
یہاں سے باہر جا سکو گے اور نہ بیرونی دنیا سے تمہارا کوئی رابطہ ہو گا۔
ہمیں معلوم ہے کہ تم نے شادی کی تھی لیکن پھر تمہاری بیوی ایک
ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئی اور اس کے بعد تم نے شادی نہیں کی
اس لئے تمہیں واپس جانے کی بھی کوئی خواہش نہیں ہو گی"۔ اس
آدمی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن فارمولا کہاں ہے۔ اس کے بغیر تو میں کچھ بھی نہیں کر
سکتا"...... ڈاکٹر قاضی نے کہا تو وہ لمبا آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ہمیں احمق سمجھتے ہو۔ تمہارے یہاں پہنچنے سے پہلے تمہارا
فارمولا یہاں پہنچ چکا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم نے اس فارمولے
کو حفاظت کے نقطہ نظر سے ایک بینک لاکر میں رکھا ہوا تھا اصل

فارمولا، جبکہ اس کا آپریشنل حصہ تم نے شوگران بھجوایا تھا۔ ہم نے معلوم کر لیا اور پھر وہ فارمولا ہم نے حاصل کر لیا۔ اگر یہ فارمولا مکمل ہوتا تو ہم صرف یہ فارمولا ہی حاصل کر لیتے اور تمہیں وہیں گولی مار دی جاتی لیکن چونکہ یہ فارمولا مکمل نہیں ہے اس لئے تمہیں ساتھ لے آنا ضروری تھا"...... اس لمبے آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر میں انکار کر دوں تب"...... ڈاکٹر قاضی نے کہا۔

"تو پھر تمہیں گولی مار دی جائے گی اور ہمارے سائنس دان خود ہی اسے مکمل کر لیں گے"...... اس لمبے آدمی نے جواب دیا۔

"تمہارا کیا نام ہے اور تمہارا اس تنظیم میں کیا عہدہ ہے"۔ ڈاکٹر قاضی نے پوچھا۔

"میرا نام برانک ہے اور میں جزیرہ کراٹ میں کاراکاز کا انچارج ہوں۔ یہ میرا نائب ہے اس کا نام جیک ہے"...... اس آدمی نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مسٹر برانک۔ تم بیشک مجھے گولی مار دو لیکن میں اس فارمولے پر کام نہیں کروں گا۔ میں نے یہ ساری محنت اپنے ملک پاکیشیا کے لئے کی ہے اور میں اسے کسی مجرم تنظیم کے حوالے نہیں کر سکتا"...... ڈاکٹر قاضی نے کہا۔

"اگر ہم تم سے معاہدہ کر لیں کہ پاکیشیا کو بھی یہ سسٹم دیا جائے گا تو پھر"...... برانک نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے تمہارے کسی معاہدے کی ضرورت نہیں ہے۔

تمہارے سائنس دان اگر اس فارمولے کو مکمل کر سکتے ہیں تو بے شک کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ میں ایک ایسی بیماری کا مریض ہوں کہ اگر تم نے مجھ پر معمولی سا بھی ذہنی یا جسمانی تشدد کیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ اس لئے چاہے تم مجھ پر تشدد کرو چاہے مجھے گولی مار دو نتیجہ ایک ہی نکلے گا"...... ڈاکٹر قاضی نے کہا۔

"تمہیں تمہاری ڈیمانڈ کے مطابق عورتیں مہیا کی جائیں گی۔ تم یہاں جو عیش چاہو گے تمہیں ملیں گے پھر کیوں اپنی جان گنواتے ہو"...... برانک نے کہا۔

"تمہیں میرے متعلق غلط رپورٹ ملی ہے۔ میری صرف ایک نفسیاتی کمزوری ہے کہ مجھے ایک خاص قدوقامت اور خاص جسمانی تناسب کی عورتیں پسند ہیں اور میں ان سے دوستی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہوں لیکن یہ دوستی صرف باتیں کرنے تک اور کچھ وقت اکٹھے گزارنے تک محدود ہے۔ میرے کردار میں کوئی جھول نہیں ہے اس لئے نہ ہی میں عیاش ہوں اور نہ ہی میں شراب پیتا ہوں"...... ڈاکٹر قاضی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری پسند کی عورتیں تمہیں کمپنی کے لئے مہیا کر دی جائیں گی اس طرح تم خوش رہو گے۔ تمہیں انتہائی آرام دہ زندگی گزارنے کا مکمل سامان مہیا کیا جائے گا۔ تمہیں یہاں عزت دی جائے گی جس کی تم خواہش کر سکتے ہو"...... برانک نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے یہ سب چیزیں کسی مجرم تنظیم سے نہیں چاہئیں"۔ ڈاکٹر قاضی نے جواب دیا۔

"تو پھر تمہیں ہلاک کر دیا جائے"...... برانک نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جو تمہاری مرضی آئے کرو۔ میں تمہیں روک تو نہیں سکتا"۔ ڈاکٹر قاضی نے بڑے مضبوط لہجے میں کہا۔

"جنیک۔ اسے کھول دو اور اسے ایک ہفتے تک یہاں ہر قسم کا عیش و آرام مہیا کرو۔ سنو ڈاکٹر قاضی میں تمہیں ایک ہفتہ دے رہا ہوں اس ایک ہفتے کے دوران تمہاری ہر خواہش پوری کی جائے گی۔ تم ایک ہفتے تک یہاں شہزادوں کی طرح زندگی گزارو گے لیکن تم یہاں سے باہر نہ جا سکو گے اور نہ ہی بیرونی دنیا سے رابطے کے لئے تمہارے پاس کوئی وسیلہ ہو گا۔ تم ایک ہفتے تک غور کر لو اس کے بعد اگر تم نے انکار کیا تو پھر تمہارے متعلق حتمی فیصلہ کیا جائے گا۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔ ہم ایک ہفتہ تو کیا ایک مہینے تک بھی انتظار کر سکتے ہیں۔ اب ایک ہفتے بعد ملاقات ہو گی اور مجھے یقین ہے کہ ایک ہفتے بعد تم سمجھداری سے کام لو گے۔ گڈ بائی"...... برانک نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا جبکہ اس کا ساتھی وہیں رہ گیا تھا۔ جب برانک باہر چلا گیا تو وہ آگے بڑھا اور کرسی کے عقب میں آ کر اس نے کرسی کے پائے پر پیر مارا تو کھٹاک کی آواز سے راڈ ہٹ گئے اور ڈاکٹر قاضی آزاد ہو گیا۔

"یہ زیر زمین ایک علیحدہ کمرہ ہے۔ اس کمرے سے نکلنے کے بعد تم اپنے آپ کو دنیاوی جنت میں پاؤ گے۔ ایک ہفتہ عیش و آرام سے رہو۔ مجھے امید ہے کہ تم ہمیشہ کے لئے یہ عیش کرنا پسند کرو گے۔ گڈ بائی"...... جنیک نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا تو ڈاکٹر قاضی نے ایک طویل سانس لیا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا وہ بھی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کیپٹن شکیل نے کار ڈاکٹر کی کوٹھی کے باہر روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ کوٹھی کے اندر داخل ہوا۔ یہ بہت وسیع و عریض کوٹھی تھی اور کوٹھی کی تعمیر بتا رہی تھی کہ ڈاکٹر عاشق خاصا امیر آدمی ہے۔ کلینک کی عمارت ایک طرف ہٹ کر بنی ہوئی تھی اور یہ بھی خاصی بڑی عمارت تھی کلینک کے باہر باقاعدہ بورڈ لگا ہوا تھا جس پر ڈاکٹر عاشق کے نام کے نیچے ڈگریاں بھی لمبی قطار میں موجود تھیں۔ یہ ڈگریاں گریٹ لینڈ، ایکریمیا حتیٰ کہ روسیاہ سے حاصل کی گئی تھیں۔ کیپٹن شکیل ان ڈگریوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ڈاکٹر عاشق اتنا بڑا ڈاکٹر ہو گا۔ وہ استقبالیہ کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔

"مجھے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کرنی ہے"...... کیپٹن شکیل نے لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کو اپنا نام رجسٹر کرانا ہو گا پھر اپنی باری پر ہی آپ مل سکیں گے"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"میں مریض نہیں ہوں۔ میرا تعلق پولیس کی سپیشل فورس سے ہے اور میں نے ایک کیس کے سلسلے میں ان سے ملنا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک بند کارڈ نکال کر اسے کھولا اور لڑکی کے سامنے کر دیا۔

"اوہ یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں بات کرتی ہوں ڈاکٹر صاحب سے۔ کیا نام ہے آپ کا"...... لڑکی نے انتہائی مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے یہ کیس تو نہ تھا اس لئے اس نے فرضی نام بتانے کی بجائے اصل نام بتا دیا اور ساتھ ہی اس نے کارڈ واپس جیب میں رکھ لیا۔ یہ کارڈ ایکسٹو کی طرف سے تمام ممبرز کو جاری کئے گئے تھے تاکہ کسی بھی اہم مسئلے میں اس سے مدد حاصل کر سکیں اور کیپٹن شکیل جانتا تھا کہ اس کارڈ کے حوالے کے بغیر ڈاکٹر عاشق سے وقت لینے کے لئے اسے نجانے کتنا انتظار کرنا پڑے اس لئے اس نے کارڈ شو کیا تھا۔

"میں استقبالیہ سے بول رہی ہوں سر۔ سپیشل فورس کے کیپٹن شکیل صاحب آپ سے کسی کیس کے سلسلے میں فوری ملاقات چاہتے ہیں"...... لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے بات سن کر لڑکی نے کہا اور

پھر رسیور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو۔ میں کیپٹن شکیل بول رہا ہوں۔ سپیشل فورس سے میرا تعلق ہے اور میں نے ایک کیس کے سلسلے میں انتہائی ضروری اور فوری معلومات حاصل کرنی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے رسیور لیتے ہی تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیپٹن صاحب۔ یہ وقت تو میرے کلینک کا ہے اس وقت تو میں فارغ نہیں ہوں آپ ایسا کریں کہ رات کو دس بجے کے بعد تشریف لائیں پھر ملاقات ہو سکتی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ بولنے والے کا لہجہ باوقار تھا۔

"سوری ڈاکٹر عاشق۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اسے ٹالا نہیں جا سکتا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن میرے پاس وقت نہیں ہے"...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا۔

"آپ کو وقت نکالنا ہو گا ورنہ آپ کو فوری طور پر سپیشل فورس کے ہیڈ کوارٹر بھی لے جایا جا سکتا ہے یہ سپیشل سروس پولیس کا ڈیپارٹمنٹ ضرور ہے لیکن اسے خصوصی اختیارات حاصل ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے بھی انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں۔ میں آپ کے انسپکٹر جنرل پولیس سے بات کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"آئی جی پولیس تو کیا صدر مملکت بھی سپیشل سروس کے سلسلے میں مداخلت نہیں کر سکتے اس لئے میری درخواست ہے کہ آپ مجھے وقت دے دیں اس طرح آپ کی عزت بھی بحال رہے گی اور معاملات بھی آگے نہیں بڑھیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوکے۔ میں آپ کو دس منٹ دے دیتا ہوں رسیور استقبالیہ گرل کو دیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کیپٹن شکیل نے رسیور لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر"...... لڑکی نے کہا۔

"کیپٹن صاحب کو میرے سپیشل آفس میں بھجوا دو اور مریضوں کو انتظار کرنے کا کہہ دو"...... ڈاکٹر عاشق نے کہا۔ اس بار چونکہ وہ غصے کی حالت میں بول رہا تھا اس لئے اس کی ہلکی سی آواز کیپٹن شکیل کے کانوں تک پہنچ گئی تھی۔

"یس سر"...... لڑکی نے جواب دیا اور رسیور رکھ کر اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی تو باہر سے ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"سلامت۔ ان صاحب کو ڈاکٹر صاحب کے سپیشل آفس میں پہنچا آؤ۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کرنی ہے"...... لڑکی نے اس نوجوان سے کہا۔

"آئیے سر"...... اس نوجوان نے جس کا نام سلامت لیا گیا تھا کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور ایک طرف کو بڑھ گیا۔ کیپٹن

شکیل اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں داخل ہوا تو بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی جس کے جسم پر ہلکے رنگ کا سوٹ تھا بیٹھا ہوا تھا۔

" تشریف لائیں۔ میرا نام ڈاکٹر عاشق ہے"...... اس آدمی نے کرسی سے اٹھے بغیر ہی کہا اور ایک طرف رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کر دیا۔ ڈاکٹر عاشق کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ بڑی مجبوری کے عالم میں یہاں بیٹھا ہو۔ اس نے اٹھنے اور مصافحہ کرنے کی تکلیف بھی گوارہ نہ کی تھی۔

" ڈاکٹر عاشق صاحب۔ آپ کی ایک مریضہ ہے مسز نجمہ اظہار الدین۔ جو وزارت سائنس میں ڈپٹی سیکرٹری ہے کیا آپ اسے جانتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" میرے مریضوں کی تعداد تو ہزاروں میں ہے۔ مجھے اب کسی کے بارے میں مکمل کوائف تو یاد نہیں ہیں بہرحال ہو گی۔ کیا ہوا ہے اسے"...... ڈاکٹر عاشق نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" اس نے رات خودکشی کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسے بہرحال بچا لیا گیا ہے لیکن اس نے بتایا ہے کہ اس نے یہ خودکشی آپ کی وجہ سے کی ہے"...... کیپٹن شکیل نے اپنے طور پر بات کو سیریس بناتے ہوئے کہا۔ تاکہ ملاقات کا جواز پیدا کر سکے۔

" میری وجہ سے کیا مطلب میں سمجھا نہیں"...... ڈاکٹر عاشق نے

پہلی بار چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" وجہ تو ظاہر ہے بعد میں معلوم ہو گی کیونکہ ابھی اس کی حالت اس قابل نہیں ہے کہ اس سے تفصیلی بیان لیا جائے لیکن چونکہ وہ ایک انتہائی حساس اور اہم عہدے پر فائز ہیں اس لئے یہ کیس سپیشل فورس کو دے دیا گیا ہے تاکہ اس بارے میں تفصیلی انکوائری کی جائے۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی وجہ ہو تو آپ بتا دیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" میرے ذہن میں کیا وجہ ہو سکتی ہے میں تو ڈاکٹر ہوں۔ وہ میری مریضہ ہو گی اور بس"...... ڈاکٹر عاشق نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ صرف ایسے مریضوں کا علاج کرتے ہیں جو نشے کے عادی ہوں یا اس کے علاوہ بھی کسی مریض کا علاج کرتے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

" میں نے نشے کے علاج میں خصوصی ڈگریاں حاصل کی ہوئی ہیں اس لئے میں صرف اسی مریض کا علاج کرتا ہوں جو نشے کا عادی ہو"...... ڈاکٹر عاشق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ نے مسز نجمہ اظہار الدین کو چیک کر کے یہ حتمی رپورٹ دی ہے کہ وہ بانجھ ہے لیکن رات جب انہیں چیک کیا گیا تو وہ حاملہ پائی گئیں۔ آپ نے کس بنیاد پر یہ حتمی رپورٹ دی تھی"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو ڈاکٹر عاشق بے اختیار چونک پڑا۔

"میں اس مریضہ کی ہسٹری منگواتا ہوں پھر ہی مجھے معلوم ہو گا"...... ڈاکٹر عاشق نے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"مسز نجمہ اظہارالدین کی فائل لے کر آؤ۔ جلدی"...... ڈاکٹر عاشق نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا اس نے ایک فائل ڈاکٹر صاحب کے سامنے رکھی اور واپس چلا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے فائل کھولی اور اسے دیکھنے لگے۔

"نہیں اس فائل میں ایسی کوئی رپورٹ موجود نہیں ہے کہ میں نے اس کو اس سلسلے میں چیک کیا ہو یا کوئی رپورٹ دی ہو۔ آپ کو اگر میڈیکل کے ساتھ کوئی لنک ہو تو آپ خود یہ فائل دیکھ لیں۔ یہ خاتون نشہ کرتی ہیں اور میں ان کا علاج کرتا ہوں گذشتہ دو ماہ سے یہ میرے پاس نہیں آئیں البتہ تین بار مجھے اس کی کال پر اس کے فلیٹ پر جانا پڑا ہے تاکہ اسے میڈیکل امداد دی جا سکے۔ یہ سب کچھ اس فائل میں موجود ہے"...... ڈاکٹر عاشق نے کہا۔

"مجھے دکھایئے فائل" کیپٹن شکیل نے کہا اور اٹھ کر ڈاکٹر عاشق سے فائل لے کر وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے سرسری طور پر فائل کو دیکھنا شروع کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہی کچھ اس فائل میں موجود ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور فائل بند کر کے واپس میز پر

رکھ دی۔

"اوکے۔ مزید کچھ"...... ڈاکٹر عاشق نے فائل اٹھا کر واپس اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ مریضہ کے چیک اپ میں یہ معلوم ہوا ہے کہ مریضہ اعصابی بیماری کی ایک خاص دوا ڈاجن استعمال کرنے کی عادی ہے حالانکہ یہ دوا نشے کے علاج میں استعمال نہیں ہوتی۔ کیا اسے اعصابی بیماری بھی تھی"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ڈاکٹر عاشق بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اسے تو کوئی اعصابی بیماری نہیں ہے اور نہ ہی میں نے کبھی خیال کیا ہے کہ وہ ڈاجن استعمال کرتی ہے۔ ویسے ڈاجن کا نشے سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔ ڈاکٹر عاشق نے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جبکہ ماہر ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ڈاجن کی زیادہ مقدار نشے کی طلب کو تیز کر دیتی ہے اور کم مقدار نشے کا علاج ہے"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔ میرا مطلب تھا کہ اس مریضہ پر ڈاجن کے استعمال اور اس کے نشے کے علاج کے سلسلے میں مجھے علم نہیں ہے"...... ڈاکٹر عاشق نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آپ نے کافی وقت دیا ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔ خدا حافظ"...... کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر

آفس سے باہر نکل گیا۔ لیکن باہر جاتے ہی وہ مڑ کر اس کمرے کے عقبی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہاں لان تھا اور کمرے کی عقبی کھڑکی تھی اور کیپٹن شکیل نے دیکھ لیا تھا کہ کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس لئے وہ ادھر آ گیا تھا تاکہ اگر ڈاکٹر عاشق کسی کو فون کرے تو اسے معلوم ہو جائے۔ اسے دراصل یہاں آتے ہوئے اس بات کا خیال نہ آیا تھا کہ وہ ڈکٹا فون لے کر آئے۔

" ہیلو رابرٹ۔ میں ڈاکٹر عاشق بول رہا ہوں۔ نجمہ اظہار الدین کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ بچ گئی ہے جبکہ تم نے کہا تھا کہ وہ بچ نہیں سکتی"...... ڈاکٹر عاشق کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور کیپٹن شکیل نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اس کی سمجھ میں سب کچھ آ گیا ہو۔

" معاملہ سپیشل فورس تک پہنچ گیا ہے۔ ابھی یہاں سپیشل فورس کا کوئی کیپٹن آیا تھا اس نے خاص طور پر ڈاجن کے بارے میں بات کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ بہت گڑبڑ ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس کو تلاش کرو وہ یا اپنے فلیٹ میں ہو گی یا کسی ہسپتال میں۔ اسے آف کر دو اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔ ابھی وہ طبی طور پر اس قابل نہیں کہ تفصیلی بیان دے سکے لیکن اگر اس نے بیان دے دیا اور خاص طور پر ڈاکٹر قاضی والا مسئلہ سامنے آ گیا تو پھر ہم سب مارے جائیں گے"...... ڈاکٹر عاشق نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی تو کیپٹن

شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے واپس گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سیدھا سپیشل ہسپتال جا کر نجمہ اظہار الدین سے ملاقات کرے گا اور اس سے تفصیلی بیان لے گا۔ اسے معاملہ بے حد مشکوک نظر آ رہا تھا کیونکہ ڈاکٹر عاشق کی کال سے ظاہر ہوتا تھا کہ نجمہ اظہار الدین نے خودکشی نہیں کی جیسا کہ اب تک کیپٹن شکیل سمجھ رہا تھا بلکہ اسے قتل کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور یہ معاملہ اس قدر گڑبڑ ہے کہ اتنا بڑا ڈاکٹر اپنی مریضہ کو قتل کرنے تک آ گیا تھا اس لئے وہ فوری طور پر اس عورت سے تمام تفصیلات معلوم کرنا چاہتا تھا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے سپیشل ہسپتال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سرداور کی آواز سنائی دی۔

"حقیر فقیر پر تقصیر...... "عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"بس بس۔ اب تو تمہارے یہ القاب مجھے اس طرح یاد ہو گئے ہیں کہ جیسے میں نے ساری زندگی پڑھا ہی یہی کچھ ہے"...... دوسری طرف سے سرداور نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر مکمل کیجئے انہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کر دوں مکمل"...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کم از کم مجھے یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ آپ ریٹائرمنٹ کے قریب پہنچ گئے ہیں یا نہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ یہ تمہارے القابات کا میری ریٹائرمنٹ سے کیا تعلق"...... سرداور نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ کی یادداشت کا امتحان ہو گا اور جس سیٹ پر آپ ہیں وہاں یادداشت میں معمولی سی خرابی بھی ملک و قوم کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ آپ کا بنا ہوا میزائل دشمن کی بجائے پورس کے ہاتھی کی طرح اپنے ہی ملک کو تباہ کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے تو پھر سنو۔ حقیر فقیر پر تقصیر۔ بندہ ناداں ہیچ مدان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کیوں میں نے ٹھیک بتایا ہے ناں"...... سرداور نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ویسے تو آپ نے ٹھیک بتایا ہے لیکن چونکہ مجھے اپنے ایک لقب کی وجہ سے اس قدر جوتیاں کھانی پڑی ہیں کہ ابھی تک سر کے ہوئے پھوڑے کی طرح درد کر رہا ہے اور مزید جوتیاں کھانے کی گنجائش نہیں رہی۔ اس لئے میں نے نام تبدیل کر لیا ہے اور وہ لقب ہے پر تقصیر۔ اب میں پر تقصیر کی بجائے بے تقصیر کہتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"اچھا۔ کس نے ماری ہیں یہ جوتیاں اور کہاں"....... سرداور نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ایک ہی تو اس دنیا میں شخصیت ایسی ہے جس کی جوتیاں کھانے کی وجہ سے میری عقل کام کرتی رہتی ہے اور وہ ہیں اماں بی۔ میں نے عادت کے مطابق ان کے سامنے یہ القاب بول دیئے اور انہوں نے مجھ سے اس پر تقصیر کے معنی پوچھ لئے۔ تقصیر عربی کا لفظ ہے جس کا مطلب غلطی ہوتا ہے اور گناہ بھی۔ چنانچہ میں نے انہیں بتا دیا کہ پر تقصیر کے معنی ہیں گناہوں سے پر۔ بس پھر کچھ نہ پوچھیں انہیں جلال آگیا کہ ان کا بیٹا اور گناہوں سے پر اور پھر وہ جوتیاں پڑیں کہ پوری کوٹھی گونج اٹھی۔ وہ خدا بھلا کرے ڈیڈی کا انہوں نے آوازیں سن لیں اور آکر میری جان بخشی کرائی۔ تب سے میں پر تقصیر کی بجائے بے تقصیر کہتا ہوں یعنی بے گناہ"....... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔ چونکہ اس وقت وہ اپنی رہائش گاہ پر تھے جو لیبارٹری کے اندر ہی تھی اس لئے وہ بات چیت کا پورا لطف لے رہے تھے۔

"چلو یہ تو ہوا۔ لیکن یہ ہیچ مدان کا کیا مطلب ہے" سرداور نے پوچھا۔

"اب آپ کا جوتیاں مارنے کا پروگرام تو نہیں بن رہا"۔ عمران نے کہا تو سرداور ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"تمہیں صرف تمہاری اماں بی ہی جوتیاں مار سکتی ہیں اور کسی

میں جرأت نہیں ہے"....... سرداور نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"ہیچ مدان فارسی کا لفظ ہے۔ ہیچ کا مطلب ہے کچھ نہیں اور می دان کا مطلب میں نہیں جانتا۔ یعنی میں کچھ نہیں جانتا۔ یعنی جاہل۔ نادان"....... عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر نام سے پہلے کے القاب درست ہیں تو پھر نام کے بعد کی ڈگریاں جعلی ہیں اور اگر نام کے بعد کی ڈگریاں اصل ہیں تو پھر القاب فرضی ہیں"....... سرداور نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو عمران ان کی اس خوبصورت بات پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اب کیا کہوں۔ بڑی بڑی ڈگریوں کے باوجود آدمی جاہل اور نادان ہی ہو سکتا ہے"....... عمران نے کہا تو سرداور اس بار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"ٹھیک کہتے ہو۔ بہرحال اب بتاؤ کہ کس لئے اس وقت شام کو کال کیا ہے"....... سرداور نے کہا۔

"دن کے وقت لیبارٹری فون کروں تو آپ مصروفیت کا رونا رونا شروع کر دیتے ہیں اس لئے مجبوراً اس وقت فون کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اسی لئے تو تمہارے القابات کی تشریح وغیرہ ہو رہی ہے کہ میں فارغ ہوں لیکن کیا صرف گپ شپ کرنی ہے یا کوئی کام بھی ہے"۔ سرداور نے کہا۔

"کیا آپ ڈاکٹر غازی نام کے کسی پاکیشیائی سائنس دان سے واقف ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر غازی۔ نہیں۔ اس نام کا تو کوئی سائنس دان نہیں ہے۔ کیوں"۔۔۔۔۔۔ سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر غازی کو بڑے پراسرار انداز میں پاکیشیا سے اغوا کر کے یورپ لے جایا گیا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر غازی کو پراسرار انداز میں اغوا کیا گیا ہے۔ کیا مطلب۔ پراسرار کا کیا مطلب ہوا"۔۔۔۔۔۔ سرداور نے کہا تو عمران نے انہیں سیٹھ ارشاد سے ملنے والی تفصیل بتا دی۔

"میرے ذہن میں تو یہ نام نہیں ہے۔ تم ایسا کرو کہ وزارت سائنس سے پوچھ لو۔ ہو سکتا ہے کہ کسی عام سی سرکاری لیبارٹری میں کوئی ڈاکٹر غازی صاحب ہوں"۔۔۔۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ۔ خدا حافظ"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب"۔۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کی رہائش گاہ کے ملازم کی آواز سنائی دی لیکن یہ شاید کوئی نیا ملازم تھا کیونکہ اس کی آواز عمران کے لئے نامانوس سی تھی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان صاحب سے بات کراؤ"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی بہتر۔ میں پوچھتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ عمران بیٹے میں سلطان بول رہا ہوں۔ خیریت ہے اس وقت فون کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد سرسلطان کی تشویش بھری آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ۔ میں نے سوچا کہ گھر فون کر کے دیکھوں کہ آپ گھر پر ہوتے بھی ہیں یا نہیں کیونکہ پہلے زمانے میں نوجوان گھر سے غائب ہوا کرتے تھے لیکن اب نوجوانوں کو ٹی وی، ڈش نے گھروں میں جکڑ لیا ہے اور اب بزرگ گھر سے غائب ہو جاتے ہیں کیونکہ جو کچھ ٹی وی اور ڈش پر دکھایا جاتا ہے وہ بزرگوں کو پسند نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاۃ۔ جیتے رہو۔ جگ جگ جیو۔ تم جیسا سعادت مند نوجوان تو آج کل چراغ کیا سورج لے کر بھی ڈھونڈو تو نہیں ملے گا۔ باقی رہا میرا گھر تو میرے گھر میں ٹی وی تو ہے کہ خبرنامہ دیکھ لیتا ہوں لیکن یہ باقی چیزیں جو تم نے بتائی ہیں وہ نہیں ہیں اس لئے میں الحمد للہ آفس کے بعد اگر کوئی سرکاری تقریب نہ ہو تو گھر پر ہی ہوتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ سرسلطان نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ ہر لحاظ سے اس وقت ذہنی طور پر فارغ تھے اس لئے وہ بھی اچھے موڈ میں تھے اور عمران جانتا تھا کہ جب سرسلطان موڈ میں ہوں تو پھر وہ عمران سے بھی زیادہ خوبصورت فقرے بول لیتے ہیں۔

"اگر یہ سب کچھ آپ کے گھر میں نہیں ہے تو پھر آپ اور آنٹی آخر

کرتے کیا رہتے ہیں"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ اپنے کمرے میں مصلے پر بیٹھی تسبیح پڑھتی رہتی ہے اور میں اپنے کمرے میں مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ تم خود جب گھر جاتے ہو تو تمہاری اماں بی اور ڈیڈی کیا کرتے نظر آتے ہیں تمہیں"۔ سر سلطان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ڈیڈی تو اماں بی سے پناہ لینے کے لئے اپنے مورچے میں گھسے رہتے ہیں لیکن آنٹی تو سنا ہے کہ جب آپ کے آفس سے آنے کا وقت ہوتا ہے تو گیٹ پر استقبال کرنے پہنچ جاتی ہیں"...... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"ہاں واقعی۔ لیکن شکایتوں کے بڑے پلندے سمیت کہ فلاں کے گھر تقریب ہے آپ نہیں جاتے۔ فلاں کا چہلم ہے، فلاں کو خط نہیں لکھا، فلاں کو فون نہیں کیا، فلاں کا صاحبزادہ ہوا ہے لیکن انہیں مبارک باد نہیں بھیجی گئی"...... سر سلطان نے جواب دیا اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"لیکن آنٹی تو کچھ اور بتاتی ہیں"...... عمران نے بھی شرارت بھرے لہجے میں کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"نانسنس۔ اب ہماری عمریں ہیں کچھ اور بتانے کی۔ بہر حال بولو کیسے فون کیا ہے"...... سر سلطان کے لہجے میں ہلکا سا شرماہٹ کا تاثر موجود تھا اور اسی لئے انہوں نے موضوع بدلنے کی کوشش بھی کی تھی۔

"ایک سائنس دان ہیں جن کا نام ہے ڈاکٹر غازی۔ میں ان کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا تھا۔ میں نے سرداور سے پوچھا تھا تو انہوں نے اس نام سے شناسائی سے ہی انکار کر دیا اور مجھے مشورہ دیا کہ میں وزارت سائنس سے معلوم کر لوں۔ اس وقت آفس بند ہیں اور وزارت سائنس کے سیکرٹری صاحب کی آواز ہی ایسی کرخت ہے کہ مجھے ان سے بات کرنے سے ہی ڈر لگتا ہے اور پھر ہو سکتا ہے کہ وہ گھر میں آپ کی طرح فارغ نہ رہتے ہوں"...... عمران نے کہا تو سر سلطان اس کی بات کے آخری حصے کا مطلب سمجھ کر بے اختیار ہنس پڑے۔

"ڈاکٹر بشارت تو تمہیں اچھی طرح جانتے ہیں۔ بہر حال میں انہیں فون کر دیتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے انہیں فون نہیں کیا کہ وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں اور انہوں نے فوراً جواب دے دینا ہے کہ صبح آفس میں فون کرنا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو تم اپنے چیف سے کہتے"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چیف صاحب کے سامنے تو بنا بنایا کیس رکھنا پڑتا ہے ورنہ اس کیس کی تیاری میں جو ہفت خواں طے کرنا پڑتے ہیں ان سے وہ لاتعلق رہتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ مٹھائی کی دکان کے خوبصورت شو کیس میں رکھی ہوئی مٹھائی اچھی لگتی ہے مگر اس جگہ جہاں مٹھائی

تیار ہوتی ہے وہاں کا جو ماحول ہوتا ہے وہ انہیں پسند نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا اور سرسلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"تو تم کیس بنا رہے ہو۔ کیوں"...... سرسلطان نے کہا۔

"بنا نہیں رہا تلاش کر رہا ہوں۔ کئی دنوں سے فارغ ہوں اور آپ جانتے تو ہیں آغا سلیمان پاشا کو۔ اسے میری بیکاری بری لگتی ہے۔ وہ تو کہتا ہے کہ میں مسلسل چوبیس گھنٹے کام کرتا رہوں تاکہ اس کے قرضوں کی وصولی کا سکوپ بنتا رہے"...... عمران نے جواب دیا تو سرسلطان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"ویسے تم نے اس غریب کو کبھی تنخواہ بھی دی ہے یا صرف پروپیگنڈہ ہی کرتے رہتے ہو"...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس نے تو مجھے دیوالیہ کر رکھا ہے۔ وہ تنخواہ تک نوبت ہی نہیں آنے دیتا۔ بڑی مشکل سے آپ جیسے بزرگوں سے کچھ وصول ہوتا ہے تو وہ راتوں رات برابر ہو جاتا ہے اور صبح پوچھو تو بڑی معصوم سی شکل بنا کر کسی یتیم خانے یا کسی فری ہسپتال یا کسی فلاحی ادارے کی رسید میرے سامنے رکھ دیتا ہے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی اہمیت پر تقریر بھی علیحدہ سننی پڑتی ہے"۔ عمران نے جواب دیا تو اس بار سرسلطان کافی دیر تک ہنستے ہی چلے گئے۔

"چلو تمہاری عاقبت تو سدھر رہی ہے"...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رسید اس کے اپنے نام کی ہوتی ہے۔ سیٹھ سلیمان پاشا کے نام کی"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سرسلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں اسے سمجھا دوں گا کہ وہ رسید تمہارے نام کی بنوایا کرے۔ بہرحال میں ڈاکٹر بشارت کو فون پر کہہ دیتا ہوں۔ تم دس منٹ بعد اسے فون کر لینا۔ کیونکہ اب مزید ہنسنے کی گنجائش نہیں ہے۔ یہاں موجود ملازم مجھے اس طرح حیرت سے دیکھ رہے ہیں جیسے میں اصل کی بجائے نقلی ہوں خدا حافظ"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہ اچانک ڈاکٹر غازی کہاں سے ٹپک پڑا ہے عمران صاحب"۔ بلیک زیرو جو خاموش بیٹھا صرف عمران کی باتوں پر مسکرا رہا تھا اس کے رسیور رکھتے ہی بول پڑا تو عمران نے اسے اسٹار کلب جانے اور پھر وہاں سیٹھ ارشاد سے ملاقات سے لے کر اس کی بتائی ہوئی تمام تفصیل دوہرا دی۔

"اوہ۔ خاصی پراسرار قسم کی واردات ہوئی ہے اور یہاں کسی کو معلوم ہی نہیں"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسی وارداتوں سے انٹیلی جنس نمٹتی ہے۔ وہ سیٹھ ارشاد دراصل سپرنٹنڈنٹ فیاض کو غیر ذمہ دار سمجھتا تھا اس لئے اس نے مجھے یہ بات بتائی اور ڈیڈی کی اصول پسندی سے وہ خائف تھا کہ

ڈیڈی سب سے پہلے اس کی گرفتاری کا حکم دے دیں گے اس لئے اس نے مجھے دیکھ کر میرے ذریعے یہ بات سوپر فیاض تک پہنچانے کی کوشش کی لیکن اس کی اسے بھاری قیمت بھی ادا کرنی پڑ گئی ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

"بھاری قیمت۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے بتایا کہ کس طرح اس نے وقت لینے کی بات کی تھی اور پھر میں نے جب اسے وقت کی قیمت بتائی اور چیک لکھنے کے لئے کہا تو سیٹھ ارشاد کی کیا حالت ہوئی۔

"آپ سنجیدہ ہو گئے ہوں گے اس لئے وہ پھنس گیا ہو گا"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے پوری رقم وصول کرنا تھی۔ سنجیدہ نہ ہوتا تو کیا کرتا اور وہ بھی کاروباری آدمی ہے لیکن جب وہ آمادہ ہو گیا تو میں نے اسے چیک اپنے نام کی بجائے ایک خیراتی ہسپتال کے نام لکھنے کے لئے کہا تو اس نے ڈبل رقم لکھنے کا وعدہ کر لیا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ بہرحال شریف آدمی ہے اس لئے میں نے اسی پر چھوڑ دیا کہ وہ چیک لکھ کر خود ہی ہسپتال پہنچا دے"...... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"تو اتنی بھاری رقم سے آپ نے اس کی شرافت چیک کی تھی۔ بہت خطرناک چیکنگ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سیکرٹری وزارت سائنس ڈاکٹر بشارت کی رہائش گاہ کا نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک ممناتی سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر بشارت صاحب سے بات کراؤ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں ڈاکٹر بشارت بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر بشارت کی بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں۔ اتنا بتا دینا کافی ہے یا مزید تفصیل سے تعارف کراؤں۔ میرا مطلب ہے القابات اور ڈگریوں سمیت"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ڈاکٹر بشارت بے اختیار ہنس پڑے۔

"اتنا ہی کافی ہے۔ سر سلطان نے کہا ہے کہ آپ کسی سائنسدان ڈاکٹر غازی کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں"...... ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے سر سلطان کے فون کے بعد ریکارڈ آفس کے انچارج کو

فون کر کے حکم دیا ہے کہ وہ ریکارڈ آفس جا کر کمپیوٹر پر چیک کر کے بتائے کہ ڈاکٹر غازی صاحب کون ہیں اور ان کے بارے میں تفصیل بتائے۔ اسے یہ سب کچھ چیک کرنے میں آدھا گھنٹہ لگ جائے گا اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو آدھے گھنٹے بعد فون کر لیں یا پھر مجھے اپنا نمبر بتا دیں میں فون کر لوں گا"...... دوسری طرف سے سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔

"تو آپ نے واقعی سائنس کو وزارت سائنس میں استعمال کرنا شروع کر دیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ سائنس کو استعمال کرنے سے آپ کا کیا مطلب ہے"...... ڈاکٹر بشارت نے چونک کر کہا۔

"کمپیوٹر کی بات کر رہا ہوں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ڈاکٹر بشارت بے اختیار چونک پڑے

"صرف وزارت سائنس ہی نہیں۔ میں نے دوسری وزارتوں کے آفس ریکارڈ میں کمپیوٹرائزڈ کرا دیئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں آدھے گھنٹے بعد پھر فون کر لوں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر آدھا گھنٹہ بلیک زیرو سے باتیں کرنے اور چائے بنوا کر پینے میں صرف ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے پھر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کر دیئے۔

"ڈاکٹر بشارت بول رہا ہوں"...... اس بار دوسری طرف سے

ڈاکٹر بشارت نے براہ راست فون اٹنڈ کرتے ہوئے کہا۔ شاید وہ فون سامنے رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ملی ہے کمپیوٹر سے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ڈاکٹر غازی نام کا کوئی سائنس دان وزارت سائنس میں ملازم نہیں ہے عمران صاحب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا آپ کنفرم ہیں"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔ پوری طرح"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے اور خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اس کا تو مطلب ہے کہ یہ ڈاکٹر غازی کوئی پرائیویٹ سائنسدان ہو گا لیکن اب اس کا پتہ کیسے چلے گا"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سائنس دان ڈاکٹر غازی کا فون نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر غازی۔ ایک منٹ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"سوری جناب۔ ڈاکٹر غازی کے نام پر کوئی فون نمبر نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... جولیا کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"کرانس کلیئرنگ اینڈ فارورڈنگ ایجنسی کی طرف سے مشینی کھلونے درآمد کرنے اور سائنسی مشینری سپلائی کرنے والے ارشاد کارپوریشن نے دو کنٹینرز بک کئے اور انہیں کاٹلی بھجوایا لیکن وہاں سے ایک کنٹینر میں سے کسی ڈاکٹر غازی کی لاش ملی ہے جبکہ ارشاد کارپوریشن کے مالک سیٹھ ارشاد کے مطابق اس نے اس کنٹینروں میں سائنسی مشینری بھجوائی تھی اور اس نے عمران کو بتایا ہے کہ وہ چار آدمی جو ان کنٹینروں کو پیک کر کے اور بھجوانے کا کام کرتے تھے وہ روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ تم اپنے ممبرز کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ معلوم کریں کہ ان چار کے علاوہ اور کون کون اس پیکنگ اور

فارورڈنگ میں شامل تھا اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بھی کہہ دو کہ وہ شہر کے تمام پولیس اسٹیشنوں سے معلومات کریں کہ کہیں اس ڈاکٹر غازی کی گمشدگی کے بارے میں کوئی رپورٹ تو درج نہیں کرائی گئی۔ اگر ایسا ہو تو مجھے فوری رپورٹ دو"...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

"اوکے۔ اب میں چلتا ہوں۔ اگر جولیا کی طرف سے کوئی رپورٹ آئے تو مجھے بتا دینا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کیپٹن شکیل ڈاکٹر صدیقی کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا تو کمرے
میں موجود اظہار الدین کیپٹن شکیل کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ بستر پر
ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی لیٹی ہوئی تھی۔ گو اس کا چہرہ زرد
تھا لیکن اس کے باوجود اس کی خوبصورتی میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔
"نجمہ یہ ہیں ہمارے ہمسائے کیپٹن شکیل جن کی وجہ سے
تمہاری زندگی بچی ہے"...... اظہار الدین نے اس لڑکی سے مخاطب
ہو کر کہا۔
"آپ کا شکریہ کیپٹن صاحب"...... نجمہ نے مسکراتے ہوئے
کہا۔
"ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ میرا فرض تھا اب آپ کی طبیعت
کیسی ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"اب میں اپنے آپ کو پہلے سے بہت بہتر محسوس کر رہی ہوں"۔

نجمہ نے جواب دیا۔ ڈاکٹر صدیقی معمول کی چیکنگ میں مصروف ہو
گئے تھے اس لئے کیپٹن شکیل کرسی پر بیٹھ گیا۔
"اظہار صاحب میں اپنی بہن نجمہ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں
آپ پلیز ڈاکٹر صدیقی صاحب کے آفس میں تشریف رکھیں"۔ کیپٹن
شکیل نے اظہار الدین سے کہا۔
"اوہ اچھا"...... اظہار الدین نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ ڈاکٹر
صدیقی کے ساتھ ہی کمرے سے باہر چلا گیا۔
"نجمہ بہن میرا تعلق سپیشل فورس سے ہے اور آپ کے معاملات
بے حد سنجیدہ ہو چکے ہیں۔ آپ انتہائی ذمہ دار عہدے پر فائز ہیں اور
آپ کی زندگی بھی اس وقت انتہائی خطرے میں ہے کیونکہ آپ کے
معالج ڈاکٹر عاشق آپ کو قتل کرنے کے درپے ہیں۔ اس لئے میں
چاہتا ہوں کہ آپ جو کچھ جانتی ہیں مجھے کھل کر بتا دیں۔ میرا وعدہ کہ
میں اپنی بہن کو کوئی تکلیف نہ ہونے دوں گا"...... کیپٹن شکیل نے
کہا تو نجمہ کے چہرے پر یکلخت خوف کے تاثرات ابھر آئے۔
"مجھے قتل کرانا چاہتے ہیں۔ کیوں۔ میں نے کیا کیا ہے"۔ نجمہ
نے حیرت اور خوف کے ملے جلے لہجے میں کہا۔
"آپ کسی رابرٹ نامی آدمی کو جانتی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے
پوچھا۔
"رابرٹ۔ ہاں ڈاکٹر رابرٹ کو میں جانتی ہوں۔ وہ ڈاکٹر عاشق
کے اسسٹنٹ ہیں۔ میری دیکھ بھال کے لئے ڈاکٹر عاشق نے ان کی

ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے۔ وہ دوسرے تیسرے روز فلیٹ پر آتے رہتے ہیں اور اگر کوئی انجکشن وغیرہ لگانا ہو تو وہی لگاتے ہیں"...... نجمہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور ڈاکٹر قاضی۔ وہ کون ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا تو نجمہ بے اختیار چونک پڑی۔

"آپ۔ آپ کیسے جانتے ہیں انہیں"...... نجمہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے کا زرد رنگ ڈاکٹر قاضی کا نام سنتے ہی مزید زرد پڑ گیا تھا۔

"میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کیونکہ جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا ہے یا ہونے والا ہے اس میں ڈاکٹر قاضی بھی شامل ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو نجمہ چونک پڑی۔

"پہلے آپ وعدہ کریں کہ آپ میرے شوہر سے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کریں گے"...... نجمہ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ٹھیک ہے۔ وعدہ رہا۔ آپ میری بہن ہیں آپ پورے اعتماد کے ساتھ سب کچھ بتا دیں"...... کیپٹن شکیل نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر قاضی وزارت سائنس کے تحت ایک لیبارٹری میں کام کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی آفس میں آمد و رفت رہتی ہے۔ مجھے ڈاکٹر عاشق نے ایک بار مجبور کیا کہ میں ڈاکٹر قاضی سے دوستی

یدا کروں اور اس کے ساتھ کلب وغیرہ میں جایا کروں۔ میرے انکار پ اس نے کہا کہ اگر میں انکار کروں گی تو وہ میرے آفس کے حکام کو تا دے گا کہ میں نشے کی عادی ہوں۔ اس طرح میری ملازمت ختم و جائے گی۔ میں خوفزدہ ہو گئی کیونکہ میں نوکری کسی صورت بھی ہ چھوڑنا چاہتی تھی۔ بہرحال اس کے مجبور کرنے پر میں نے ڈاکٹر قاضی سے دوستی کر لی۔ ڈاکٹر قاضی پہلے ہی مجھ سے بے تکلف ہونے ی کوشش کرتا رہتا تھا لیکن میں نے اس کی حوصلہ افزائی نہ کی تھی یونکہ میں اس مزاج کی نہ تھی لیکن اب میری مجبوری تھی۔ بہرحال یں نے ان کے ساتھ کلبوں اور ہوٹلوں میں جانا شروع کر دیا لیکن یں کلمہ پڑھ کر کہہ سکتی ہوں کہ ڈاکٹر قاضی کبھی حد سے نہیں ڑھے۔ وہ بس باتیں کرتے اور کمپنی انجوائے کرتے اور پھر چلے اتے۔ اس طرح دو ماہ گزر گئے۔ پھر ایک روز ڈاکٹر عاشق نے مجھے کہا لہ میں ڈاکٹر قاضی کو مجبور کروں کہ وہ مجھے سائنسی فارمولے اے پی ایس کے بارے میں بتائیں کہ وہ انہوں نے کہاں رکھا ہوا ہے۔ میں نے ڈاکٹر قاضی سے بات کی تو پہلے تو وہ ٹال گئے لیکن میرے سلسل اصرار پر انہوں نے بتایا کہ یہ فارمولا انہوں نے حفاظت کی رض سے کسی بینک کے لاکر میں رکھا ہوا ہے لیکن انہوں نے رف بینک کا نام بتایا اس کے علاوہ کچھ نہیں بتایا۔ میں نے ڈاکٹر اشق کو بتا دیا۔ پھر کچھ روز بعد ڈاکٹر عاشق نے مجھے کہا کہ میں ڈاکٹر قاضی کو ہمراہ لے کر سکائی کالونی کی ایک کوٹھی نمبر ایک سو ایک

میں پہنچوں۔ وہاں ڈاکٹر عاشق خود موجود ہوگا۔ چونکہ میں اس کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہی تھی اس لئے میں اس کی بات ماننے پر مجبور تھی۔ میں نے ڈاکٹر قاضی سے کہا کہ میں اپنی سہیلی کے گھر جا رہی ہوں آپ بھی چلیں۔ پھر وہاں سے کلب چلے جائیں گے۔ ڈاکٹر قاضی رضامند ہو گئے اور میں اسے لے کر اس کوٹھی پہنچی تو وہاں ڈاکٹر عاشق اور رابرٹ دونوں موجود تھے۔ ڈاکٹر عاشق ڈاکٹر قاضی کو بات کرنے کے لئے ایک علیحدہ کمرے میں لے گئے۔ اس کے بعد ڈاکٹر عاشق اکیلے واپس آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے فلیٹ واپس چلی جاؤں کیونکہ ڈاکٹر قاضی ابھی کچھ دیر یہاں ٹھہریں گے۔ میں واپس فلیٹ آ گئی تو کچھ دیر بعد رابرٹ آ گیا۔ اس نے مجھے دو کیپسول دیئے کہ ڈاکٹر عاشق نے بھیجے ہیں اور میں انہیں رات کو کھا لوں تو میرا بانجھ پن یقیناً ختم ہو جائے گا اور وہ چلا گیا۔ پھر رات کو میرا اظہار سے معمولی سا جھگڑا ہوا لیکن یہ کوئی ایسا جھگڑا نہیں تھا کہ میں خودکشی کر لیتی البتہ رات کو سونے سے پہلے میں نے وہ کیپسول کھا لئے اور پھر رات کو میری طبیعت بے حد خراب ہو گئی۔ میں نے اظہار کو جگایا لیکن پھر مجھے ہوش نہ رہا اور یہاں ہسپتال میں مجھے ہوش آیا تو اظہار نے مجھے بتایا کہ میں نے خواب آور گولیاں کھا کر خودکشی کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میں نے اسے بتایا کہ میں نے تو ایسی کوئی کوشش نہیں کی بلکہ ڈاکٹر عاشق کے بھجوائے ہوئے کیپسول کھائے ہیں۔ وہ خاموش ہو گیا۔ شاید اسے میری بات پر

یقین نہ آیا تھا۔ بہرحال چونکہ اس کا خیال تھا کہ میں نے اس سے جھگڑے کی وجہ سے خودکشی کی ہے اس لئے اس نے مجھ سے معافی مانگی۔ میں بھی خاموش رہی کہ چلو اس طرح آئندہ وہ مجھ سے جھگڑا نہ کرے گا"...... نجمہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر قاضی کہاں رہتے ہیں اور کس لیبارٹری میں کام کرتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ان کی رہائش آفیسرز کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھاسی بی بلاک میں ہے۔ اکیلے رہتے ہیں اور نیشنل لیبارٹری میں کام کرتے ہیں"۔ نجمہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا حلیہ وغیرہ"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا اور نجمہ نے حلیہ بتا دیا۔

"حلیے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ادھیڑ عمر آدمی ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جی ہاں۔ ان کی بیوی ایک کار ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئی تھی اور کوئی بچہ بھی نہ تھا۔ پھر انہوں نے شادی نہ کی"...... نجمہ نے جواب دیا۔

"ان کا فون نمبر"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا تو نجمہ نے فون نمبر بتا دیا۔

"اوکے۔ اب تم بے فکر ہو جاؤ۔ یہ خصوصی ہسپتال ہے یہاں ان کا وار نہیں ہو سکتا اور ڈاکٹر صدیقی تمہارا اس طرح علاج کریں

گے کہ آئندہ تم نشے کی لعنت سے بھی نجات حاصل کر لو گی لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ تمہیں یہ نشے کی لت کیسے لگ گئی"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میری ایک سہیلی تھی۔ وہ مجھے ڈاکٹر عاشق کے پاس لے گئی۔ میں اولاد کے سلسلے میں پریشان تھی۔ ڈاکٹر عاشق نے میرا علاج شروع کر دیا۔ میری طبیعت بگڑ گئی تو انہوں نے انجکشن لگائے اور بس پھر مجھے نشہ کرنے پر مجبور ہونا پڑا"..... نجمہ نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے۔ تم فکر نہ کرو۔ بہن کا راز بھائی کے سینے میں ہی رہے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ڈاکٹر صدیقی سے پہلے ہی بات کر لی تھی کہ نجمہ پر قاتلانہ حملے کا خطرہ ہے اس لئے اسے سپیشل وارڈ میں شفٹ کر دیا جائے اور سوائے اس کے خاوند کے اور کسی کو اس سے نہ ملنے دیا جائے اس لئے کیپٹن شکیل مطمئن تھا کہ نجمہ محفوظ رہے گی۔ وہ اب پہلے ڈاکٹر قاضی سے ملنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ ہسپتال سے کار لے کر نکلا اور اس نے ایک پبلک فون بوتھ کے قریب کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پہلے انکوائری کے نمبر ڈائل کئے اور ان سے نیشنل لیبارٹی کا نمبر پوچھا اور پھر کارڈ کے ذریعے اس نے یہ نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس۔ نیشنل لیبارٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر قاضی صاحب سے بات کرائیں۔ میرا نام کیپٹن شکیل ہے اور میرا تعلق سپیشل سروس سے ہے"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ڈاکٹر قاضی صاحب تو ایک ہفتے سے لیبارٹری نہیں آ رہے جناب۔ شاید انہوں نے رخصت لی ہو گی"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا"..... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس نے ڈاکٹر قاضی کے گھر کا نمبر ڈائل کر دیا جو نجمہ نے اسے بتایا تھا لیکن دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو اس نے رسیور کریڈل سے لٹکایا اور پھر کار میں بیٹھ کر وہ آفیسرز کالونی کی طرف بڑھ گیا جہاں ڈاکٹر قاضی کی رہائش تھی۔ کوٹھی کا نمبر اسے معلوم تھا اس لئے جلد ہی اس نے وہ کوٹھی ڈھونڈ لی لیکن کوٹھی پر تالا لگا دیکھ کر اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ کار سے اترا اور پھر وہ ساتھ والی کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ یہ کوٹھی بھی کسی پروفیسر کی تھی۔ کیپٹن شکیل نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک ملازم باہر آ گیا۔

"یہ آپ کے ساتھ والی کوٹھی میں ڈاکٹر قاضی صاحب رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے یہاں ملاقات کا وقت دیا ہوا تھا لیکن کوٹھی پر تالا ہے"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب تو ایک ہفتے سے نہیں آ رہے جناب۔ وہ شاید کہیں باہر گئے ہوئے ہیں"..... ملازم نے جواب دیا۔

"کیا ان کے ہاں کوئی ملازم بھی نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ وہ اکیلے رہتے ہیں"...... ملازم نے جواب دیا۔ کیپٹن شکیل نے اس کا شکریہ ادا کیا اور واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے بعد اس نے کار کا رخ سکائی کالونی کی طرف موڑ د جہاں نجمہ آخری بار اس ڈاکٹر قاضی کو لے گئی تھی لیکن یہ کوٹھی بھ خالی تھی اور باہر کرائے کے لئے خالی کا بورڈ بھی موجود تھا۔ کیپٹن شکیل نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے۔ اس بار اس کے سوا اور کو صورت نہ تھی کہ وہ اس معاملے کو صفدر سے ڈسکس کرے اور اس سلسلے میں پولیس یا انٹیلی جنس کو اطلاع دی جائے لیکن اب اس نے کار آگے بڑھائی ہی تھی کہ اس کی کلائی پر ضربیں لگنا شروع گئیں۔ اس نے جلدی سے کار ایک سائیڈ پر کر کے روکی اور پھر اس نے گھڑی کے ڈائل کو دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ کال جولیا کی طرف سے ہے۔ اس نے ونڈ بٹن کو باہر کی طرف کھینچا اور پھر گھڑی کو کان سے لگالیا۔

"جولیا کالنگ۔ اوور" جولیا کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن شکیل بول رہا ہوں مس جولیا۔ اوور"...... کیپٹن شکیل نے گھڑی کو منہ کے قریب لے جاتے ہوئے کہا۔

"تم فلیٹ پر موجود نہیں تھے اور نہ ہی تم نے ٹیپ کیا تھا کہ کہاں ہو۔ تم مجھے فون کرو تفصیلی بات کرنی ہے۔ اوور"۔ جولیا نے

کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں فون کرتا ہوں۔ اوور"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر جولیا کی طرف سے اوور اینڈ آل کا سن کر اس ونڈ بٹن دبا کر وہ آف کی اور پھر کار اسٹارٹ کر کے وہ آگے بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد اسے ایک پبلک فون بوتھ نظر آگیا تو اس نے کار اس کے قریب لے جا کر روکی اور نیچے اتر کر وہ بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کارڈ استعمال کر کے جولیا کا نمبر ڈائل کیا۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن شکیل بول رہا ہوں مس جولیا۔ فرمایئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم اس وقت کہاں موجود ہو"...... جولیا نے پوچھا۔

"سکائی کالونی کے قریب"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم نعمانی کے فلیٹ پر پہنچو۔ نعمانی کو میں نے تفصیلی ہدایات دے دی ہیں تم اور وہ دونوں مل کر شہر کے شمالی علاقے کے پولیس اسٹیشنوں سے معلوم کرو گے کہ کیا کسی ڈاکٹر غازی کی گمشدگی کی رپورٹ تو درج نہیں ہوئی۔ اگر ہوئی ہو تو تفصیلات معلوم کر کے مجھے اطلاع دو گے"...... چوہان اور صدیقی شہر کے جنوبی علاقے اور تنویر اور خاور باقی علاقوں کے پولیس اسٹیشنوں سے معلومات حاصل کریں گے"...... جولیا نے کہا۔

"کیا کوئی کیس شروع ہو گیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"معلوم نہیں۔چیف کی ہدایات پر یہ کام ہو رہا ہے"...... جولیا نے جواب دیا۔

"آپ نے ڈاکٹر غازی کہا ہے یا ڈاکٹر قاضی"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ڈاکٹر قاضی نہیں ڈاکٹر غازی۔ کیوں تم نے یہ بات کیوں پوچھی ہے"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"میں اپنے طور پر ڈاکٹر قاضی کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں۔ وہ بھی ایک ہفتے سے گم ہیں اس لئے میں نے پوچھا کہ شاید آپ نے غلط نام لے لیا ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اپنے طور پر کیا مطلب۔ یہ ڈاکٹر قاضی کون ہے"...... جولیا نے کہا۔

"آج کل جس فلیٹ میں میری رہائش ہے اس کے ہمسائے کا مسئلہ ہے۔اس کی بیوی کی رات کو اچانک طبیعت خراب ہو گئی تو میں اسے سپیشل ہسپتال لے گیا اور میں نے چیف کو بھی اطلاع دے دی تھی۔ اب اس کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے بتایا کہ اس عورت نے خواب آور گولیاں کھا کر خودکشی کرنے کی کوشش کی ہے اور اگر وہ کچھ دیر اور ہسپتال نہ پہنچتی تو مر جاتی لیکن پھر پتہ چلا کہ اس نے خودکشی نہیں کی بلکہ اسے ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس سلسلے میں ایک ڈاکٹر عاشق اور ایک

سائنس دان ڈاکٹر قاضی ملوث ہیں۔ ڈاکٹر قاضی نیشنل لیبارٹری میں کام کرتے ہیں۔ میں نے وہاں فون کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک ہفتے سے نہیں آ رہے۔ میں ان کی کوٹھی پر گیا تو وہاں بھی تالا لگا ہوا تھا اور ساتھ والی کوٹھی کے ملازم نے بتایا کہ وہ ایک ہفتے سے کوٹھی نہیں آئے۔ اب جب آپ نے ڈاکٹر غازی کی گمشدگی کا کہا تو مجھے ڈاکٹر قاضی کا خیال آ گیا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ نعمانی کے فلیٹ پر پہنچو۔ میں چیف سے پوچھتی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے سننے میں غلطی لگی ہو کیونکہ غازی اور قاضی ملتے جلتے نام ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کنفرم کر لیں میں نعمانی کے فلیٹ پر جا رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے رسیور کریڈل پر لٹکایا اور پھر کار میں بیٹھ کر وہ نعمانی کی رہائش گاہ کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں بیٹھا کتاب کے مطالعہ میں
مصروف تھا کہ ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی سلیمان چونکہ
مارکیٹ گیا ہوا تھا اس لئے عمران نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا
لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں" مسلسل
عمران نے کہا لیکن اس کا لہجہ سنجیدہ تھا کیونکہ اس کی آنکھیں
کتاب پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے
کی آواز سنائی دی۔

"ارے ہاں۔ تم نے کل شام سے اب تک کال ہی نہیں کی
جولیا نے کیا رپورٹ دی ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"رپورٹ مکمل نہیں ہوئی تھی۔ ویسے پورے شہر کے پول

سٹیشنوں میں سے کسی پر بھی کسی ڈاکٹر غازی کی گمشدگی کی رپورٹ
درج نہیں کرائی گئی تھی جبکہ صفدر نے اس فارورڈنگ اور کلیئرنگ
ایجنسی سے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق ان دو
کنٹینروں کی پیکنگ اور فارورڈنگ میں مکمل طور پر وہی چار افراد ہی
شامل تھے اور کوئی آدمی نہیں تھا اور ان کا روڈ ایکسیڈنٹ بھی درست
ہوا ہے کیونکہ کار انتہائی تیز رفتاری کی وجہ سے موڑ کاٹتے ہوئے الٹ
گئی اور قریبی کوٹھی کی دیوار کے ساتھ پوری قوت سے جا ٹکرائی اور
پھر اس میں آگ گئی اور وہ چاروں جل کر راکھ ہو گئے"۔ طاہر نے
کہا۔

"حیرت ہے۔ کہیں سے کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ اب تو یہی صورت
رہ جاتی ہے کہ میں سوپر فیاض کو یہ کیس ریفر کر دوں اور خود بری
الذمہ ہو جاؤں"...... عمران نے کہا۔

"البتہ جولیا کا فون آیا تھا وہ پوچھ رہی تھی کہ ڈاکٹر غازی کو تلاش
کرنا ہے یا ڈاکٹر قاضی کو۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ کیپٹن
شکیل بھی کسی سائنس دان ڈاکٹر قاضی کو تلاش کر رہا ہے جو ایک
ہفتے سے غائب ہے لیکن میں نے اسے بتا دیا کہ ڈاکٹر قاضی نہیں بلکہ
ڈاکٹر غازی کو تلاش کرنا ہے"...... طاہر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"یہ ڈاکٹر قاضی کون ہے اور کیپٹن شکیل اسے کیوں تلاش کر رہا
ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"کیپٹن شکیل جس فلیٹ میں رہ رہا ہے اس کے ہمسائے میں

کوئی صاحب اظہار الدین رہتے ہیں اس کی بیوی کی طبیعت رات کو خراب ہو گئی تھی اور اس کا فیملی ڈاکٹر نہ ملا تو اس نے کیپٹن شکیل سے مدد کی درخواست کی۔ کیپٹن شکیل اسے سپیشل ہسپتال لے گیا۔ وہاں اس کی جان بچا لی گئی۔ کیپٹن شکیل نے مجھے ہسپتال سے فون کر کے اس بارے میں بتا دیا۔ میں نے اسے شاباش دی کہ اس نے نیکی کا کام کیا ہے اس کے بعد مجھے نہیں معلوم۔ اب جولیا نے بتایا ہے کہ وہ اس سلسلے میں کسی ڈاکٹر قاضی کو تلاش کر رہا ہے"۔ طاہر نے کہا۔

"اوکے۔ میں اس سے خود بات کر لیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ کیپٹن شکیل بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"وہ تمہاری ہمسائی کی طبیعت اب کیسی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں سوچ ہی رہا تھا کہ آپ کو فون کروں کیونکہ ایک انتہائی مشکوک معاملہ سامنے آیا ہے اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں اس بارے میں کیا کروں"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عورتوں کا معاملہ ہی ایسا ہے کیپٹن شکیل۔ تمہارا اس میں قصور نہیں ہے۔ آدمی کا ذہن پہلے قدم پر ہی ماؤف ہو جاتا ہے"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ قتل تک نوبت پہنچ رہی ہے اور اس میں شہر کا ایک مشہور ترین ڈاکٹر ملوث ہے"...... کیپٹن شکیل نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس نے عمران کو بات کو یکسر نظرانداز کر دیا تھا۔

"ڈاکٹر غازی کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ ڈاکٹر عاشق کی بات کر رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"لیکن تم نے جولیا سے تو ڈاکٹر قاضی کے بارے میں بات کی تھی اور جولیا نے چیف سے بات کی اور پھر چیف نے مجھ سے کنفرم کیا کیونکہ اس ڈاکٹر غازی کے بارے میں مجھے تشویش تھی۔ اب تم ڈاکٹر عاشق کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"آپ اپنے فلیٹ سے بول رہے ہیں یا کہیں اور سے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"فلیٹ سے۔ کیوں"...... عمران نے کہا۔

"میں خود آ رہا ہوں تاکہ تفصیل سے بات ہو سکے"...... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"ارے اتنی جلدی پہنچ بھی گیا۔ حیرت ہے"...... عمران نے جان

بوجھ کر اونچی آواز میں کہا حالانکہ اسے معلوم تھا کہ سلیمان آیا ہو گا۔

"اتنی جلدی کا کیا مطلب صاحب۔ میں تو دو گھنٹے بعد آ رہا ہوں"...... سلیمان نے سٹنگ روم کے دروازے پر آتے ہوئے کہا۔

"ارے تم ہو۔ میں سمجھا کیپٹن شکیل ہے۔ اس نے ابھی فون کیا تھا کہ وہ یہاں آ رہا ہے۔ ادھر میں نے رسیور رکھا ادھر دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اس لئے میں حیران ہو رہا تھا کہ وہ اتنی جلدی کیسے آ گیا۔ تمہارا تو مجھے پتہ ہے کہ تم مارکیٹ جاتے ہو تو سارے دکاندار شطرنج کھیلنا شروع کر دیتے ہیں اور ظاہر ہے جب بازی ختم ہوتی ہو گی تو تمہیں سودا سلف ملتا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے انہوں نے ایسا ہی کرنا ہے۔ آخر روز روز ادھار کون دے"...... سلیمان نے کہا اور آگے بڑھ گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران نے کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی۔ سلیمان بیرونی دروازے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کیپٹن شکیل نے آنا ہے۔

"کیسے ہو سلیمان"...... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کیپٹن صاحب"...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔ چونکہ کیپٹن شکیل سنجیدہ اور خاموش رہنے کا عادی تھا اس لئے سلیمان بھی اس سے سنجیدگی سے بات کرتا تھا۔

"السلام علیکم"...... چند لمحوں بعد دروازے سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"وعلیکم السلام۔ آیئے جناب کیپٹن صاحب۔ آج آپ کی ٹیم آپ کے ساتھ نظر نہیں آ رہی"...... عمران نے اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں ابھی فون کر کے ٹیم کو بلوا لیتا ہوں"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے رہنے دو۔ آغا سلیمان پاشا نے مجھے ابھی بتایا ہے کہ اب دکاندار ادھار دیتے دیتے تنگ آ گئے ہیں۔ پتہ نہیں کہاں کہاں سے دھکے کھا کر دال پانی کرنا پڑتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ چائے پلانے سے ہی انکار کر دے"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس دیا۔

"آپ کی اسی حالت کو دیکھتے ہوئے تو میں ٹیم کو نہیں لایا"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"شکریہ۔ تم جیسا رحم دل آدمی آج کل تو کم ہی نظر آتا ہے"۔ عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا۔

"عمران صاحب۔ میں آپ کو تفصیل سے ساری بات بتا دیتا ہوں پھر آپ بتائیں کہ اس صورت حال میں مجھے کیا کرنا چاہئے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اظہار الدین کے فلیٹ پر آنے سے لے کر ہسپتال جانے اور ڈاکٹر عاشق سے ملنے اور اس کی چھپ کر فون کال سننے، پھر نجمہ سے ہونے والی گفتگو سے لے

کر ڈاکٹر قاضی کو تلاش کرنے اور پھر جولیا کی کال آنے تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

"اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہے۔ تمہیں فوراً پولیس کو اطلاع دینی چاہئے تھی"...... عمران نے کہا۔

"مجھے پولیس کو بیان دینا پڑتا اور میں نہیں چاہتا کہ پولیس میرے فلیٹ پر آنا جانا شروع کر دے اس لئے میرا خیال تھا کہ میں چیف کو رپورٹ دے کر اس سے رائے مانگوں۔ پھر آپ کا خیال آیا۔ اب آپ پولیس کی بات کر رہے ہیں لیکن ڈاکٹر عاشق بے حد امیر آدمی ہے اور پھر اس کے خلاف کسی قسم کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہے اور ڈاکٹر قاضی کا بھی کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ اس صورت میں پولیس کیا کر سکتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہاری بات درست ہے۔ اس کھیل میں بہرحال اصل آدمی ڈاکٹر عاشق ہے۔ میرا خیال ہے کہ ٹائیگر کے ذمہ یہ کام لگا دیا جائے وہ اس رابرٹ اور ڈاکٹر عاشق سے سب کچھ اپنے انداز میں معلوم کر لے گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر عقبی الماری کھولی اور اس میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ یو باس۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز

سنائی دی۔

"کہاں سے بول رہے ہو اس وقت۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"ریڈ کلب سے باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"مجھے فلیٹ پر فون کرو۔ ٹرانسمیٹر پر تفصیلی بات نہیں ہو سکتی۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"ارے اس قدر تکلف۔ حیرت ہے۔ یہ دکاندار کہیں شطرنج کھیلنے میں اتنے مگن تو نہیں ہو جاتے کہ تم جو چاہو وہاں سے اٹھا لاؤ"۔ عمران نے ٹرالی میں پڑی کافی ساری پلیٹوں کو دیکھتے ہوئے کہا جن میں بسکٹوں کی ورائٹی کے ساتھ ساتھ مختلف قسموں کے سنیکس بھی شامل تھے۔

"کیپٹن صاحب معزز مہمان ہیں اور معزز مہمان کے لئے خفیہ مال کو اوپن کرنا ہی پڑتا ہے"...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"شکریہ سلیمان"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلیمان نے چائے کے برتن اور پلیٹیں میز پر رکھنا شروع کر دیں۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز

سنائی دی۔

"شاہکار کالونی میں نشے کا علاج کرنے والے ایک مشہور ڈا
عاشق کا کلینک ہے جو اس نے اپنی کوٹھی میں ہی بنا رکھا ہے۔ اس
اسسٹنٹ ڈاکٹر رابرٹ ہے۔ ان دونوں نے وزارت سائنس کی ایک
اعلیٰ عہدیدار نجمہ اظہار الدین کو نشہ کی عادت ڈال کر بلیک میل
کے ایک سائنس دان ڈاکٹر قاضی سے دوستی کرائی اور پھر ان کے
پر یہ عورت اس ڈاکٹر قاضی کو ساتھ لے کر سکائی کالونی کی ایک
کوٹھی میں گئی جہاں ڈاکٹر عاشق اور رابرٹ دونوں موجود تھے۔
اس عورت کو وہاں سے اکیلے واپس بھیج دیا گیا اور رات کو ڈا
رابرٹ نے اسے دو کیپسول دیئے کہ وہ اسے کھالے تاکہ اس کا م
دور ہو سکے لیکن جب اس عورت نے وہ کیپسول کھائے تو وہ م
کے قریب پہنچ گئی۔ اسے ہسپتال لے جایا گیا تو وہاں ڈاکٹروں
بتایا کہ اس عورت نے خواب آور گولیاں کھا کر خودکشی کی کوش
کی ہے۔ اب وہ ڈاکٹر عاشق اس ڈاکٹر رابرٹ کی مدد سے اس عو
کو ہلاک کروانا چاہتا ہے اور ڈاکٹر قاضی ایک ہفتے سے گم ہے۔
چاہتا ہوں کہ تم اس ڈاکٹر عاشق اور رابرٹ سے اپنے مخصوص ا
میں معلوم کرو کہ انہوں نے ڈاکٹر قاضی کو کہاں رکھا ہوا ہ
عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ڈاکٹر عاشق تو مشہور بلیک میلر ہے۔ بڑے بڑے ا
اس کا شکار ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

ظاہر ہے اس عورت کو بھی بلیک میل ہی کیا گیا ہے لیکن
مقصد سمجھ نہیں آ رہا اور چونکہ یہ معاملہ ہماری لائن کا نہیں ہے اس
میں نہیں چاہتا کہ ہم اس میں براہ راست ملوث ہوں"۔ عمران
نے کہا۔

"اس کے لئے اس ڈاکٹر عاشق یا اس کے اسسٹنٹ ڈاکٹر رابرٹ
کو اغوا کرنا پڑے گا۔ پھر ہی کچھ معلوم ہو سکے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جو مرضی آئے کرو۔ اسی لئے تو میں نے کہا ہے کہ تم اپنے طور پر
معلومات حاصل کرو"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں جلد ہی آپ کو رپورٹ دوں گا"۔ ٹائیگر
نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ کیپٹن شکیل نے
اس دوران چائے بنا لی تھی۔ اس نے چائے کی پیالی عمران کے
سامنے رکھی اور پھر اپنی پیالی اٹھا لی۔

"آپ ڈاکٹر غازی کو تلاش کرا رہے ہیں۔ یہ کیا سلسلہ ہے۔
ب بھی اس سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ کیا کوئی کیس شروع ہو گیا
ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیس تو ہے لیکن ہماری لائن کا نہیں ہے۔ انٹیلی جنس کا ہے
ان چیف کا کہنا ہے کہ ابتدائی معلومات حاصل کر لی جائیں ہو سکتا
ہے یہ کیس سیکرٹ سروس کا ہو"...... عمران نے کہا۔

"کیا کیس ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا تو عمران نے اسے
ارشاد سے ملنے اور پھر اس کی بتائی ہوئی تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سے کسی پاکیشیائی کو اغوا کیا اور پھر لاش تبدیل کر دی گئی یا اصل کو نکال کر اس کی جگہ لاش دی گئی۔ عمران صاحب یہ وہی ڈاکٹر قاضی نہ ہو۔ ہو سکتا ہے ڈائری میں ڈاکٹر قاضی لکھا ہوا ہو جسے کاٹلی پولیس نے غازی پڑھ ہو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ساری کارروائی ڈاکٹر عاشق کی ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے۔ ایسے بھی تو ہو سکتا ہے کہ اصل مجرم ہوں جس طرح وہ عورت آلہ کار بنی ہے اس طرح ڈاکٹر عاشق کو آلہ کار بنایا گیا ہو۔ ورنہ اس قدر اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی کا اس قسم حرکتوں میں ملوث ہونا کچھ سمجھ میں نہیں آرہا"...... کیپٹن شکیل کہا۔

"ٹائیگر نے بھی بتایا ہے کہ ڈاکٹر عاشق بطور بلیک میلر زیر دنیا میں مشہور ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس کی ڈگریوں کی تعداد دیکھیں تو یقین آتا کہ یہ آدمی ایسا کام کر سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ ہونا تو نہیں چاہئے لیکن انسان بہرحال انسان ہی ہے" عمران نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اچھا اب مجھے اجازت دیں۔ ٹائیگر تو آپ کو ایک دو روز بعد رپورٹ دے گا"...... کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران

اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاں۔ بہرحال دیر تو لگے گی لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ اصل حالات معلوم کر لے گا"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر مجھے ضرور بتائیں گے آپ"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا تو کیپٹن شکیل بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا عمران نے دوبارہ کتاب اٹھائی اور اس کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد جیسے ہی اس نے کتاب ختم کر کے بند کی اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"...... عمران نے تھکے تھکے لہجے میں کہا کیونکہ مسلسل مطالعہ کرتے کرتے وہ ذہنی تھکاوٹ محسوس کر رہا تھا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"باس۔ ڈاکٹر عاشق اور اس کے اسسٹنٹ رابرٹ کو رات میٹرو میں پراسرار افراد نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ معاملات زیادہ گھمبیر ہیں"...... عمران نے

کہا۔

"باس۔ میں نے بہت بھاگ دوڑ کے بعد پتہ چلا لیا ہے کہ
قتل کے پیچھے روز ہوٹل اور روز کلب کے مالک کرسٹن روز کا
ہے۔ کرسٹن روز ایکریمین نژاد ہے اور اس نے کئی سال پہلے
کی شہریت حاصل کر کے یہاں روز کلب بنایا پھر اس نے روز ہ
بنا لیا۔ زیر زمین دنیا میں اسے منشیات کا سمگلر سمجھا جاتا ہے اور و
عام گینگری کا۔ وہ اتنا با اثر یا اتنا بڑا سمگلر نہیں سمجھا جاتا کہ ا
دوسرے ہاتھ ڈال سکیں۔ لیکن اس واردات کے پیچھے اس ک
ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"باس۔ ویسے تو میٹرو کلب اعلیٰ طبقے کا کلب سمجھا جاتا ہ
ڈاکٹر عاشق اکثر اس کلب میں آتا جاتا رہتا تھا اور اس کلب کا
معزز اور با اثر ممبر سمجھا جاتا تھا لیکن یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ڈاک
یہاں روز کلب کے مینجر ٹونی سے خفیہ ملاقاتیں کرتا تھا اور ر
بھی اس نے ٹونی سے ملاقات کی تھی اور پھر ٹونی کے جانے
اچانک دو نقاب پوشوں نے اس پر اور اس کے ساتھی ڈاکٹر را
فائر کھول دیا اور فرار ہو گئے لیکن وہ جس کار میں گئے ہیں اس
پارکنگ بوائے نے دیکھ لیا تھا۔ پولیس کے خوف کی وجہ
نے پولیس کو یہ نمبر نہیں بتایا البتہ میں نے اس سے یہ نمبر
لیا۔ جب میں نے معلومات کیں تو پتہ چلا کہ یہ کار روز کلب

ہی جاتی ہے اور کبھی کبھار ٹونی بھی اس کار کو استعمال کرتا رہتا
ہے چنانچہ میں روز کلب گیا۔ ٹونی تو وہاں موجود نہ تھا لیکن میں نے
اپنے ذرائع سے وہاں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ کرسٹن روز
کے حکم پر ٹونی نے یہ واردات کرائی ہے اور اب وہ انڈر گراؤنڈ چلا
گیا ہے میں نے اس کی فون کال کی ٹیپ خفیہ طور پر حاصل کر لی
ہے جس میں کرسٹن روز اور ٹونی کی گفتگو موجود ہے۔ گو یہ کوڈ میں
ہے لیکن اس سے پتہ چلتا ہے کہ کرسٹن روز نے اسے دراصل ڈاکٹر
عاشق کے بارے میں ہدایات دی ہیں"...... ٹائیگر نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم یہ ٹیپ سنوا سکتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں اپنے کمرے سے ہی بات کر رہا ہوں۔ میں اسی لئے
یہاں آ گیا تھا تاکہ آپ کو ٹیپ سنوا سکوں"...... ٹائیگر نے جواب
دیا۔

"سنواؤ"...... عمران نے کہا۔ چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے
کی آواز سنائی دی۔ پھر رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"باس۔ چیف باس سے بات کریں"...... ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"...... اس آواز نے جواب دیا۔

"یس چیف باس سپیکنگ"...... ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"چیف۔ سپیشل سروس ڈی اے تک پہنچ گئی ہے۔ ڈی اے
کہنا ہے کہ اس عورت کو بچا لیا گیا ہے اس نے اس عورت
سلسلے میں احکامات دے دیئے ہیں لیکن ڈی آر کو اس کا پتہ نہیں
رہا"...... پہلے والی مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ اس بار بے
مؤدبانہ تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ معاملات ڈی اے تک براہ راست پہنچ
ہیں ایسا کرو کہ ڈی اے کو میرا پیغام دے دو کہ وہ فوری طو
کنسائنمنٹ ایکریمیا روانہ کر دے اور اگر وہ نہ مانے تو پھر سودا ختم
دینا۔ مجھے ایسے سودے کی ضرورت نہیں ہے"...... دوسری طر
سے کہا گیا۔

"یس چیف"...... جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ
ہو گیا۔

"باس۔ آپ نے ٹیپ سن لی۔ میرا اندازہ ہے کہ اس میں
اے کا مطلب ڈاکٹر عاشق اور ڈی آر کا مطلب ڈاکٹر رابرٹ ہے
سودا منسوخ کر دینے کا مطلب ان دونوں کی ہلاکت ہے"...... ٹا
کی آواز سنائی دی۔

"تم نے درست اندازہ لگایا ہے۔ اب یہ کرسٹن روز کہاں
گا"...... عمران نے کہا۔

"میں نے معلوم کیا ہے۔ وہ نہ ہی کلب میں ہے اور نہ ہو
میں۔ کہا جا رہا ہے کہ وہ ملک سے باہر گیا ہوا ہے لیکن میں نے ا

نے خفیہ ٹھکانے کا کھوج لگا لیا ہے وہ اس وقت گرین فال کالونی کی
ا۔ کوٹھی نمبر تھری ایکس بلاک جے ون میں پروفیسر البرٹ کے
اب میں موجود ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

ادکے۔ تم وہاں پہنچو میں بھی آ رہا ہوں۔ ہم نے ہر قیمت پر اس
مل کر اصل بات اگلوانی ہے۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کا
فائر اپنے ساتھ لے آنا"...... عمران نے کہا۔

یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور
ا اور کرسی سے اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اسے
یقین ہو گیا تھا کہ کاٹلی پولیس نے غلط نام پڑھ لیا ہے۔ ڈاکٹر
ی کو انہوں نے غازی پڑھ لیا ہے اس لئے تو غازی کا پتہ نہیں چل
ہر حال اب وہ اس بات کو کنفرم کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد
ی کار تیز رفتاری سے دارالحکومت کے نواح میں نو آباد کالونی
ن فال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گرین فال کالونی میں
ہو کر وہ جے ون بلاک میں پہنچا تو اسے دور سے ایک کوٹھی
سامنے سڑک کے دوسرے کنارے پر ٹائیگر کی کار نظر آ گئی۔
نے کار اس کے قریب لے جا کر روک دی۔ کار خالی تھی
نے کار تھوڑی سی آگے لے جا کر روکی اور پھر جیسے ہی وہ کار سے
سامنے کوٹھی کی سائیڈ گلی سے ٹائیگر آتا دکھائی دیا۔ وہ تیز تیز
تا سڑک کراس کر کے عمران کے قریب آ گیا۔

باس۔ میں نے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی

ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کے آنے سے پہلے یہ کام کر لوں"۔
نے کہا۔
"تم نے اس کرسٹن روز کو دیکھا ہوا ہے"...... عمرا
پوچھا۔
"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔
"اوکے۔ پھر ایسا کرو کہ اپنی کار عقبی طرف لے جاؤ اور آ
کر عقبی دروازہ کھول کر اس کرسٹن روز کو اٹھا کر کار میں ڈ
اسے رانا ہاؤس لے آؤ۔ یہاں کی نسبت وہاں زیادہ آسانی سے ا
پوچھ گچھ ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔
"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا اور اپنی کار کا دروازہ کھول
بیٹھ گیا چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے مڑ کر سڑک پر آئی ا
بڑھتی چلی گئی۔ کئی کوٹھیاں کراس کر کے وہ سائیڈ روڈ پر مڑ کر
کی نظروں سے اوجھل ہو گیا لیکن عمران اپنی کار کے قریب
رہا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد ٹائیگر کی کار اسی موڑ سے عمران
طرف آتی دکھائی دی۔
"کام ہو گیا ہے باس"...... ٹائیگر نے ایک لمحے کے
روک کر کہا۔
"اوکے"...... عمران نے کہا اور اپنی کار میں بیٹھ کر اس
بیک کی جبکہ ٹائیگر کار آگے بڑھا کر لے گیا تھا۔ کار موڑ کر عم
چل پڑا اور پھر وہ دونوں رانا ہاؤس کے گیٹ پر آگے پیچھے پ

ٹائیگر نے کار سے اتر کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا تو چند لمحوں بعد
جوزف باہر آ گیا۔ ٹائیگر نے اسے گیٹ کھولنے کا کہا اور اس نے
عمران کی کار دیکھی تو وہ تیزی سے واپس مڑا اور چند لمحوں بعد بڑا
پھاٹک کھل گیا تو ٹائیگر واپس آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور کار
آگے بڑھا دی عمران اس کے پیچھے تھا۔ پورچ میں کار روک کر عمران
نیچے اترا تو جوانا نے آگے بڑھ کر عمران کو سلام کیا۔
"جوانا۔ ٹائیگر کی کار میں ایک آدمی بے ہوش پڑا ہوا ہے اسے
اٹھا کر بلیک روم میں لے جاؤ اور کرسی پر جکڑ دو"...... عمران نے
جوانا سے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا ٹائیگر کی کار کی طرف بڑھ گیا۔
"تم نے کون سی گیس استعمال کی ہے"...... عمران نے ٹائیگر
سے پوچھا تو ٹائیگر نے نہ صرف گیس کے بارے میں بتا دیا بلکہ جیب
سے ایک چھوٹی سے شیشی نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔
"یہ اس کا توڑ میں ساتھ لے آیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ آپ اسی
کوٹھی میں ہی اس سے پوچھ گچھ کریں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔
"ارادہ تو یہی تھا لیکن پھر میں نے ارادہ اس لئے بدل دیا کہ وہاں
کی نسبت یہاں زیادہ تفصیل سے بات ہو سکتی ہے بہرحال اب تم
جاؤ۔ باقی کام میں کر لوں گا"...... عمران نے اس کے ہاتھ سے شیشی
لیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ عمران سٹنگ
روم کی طرف بڑھ گیا اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع
کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"رانا ہاؤس سے علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ ڈاکٹر غازی ٹریس کر لیا گیا ہے۔ اصل میں یہ نام ڈاکٹر قاضی تھا جسے کاٹلی پولیس والوں نے ڈاکٹر غازی پڑھ لیا۔ ڈاکٹر قاضی نیشنل لیبارٹری میں کام کرتا تھا۔ کیپٹن شکیل کی ہمسائی یہاں کے ایک ڈاکٹر عاشق کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہی تھی وہ وزارت سائنس میں ڈپٹی سیکرٹری ہے۔ اس نے ڈاکٹر عاشق کے کہنے پر ڈاکٹر قاضی سے دوستی کی اور اسے ایک کوٹھی میں لے گئی جہاں ڈاکٹر عاشق اور اس کا اسسٹنٹ ڈاکٹر رابرٹ موجود تھے۔ انہوں نے اس عورت کو خصوصی کیپسول دے کر ہلاک کرنے کی کوشش کی لیکن کیپٹن شکیل کی وجہ سے خصوصی ہسپتال پہنچ جانے کی وجہ سے بچ گئی کیپٹن شکیل اس ڈاکٹر عاشق سے ملا۔ اس نے خفیہ طور پر اس کی فون کال سنی جس میں بات واضح ہو گئی کہ ڈاکٹر عاشق ڈاکٹر رابرٹ کے ذریعے اس عورت کو ہلاک کرانا چاہتا ہے۔ چنانچہ کیپٹن شکیل نے ڈاکٹر صدیقی کو کہہ کر اس عورت کو سپیشل وارڈ میں منتقل کرا دیا اور خود جا کر اس اس عورت سے تفصیلی پوچھ گچھ کی تو ساری باتیں سامنے آگئیں کیپٹن شکیل میرے فلیٹ پر آیا اور مجھے تفصیل بتائی۔ دراصل اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ اب کیا اقدام کرے کیونکہ اس کے پاس کوئی واضح کلیو موجود نہ تھا میں نے ٹائیگر کی ڈیوٹی لگا دی کہ وہ ڈاکٹر عاشق اور ڈاکٹر رابرٹ سے اصل بات اگلوائے۔ ٹائیگر نے مجھے بتایا

کہ ڈاکٹر عاشق اور ڈاکٹر رابرٹ کو رات کسی کلب میں نامعلوم افراد نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے لیکن اس نے کھوج لگا لیا ہے کہ یہ کام ایک منشیات کے سمگلر اور روز کلب اور روز ہوٹل کے مالک کرسٹن روز نے کرایا ہے جو کہ ایکریمین نژاد ہے لیکن اب پاکیشیا کا شہری ہے اس نے اس کرسٹن روز اور اس کے مینجر ٹونی کے درمیان اس سلسلے میں ہونے والی فون کال کا ٹیپ بھی حاصل کر لیا۔ ٹیپ سے یہ بات کنفرم ہو گئی کہ اس کرسٹن روز نے ہی مینجر ٹونی کی معرفت ڈاکٹر عاشق اور ڈاکٹر رابرٹ کو ہلاک کرایا ہے۔ چنانچہ میں نے ٹائیگر کو کہہ کر اس کرسٹن روز کو اغوا کرا کر رانا ہاؤس منگوا لیا ہے تاکہ اس سے تفصیلی پوچھ گچھ ہو سکے لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ وزارت سائنس کے سیکرٹری سے یہ بات معلوم کریں کہ ڈاکٹر قاضی کس پراجیکٹ پر کام کر رہا تھا کیونکہ ڈاکٹر قاضی کا اس پراسرار انداز میں مارا جانا بتا رہا ہے کہ وہ کسی خاص پراجیکٹ پر کام کر رہا ہو گا اس کی تفصیلات معلوم ہونا چاہئیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کر وہ سٹنگ روم سے باہر آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بلیک روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک روم میں ایک ادھیڑ عمر آدمی راڈز والی کرسی پر بے ہوشی کے عالم میں جکڑا ہوا تھا۔ جوانا اور جوزف وہاں موجود تھے۔

"یہ لو یہ شیشی اس کی ناک سے لگاؤ تاکہ یہ ہوش میں آ جائے"۔

عمران نے جیب سے وہ چھوٹی سے شیشی نکال کر جوانا کی طر
بڑھاتے ہوئے کہا جو ٹائیگر نے اسے دی تھی اور عمران خود کرس
روز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" باس۔ حفاظتی سسٹم آن کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں
جوزف نے پوچھا۔

" نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا
جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس دوران جوانا نے شیشی کا ڈھ
ہٹایا اور شیشی کا دہانہ کرسی پر بے ہوش پڑے ہوئے کرسٹن روز
ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھ
بند کر کے اسے واپس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" اسے الماری میں رکھ دو۔ کام آئے گی"...... عمران نے کہ
جوانا شیشی لئے عقبی دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔
لمحوں بعد کرسٹن روز کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہو
لگ گئے اور پھر اس کا ڈھیلا پڑا ہوا جسم تن گیا۔ اس نے ڈھلکا ہو
اٹھا لیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں لیکن اس
آنکھوں میں دھند چھائی ہوئی تھی پھر آہستہ آہستہ دھند صاف
چلی گئی اور شعور کی چمک اس کی آنکھوں میں ابھر آئی۔ اس نے
اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں حکڑے ہو
وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس
حیرت سے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ عمران خاموش بیٹھا

ہوتی ہوئی کیفیت دیکھ رہا تھا۔ جوزف عمران کی کرسی کے دائیں
طرف کھڑا تھا جبکہ جوانا شیشی الماری میں رکھ کر عمران کے بائیں
ہاتھ آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

" کک۔ کک۔ کون ہو تم۔ یہ میں کہاں ہوں۔ تم نے مجھے
یوں حکڑ رکھا ہے"...... چند لمحوں بعد کرسٹن روز نے زبان کھولی۔
اس کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ بوکھلاہٹ کا عنصر بھی شامل
تھا۔

" تمہارا نام کرسٹن روز ہے اور تم روز کلب اور روز ہوٹل کے
مالک ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" میں۔ نہیں۔ میں تو پروفیسر البرٹ ہوں۔ کرسٹن روز کون
ہے۔ کرسٹن روز نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اگر تم واقعی پروفیسر البرٹ ہو اور کرسٹن روز نہیں ہو تو پھر تم
ہمارے لئے بے کار ہو۔ ایسی صورت میں تو تمہیں گولی مار دینی
چاہئے"...... عمران کا لہجہ انتہائی سرد ہو گیا تو ساتھ کھڑے ہوئے
جوزف اور جوانا دونوں نے بغیر عمران کے کہے روبوٹوں کی طرح
ریوالور نکال کر سیدھے کر لئے۔

" مم۔ مم۔ مگر تم کون ہو"...... کرسٹن روز اور زیادہ بوکھلا گیا
تھا اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" آخری چانس دے رہا ہوں۔ بولو۔ تم کرسٹن روز ہو یا پروفیسر
البرٹ۔ بولو اگر تم پروفیسر البرٹ ہو تو پھر دوسرے لمحے گولیاں

تمہارے دل میں اتر جائیں گی"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے
کہا۔

" مم۔ مم۔ میں واقعی کرسٹن روز ہوں۔ لیکن تم کون ہو اور
کیوں جکڑ رکھا ہے"...... کرسٹن روز نے آخر کار اپنے آپ کو
کرتے ہوئے کہا۔

" تم نے روز کلب کے مینجر ٹونی کے ذریعے ڈاکٹر عاشق اور ڈ
رابرٹ کو کلب میں ہلاک کرایا۔ تمہاری اور ٹونی کے درمیان
فون پر گفتگو ہوتی ہے اس کا ٹیپ میری جیب میں موجود ہے
میں تم نے ڈاکٹر عاشق کے لئے ڈی اے اور ڈاکٹر رابرٹ کے لئے
آر کا کوڈ استعمال کیا ہے اور کنسائنمنٹ ایکریمیا روانہ کرنے یا
منسوخ کرنے کی بات کی ہے۔ بولو۔ میں درست کہہ رہا ہ
ناں"...... عمران نے کہا۔

" وہ۔ وہ تو میں نے بزنس کی بات کی تھی۔ میں تو کسی ڈ
عاشق اور ڈاکٹر رابرٹ کو نہیں جانتا"...... کرسٹن روز نے کہا۔

" جوانا"...... عمران نے ساتھ کھڑے ہوئے جوانا سے مخاطب
کر کہا۔

" یس ماسٹر"...... جوانا نے فوراً ہی جواب دیا۔

" اس کی دائیں آنکھ نکال دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا

" یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور تیزی سے کرسٹن روز کی ط
بڑھنے لگا۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مجھے کچھ نہ کہو۔ رک جاؤ"...... دیو قامت
جوانا کو جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر کرسٹن روز نے کہا
تو عمران نے ہاتھ اٹھا کر جوانا کو روک دیا۔

" اس کے قریب کھڑے ہو جاؤ۔ اب اگر یہ جھوٹ بولے تو اس
کی آنکھ نکال دینا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جوانا، کرسٹن
روز کے قریب کھڑا ہو گیا۔ اس نے ریوالور جیب میں ڈال لیا اور
جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔

" سنو۔ یہاں تمہاری چیخیں سننے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ پہلے
تمہاری ایک آنکھ پھر دونوں کان پھر ناک اور پھر بازوؤں اور ٹانگوں
کی ہڈیاں توڑی جائیں گی اور آخر میں تمہیں گولی مار دی جائے گی اس
لئے تمہارے حق میں بہتر ہے کہ تم مجھے صاف صاف بتا دو کہ تم نے
ڈاکٹر قاضی کو ارشاد کارپوریشن کے کنٹینر میں بند کر کے کاٹلی اور وہاں
سے اسے کسی جزیرے میں پہنچایا تھا مجھے معلوم ہے کہ ڈاکٹر عاشق اور
ڈاکٹر رابرٹ نے تمہارے کہنے پر یہ کام وزارت سائنس کی ڈپٹی
سیکرٹری عورت کے ذریعے کرایا ہے۔ مجھے تمام حالات کا بخوبی علم
ہے لیکن تم اپنے منہ سے یہ سب کچھ بتاؤ گے اور یہ بھی سن لو کہ تم
تو کیا تمہاری روح بھی سب کچھ بتانے پر مجبور ہو گی لیکن اگر تم خود
ہی یہ سب کچھ بتا دو تو تمہارے ساتھ رعایت کی جا سکتی ہے بولو"۔
عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" مم۔ میں بتا دیتا ہوں۔ پلیز مجھے کچھ نہ کہو۔ میں بتا دیتا

ہوں"...... کرسٹن روز نے کہا۔

"وقت مت ضائع کرو"...... عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو
تھا۔

"ایک خفیہ بین الاقوامی تنظیم ہے کاراکاز۔ اس کے ایک آد
برانک سے میری دوستی ہے برانک کے لئے میں یہاں اکثر کام
رہتا ہوں۔ یہ تنظیم اسلحہ کی اسمگلنگ کرتی ہے لیکن میں اسلحہ ڈ
نہیں کرتا۔ میں صرف اس کے متفرق کام کرتا ہوں۔ برانک
مجھے فون پر کہا کہ وہ یہاں کے ایک سائنسدان ڈاکٹر قاضی کو ا
طرح اغوا کرانا چاہتا ہے کہ کسی کو اس کے اغوا کا علم نہ ہو سکے
نہ کسی کو یہ علم ہو سکے کہ وہ کہاں گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس
کوئی فارمولا اے پی ایس بھی حاصل کرنا ہے اس نے مجھے بے حد
رقم کی آفر کی تو میں نے اس کام کی حامی بھرلی۔ ڈاکٹر عاشق میرا
کار ہے۔ وہ دراصل منشیات کا سمگلر ہے لیکن اس نے آڑ لینے کے
اپنے آپ کو ڈاکٹر ظاہر کیا ہوا ہے حالانکہ وہ ڈاکٹر نہیں ہے۔ اس
پاس جو ڈگریاں ہیں وہ سب جعلی ہیں میں نے یہ ڈگریاں بنوا کرا
دی ہوئی ہیں۔ وہ منشیات کے دھندے کو چھپانے کے لئے منشیا
کے علاج کا کام کرتا ہے لیکن اس علاج کی آڑ میں وہ بااثر لوگوں
نشے کا عادی بنا کر انہیں بلیک میل بھی کرتا ہے۔ وہ انتہائی شیط
ذہن کا مالک ہے اور پلاننگ بنانے میں اس کا جواب نہیں ہے۔
نے ڈاکٹر عاشق سے بات کی تو ڈاکٹر عاشق تیار ہو گیا اس نے ڈا

قاضی کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اسے پتہ چلا کہ ڈاکٹر
قاضی ایک خاص قدوقامت اور ایک خاص جسمانی تناسب کی
عورتوں کی کمپنی کا دیوانہ ہے اور اس نے وزارت سائنس کی ڈپٹی
سیکرٹری عورت کو تلاش کر لیا ہے جو ہر لحاظ سے ڈاکٹر قاضی کی پسند
پر پوری اترتی تھی اس نے اپنی ایک ایجنٹ کے ذریعے اس عورت
جس کا نام نجمہ بتایا گیا ہے کو اپنے کلینک بلایا اور پھر اسے نشے کا
عادی بنا دیا۔ جب وہ نشے کی عادی ہو گئی تو اس نے اسے اپنے
مخصوص حربوں سے بلیک میل کر کے ڈاکٹر قاضی سے دوستی کر کے
اس سے فارمولا حاصل کرنے کا کہہ دیا اس عورت نے ڈاکٹر قاضی
سے یہ معلوم کر لیا کہ اس نے یہ فارمولا ایک بنک لاکر میں محفوظ کر
کے رکھا ہوا ہے چنانچہ اس نے مجھے بتایا تو میں نے اس لاکر سے وہ
فارمولا حاصل کر کے برانک کو بھجوا دیا اس کے بعد برانک نے کہا کہ
ڈاکٹر قاضی کو بھی بھجوا دیا جائے چنانچہ اس عورت کے ذریعے ڈاکٹر
قاضی کو ایک کوٹھی میں لے آیا گیا۔ پھر اسے بے ہوش کر کے ایک
کنٹینر میں ڈال کر کاٹلی بھجوا دیا گیا۔ یہ کام اس فارورڈنگ اور
کلیئرنگ ایجنسی کے ہمارے خاص آدمیوں نے کیا جو ہماری طرف
سے اس انداز میں منشیات بھیجا کرتے تھے۔ برانک کے آدمیوں نے
یہ کنٹینر راستے میں اڑا لیا ان آدمیوں کو مخصوص نشہ پلا کر بھجوایا گیا
جس سے وہ روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے۔ اس عورت کو بھی
مخصوص خواب آور گولیاں کھلا دی گئیں تاکہ وہ بھی ہلاک ہو جائے

اور کسی کو اصل صورت حال کا علم نہ ہو سکے لیکن وہ بچ گئی ا
سپیشل سروس کا کوئی عہدیدار اس سلسلے میں ڈاکٹر عاشق تک پہ
گیا۔ جب مجھے اطلاع ملی تو میں نے ٹونی کو کہا کہ وہ جا کر ڈاکٹر عاشق
اور ڈاکٹر رابرٹ سے ملے اور اسے کہے کہ یا تو وہ دونوں ایکریمیا فرار
ہو جائیں اور اگر وہ انکار کریں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ ٹونی نے
مجھے بتایا کہ اس نے ان دونوں سے ایک کلب میں ملاقات کی۔ ا
عورت ان سے ٹریس نہیں ہو رہی تھی اور ان دونوں نے فوری طور
پر فرار ہونے سے انکار کر دیا ہے اس لئے ٹونی نے اپنے آدمیوں کے
ذریعے ان دونوں کو ہلاک کرا دیا ہے"...... کرسٹن روز نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

"کارا کاز اصل میں کسی ملک کی تنظیم ہے"...... عمران نے
پوچھا۔

"کاٹلی کی بہت بڑی اور خفیہ مجرم تنظیم ہے جو پوری دنیا میں
اسلحے کا کام کرتی ہے۔ بہت بڑی تنظیم ہے"...... کرسٹن روز نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"برانک کہاں رہتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کاٹلی کے دارالحکومت ماکیہ میں رہتا ہے۔ اس کا وہاں بڑا
جیولری کا کاروبار ہے لیکن وہ کارا کاز کا کوئی بڑا عہدیدار ہے"
کرسٹن نے جواب دیا۔

"تمہاری اس سے کیسے واقفیت ہوئی"...... عمران نے پوچھا۔

"میں ایکریمیا میں رہتا تھا۔ وہاں میں منشیات کا دھندہ کرتا تھا اور
اس سلسلے میں اکثر کاٹلی آتا جاتا رہتا تھا۔ وہاں کاٹلی میں اس سے
ملاقات ہوئی پھر یہ ملاقات دوستی میں تبدیل ہو گئی۔ پھر ایکریمیا میں
حکومت کو میرے متعلق علم ہو گیا تو میں وہاں سے فرار ہو کر کاٹلی
چلا گیا لیکن وہاں بھی میرے پیر نہ جم سکے تو میں وہاں سے آران چلا گیا
لیکن پھر آران میں مذہبی انقلاب آگیا اور مجھے وہاں سے بھی نکلنا پڑا تو
میں پاکیشیا آگیا۔ یہاں میرا کام چل نکلا۔ برانک سے ویسے ہی دوستی
ہے اور میں اس کے یہاں کام کرتا رہا۔ وہ بہت بھاری معاوضہ دیتا
تھا"...... کرسٹن روز نے جواب دیا۔

"کیا نام ہے اس کے جیولرز والے ادارے کا"...... عمران نے
پوچھا۔

"برانک جیولرز۔ کانو گیٹ روڈ پر بہت بڑا ادارہ ہے۔ وہ بین
الاقوامی سطح پر جیولری کا کام کرتا ہے"...... کرسٹن روز نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا فون نمبر"...... عمران نے پوچھا تو کرسٹن روز نے فون
نمبر بتا دیا۔

"جوزف۔ کارڈلیس فون لے کر آؤ"...... عمران نے جوزف سے
کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"یہاں سے کاٹلی اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر کیا ہے"۔
عمران نے پوچھا تو کرسٹن روز نے بتا دیا۔ چند لمحوں بعد جوزف

کارڈلیس فون لے آیا تو عمران نے فون پیس اس سے لے لیا۔

"سنو کرسٹن روز۔ تم نے جو کچھ بتایا ہے تم نے اسے کنفرم کرنا ہے۔ اگر تم کنفرم کر دو گے تو زندہ رہو گے ورنہ"...... عم نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن میں اسے کیا کہوں"...... کرسٹن روز نے ہونٹ ہوئے کہا۔

"جو کچھ مرضی آئے کہو۔ لیکن جو کچھ تم نے بتایا ہے اسے کا کرو"...... عمران نے کہا تو کرسٹن روز نے اثبات میں سر ہلا عمران نے لاؤڈر کا بٹن آن کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر جب دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو عمران نے پیس جوانا کی طرف بڑھا دیا جس نے اسے کرسٹن روز کے کان سے دیا۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے کرسٹن روز بول رہا ہوں۔ برانک جہاں بھی ہو سے بات کراؤ۔ بہت ضروری بات کرنی ہے"...... کرسٹن روز کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ برانک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ سنائی دی۔

"کرسٹن روز بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... کرسٹن روز

کہا۔

"ہاں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے اس لئے کال کی ہے کہ یہاں میں نے جن لوگوں سے کام کرایا تھا ان سب کو اس انداز میں آف کر دیا گیا ہے کہ کسی کو شک تک نہیں پڑ سکا"...... کرسٹن روز نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تمہیں رقم تو مل گئی ہے ناں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ وہ تو مل گئی ہے۔ میں نے سوچا کہ تمہیں بتا دوں کہ اب فکر کرنے والی کوئی بات نہیں ہے"...... کرسٹن روز نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوانا نے فون آف کر کے اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اسے گولی مار کر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دو"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں نے تو سچ بتا دیا ہے۔ تم نے وعدہ کیا ہے"۔ کرسٹن روز نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"تمہارا جرم ناقابل معافی ہے کرسٹن روز۔ تم نے نہ صرف چھ افراد کو ہلاک کرایا ہے بلکہ پاکیشیا سے غداری کی ہے کہ اس کے ایک سائنسدان اور انتہائی اہم فارمولے کو ملک سے باہر نکال دیا

ہے۔ یہ سب سے ہلکی سزا ہے جو تمہیں دی جا رہی ہے ورنہ تم نے جس جرم کا ارتکاب کیا ہے تمہارے جسم کی ایک ایک بوٹی علیحدہ کر کے چیل کوؤں کو ڈال دی جاتی"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ وہاں سے سیدھا سٹنگ روم میں آیا اور اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کارڈلیس فون کو ایک طرف رکھا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ میں نے ڈاکٹر قاضی کے سلسلے میں تمام معلومات حاصل کر لی ہے اسے کاراکاز نامی کسی مجرم تنظیم نے اغوا کرایا ہے۔ یہ کاٹلی کی تنظیم ہے اور ڈاکٹر قاضی کا فارمولا جو اس نے کسی بنک لاکر میں رکھوایا تھا وہ بھی پہلے اڑا لیا گیا ہے آپ نے میری پہلی درخواست کے سلسلے میں کیا کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر قاضی ایک ہفتے سے غائب ہے۔ اس نے اٹیمک پروجیکشن سسٹم کا ایک فارمولا تیار کیا تھا اس سسٹم سے ایٹمی حملے کا انتہائی موثر انداز میں دفاع کیا جا سکتا ہے لیکن چونکہ اس فارمولے پر پاکیشیا کی کسی لیبارٹری میں کام نہیں ہو سکتا اس لئے حکومت پاکیشیا نے اس میں فوری دلچسپی نہیں لی بلکہ اس سلسلے میں وزارت سائنس نے شوگران کی وزارت سائنس سے بات چیت کی ہے جو ابھی جاری تھی کہ ڈاکٹر قاضی غائب ہو گیا ہے"...... ایکسٹو نے

جواب دیا۔

"لیکن وزارت سائنس کو یہ فارمولا تو اپنی تحویل میں لے لینا چاہئے تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہونا تو ایسا ہی چاہئے تھا لیکن دفتری نظام ہی ایسا ہے کہ کسی نے اس کی زیادہ پرواہ ہی نہیں کی۔ میں نے سیکرٹری وزارت سائنس کو حکم دے دیا ہے کہ ان تمام افسران جنہوں نے اس غفلت کا مظاہرہ کیا ہے کے خلاف کارروائی کرے"...... ایکسٹو نے کہا۔

"پھر اب میرے لئے کیا حکم ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے سیکرٹری سائنس کو حکم دیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں فوری طور پر رپورٹ تیار کرا کر مجھے بھجوائے۔ اگر یہ فارمولا قوم کے لئے اہم ہوا اور قابل عمل ہوا تو پھر اسے واپس لایا جائے گا ورنہ نہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار کیپٹن شکیل کے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس نے کیپٹن شکیل کے فلیٹ پر پہنچ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... اندر سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"حقیر فقیر"...... عمران نے اپنے القابات کی گردان شروع کر دی۔

"معاف کرو"...... اندر سے فقیر کا لفظ سنتے ہی آواز آئی اور عمران

بے اختیار رک گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھل گیا۔

"یہاں پیشہ ور فقیروں کو خیرات نہیں ملا کرتی عمران صاحب اس لئے یہ القاب یہاں نہ دوہرایا کریں"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

"سوچ لو۔ پھر مجھے تمہاری ہمسائی کے دروازے پر جا کر صدا لگانی پڑے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہمسائی تو خود ہسپتال میں پڑی ہوئی ہے البتہ اس کا شوہر اندر موجود ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"تم جیسا ہمسایہ جس کا ہو اس بیچارے کو ہسپتال کا منہ تو بہرحال دیکھنا ہی پڑے گا"...... عمران نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے مڑ کر فریج سے جوس کے دو ڈبے نکالے اور ایک ڈبہ عمران کے سامنے رکھ کر دوسرا ہاتھ میں پکڑے وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہو رہا تھا"...... عمران نے جوس کا ڈبہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"صفدر کا انتظار تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کا فون آیا تھا کہہ رہا تھا کہ لنچ اکٹھے کریں گے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو میں بن بلایا مہمان ہو گیا"...... عمران نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ کیوں بنتے ہیں مہمان۔ ہم دونوں

آپ کے مہمان بن جاتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار آنکھیں گھمائیں۔

"کمال ہے۔ صرف ہمسائی مل جانے سے یہ حالت ہے کہ گونگے کو زبان مل گئی ہے۔ آگے کیا ہو گا"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"صفدر آیا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی راہداری کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران اطمینان سے جوس سپ کرنے لگا۔

"عمران صاحب اور یہاں۔ حیرت ہے"...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن شکیل کی ہمسائی کی کشش کھینچ لائی ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں جواب دیا اور کمرے میں داخل ہوتا ہوا صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ تو میری بہن ہے اور شادی شدہ ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ میری بھی بہن ہے لیکن بہرحال تمہاری ہمسائی تو ہے"...... عمران نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں مسکرا دیئے۔

"ویسے یہ کیس بہت عجیب ہے عمران صاحب۔ مجھے کیپٹن شکیل نے تفصیل بتائی ہے"...... صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ

کیپٹن شکیل اس کے لئے جوس لینے فریج کی طرف مڑ گیا تھا۔

"کیس مکمل ہو گیا ہے اور میں نے چیف کو رپورٹ دے چیک تیار رکھنے کا بھی کہہ دیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ کیپٹن شکیل جو جوس کا ڈبہ اٹھائے واپس آ رہا تھا اور صفدر دونوں چونک پڑے۔

"کیس مکمل ہو گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کون سا کیس"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کیپٹن شکیل کی ہمسائی کا"...... عمران نے جوس سپ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب عمران صاحب۔ پلیز تفصیل بتائیں"...... کیپٹن شکیل نے جوس کا ڈبہ صفدر کے سامنے رکھ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک شرط پر بتا سکتا ہوں کہ تم میرے چیک میں حصہ دار بننے کی وعدہ کرو۔ کیونکہ بہرحال یہ کیس تم نے ٹریس کیا ہے" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کی شرط منظور ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ اب مجھے تسلی ہو گئی ہے ورنہ اتنے چھوٹے سے چیک میں سے کسی کو حصہ دار بناتے ہوئے بڑی تکلیف ہوتی ہے"۔ عمران نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار مسکرا دیئے۔

"آپ تفصیل تو بتائیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاٹلی میں ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے جس کا نام کاراکاز ہے۔ اس کا ایک عہدیدار ہے جس کا نام برانک ہے۔ یہ تنظیم حساس اسلحہ تیار کر کے فروخت کرتی ہے۔ اسے معلوم ہوا کہ پاکیشیا کے ڈاکٹر قاضی نے ایٹمی حملے سے دفاع کے موثر سسٹم کا فارمولا تیار کیا ہے جسے اس نے اٹیمک پروجیکشن سسٹم یا اے پی ایس کا نام دیا ہے تو اس نے یہاں روز کلب اور روز ہوٹل کے ایکریمین نژاد مالک کرسٹن روز کو یہ کام دیا کہ وہ ڈاکٹر قاضی کا فارمولا اور ڈاکٹر قاضی کو اغوا کر کے اس کے پاس اس طرح بھجوائے کہ کسی کو معمولی سا بھی شک نہ پڑے۔ کرسٹن روز خود منشیات کا سمگلر ہے اور ڈاکٹر عاشق اس کا ایجنٹ ہے۔ اصل میں ڈاکٹر عاشق ڈاکٹر نہیں ہے اس نے جعلی ڈگریاں لے رکھی ہیں۔ وہ خود بھی منشیات کا سمگلر ہے اور نشے کے علاج کی آڑ میں وہ نہ صرف منشیات فروخت کرتا ہے بلکہ بااثر عورتوں اور مردوں کو نشے کا عادی بنا کر انہیں بلیک میل بھی کرتا ہے۔ اس کام میں اس کا اسسٹنٹ ڈاکٹر رابرٹ ہے۔ کرسٹن روز نے یہ کام ڈاکٹر عاشق کے ذمہ لگایا تو ڈاکٹر عاشق نے ڈاکٹر قاضی کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اسے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر قاضی نفسیاتی طور پر ایک خاص قدوقامت اور ایک خاص جسمانی تناسب کی عورتوں کا دیوانہ ہے۔ اس نے ایسی عورت کی تلاش شروع کی تو قرعہ فال کیپٹن شکیل کی ہمسائی کے نام

نکلا۔ وہ وزارت سائنس میں ڈپٹی سیکرٹری تھی اور وہ ڈاکٹر قاضی کے
معیار پر بھی پوری اترتی تھی۔ چنانچہ ڈاکٹر عاشق کی ایک ایجنٹ
عورت کے ذریعے یہ ہمسائی ڈاکٹر عاشق کے پاس پہنچی جہاں اسے نش
کا عادی بنایا گیا اور پھر اسے بلیک میل کر کے یہ کہا گیا کہ وہ ڈاک
قاضی سے دوستی کرے۔ چنانچہ اس نے ڈاکٹر قاضی سے دوستی کی او
پھر اس نے ڈاکٹر قاضی سے یہ معلوم کر لیا کہ فارمولا اس نے کس
بنیک کے لاکر میں رکھا ہوا ہے۔ کرسٹن روز نے وہاں سے فارمو
حاصل کر کے برانک کو بھجوا دیا۔ برانک نے اسے کہا کہ ڈاکٹر قاض
کو بھی اغوا کر کے بھجوایا جائے لیکن کسی کو شک نہ پڑے اور کسی
معلوم بھی نہ ہو سکے کہ وہ کہاں گیا ہے۔ چنانچہ یہاں کی ایک
فارورڈنگ اور کلیئرنگ ایجنسی کے ان آدمیوں سے بات ہوئی
منشیات سپلائی کرنے کے سلسلے میں ان کا کام کرتے تھے۔ کیپٹ
شکیل کی ہمسائی کی مدد سے ڈاکٹر قاضی کو ایک کوٹھی میں لایا گیا
پھر اسے بے ہوش کر کے ایک مال بردار کنٹینر کے ذریعے کاٹلی بھ
دیا گیا۔ وہاں برانک کے آدمیوں نے کنٹینر حاصل کر کے ا
جزیرے یوگہ بھجوا دیا۔ وہاں ڈاکٹر قاضی کو تو نکال لیا گیا جبکہ اس
جگہ کسی یورپی کی لاش ایشیائی میک اپ میں کنٹینر میں ڈال کر کنٹ
واپس بھجوا دیا گیا۔ اس کنٹینر میں جو لاش تھی اس کی جیب سے ایک
ڈائری ملی جس میں نام اور سائنسی فارمولے کے اعداد درج تھے ا
پتے کی جگہ صرف پاکیشیا کے دارالحکومت کا نام درج تھا۔ نام تھا ڈا

قاضی۔ لیکن کاٹلی پولیس نے اسے ڈاکٹر غازی پڑھا۔ یہ کنٹینر یہاں کی
ایک مقامی کمپنی ارشاد کارپوریشن کا تھا۔ سیٹھ ارشاد کو جب پتہ چلا
تو وہ ڈر گیا۔ وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بھی واقف تھا اور اس کے
ذریعے مجھ سے بھی۔ اس نے مجھے درمیان میں ڈالا تاکہ وہ خود گرفتار
نہ ہو جائے۔ میں نے چیف کو رپورٹ دی تو چیف نے ڈاکٹر غازی
کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن ڈاکٹر غازی کا کہیں پتہ نہ چل
سکا۔ اس دوران کیپٹن شکیل نے جب یہ واقعہ سنا تو اسے شک پڑ گیا
کہ یہ ڈاکٹر غازی نہیں بلکہ ڈاکٹر قاضی تھا۔ چنانچہ میں نے ٹائیگر کے
ذمہ لگایا کہ وہ ڈاکٹر عاشق اور ڈاکٹر رابرٹ سے معلومات حاصل
کرے۔ اس نے بتایا کہ رات کو میٹرو کلب میں ڈاکٹر عاشق اور ڈاکٹر
رابرٹ کو نامعلوم افراد نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے اور پھر ٹائیگر
نے مارنے والوں کا سراغ لگایا اس طرح وہ کرسٹن روز تک پہنچ گیا۔
چنانچہ میں نے اسے کرسٹن روز کو اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچانے کا
کہا۔ وہاں کرسٹن روز کو دھمکایا گیا تو اس نے ساری تفصیل بتا
دی۔ اس طرح یہ کیس مکمل ہو گیا۔ میں نے چیف کو رپورٹ
دے دی اور رانا ہاؤس سے یہاں آ گیا تاکہ کیپٹن شکیل کی منت
سماجت کر کے اسے چیک میں حصہ دار بننے سے باز رکھ سکوں"۔
عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیس کیسے مکمل ہو گیا عمران صاحب۔ ڈاکٹر قاضی اور
اس کا فارمولا۔ اس کا کیا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"چیف نے بتایا ہے کہ وہ پہلے معلوم کرے گا کہ اس فارمولے کی اہمیت کیا ہے اگر قومی سطح پر اس کی کوئی اہمیت ہوئی تو پھر ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی واپسی کا کوئی اقدام کرے ورنہ نہیں اور اگر کرے گا تو ظاہر ہے اس کا چیک علیحدہ ملے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو یہ تھا سارا چکر۔ خاصی پیچیدہ پلاننگ کی گئی ہے ورنہ اگر وہ ڈاکٹر قاضی کو ایسے اغوا کر لیتے تو شاید کسی کو بھی پتہ نہ چلتا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ڈاکٹر عاشق صاحب پلاننگ بنانے کے ماہر تھے۔ چنانچہ پلاننگ بن گئی۔ ویسے اگر کیپٹن شکیل کی ہمسائی ہلاک ہو جاتی تو معاملہ ختم ہو جاتا۔ اس کے بچ جانے سے صورت حال بگڑ گئی اور پھر یہ ان کی بد قسمتی کہ کیپٹن شکیل اس کا ہمسایہ تھا"...... عمران نے جواب دیا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"بعض اوقات قدرت اس طرح کام کرتی ہے کہ چھپی ہوئی چیز بھی خود بخود آشکار ہو جاتی ہے"...... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کس قسم کا پروگرام"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"وہ لنچ کی میزبانی کرنے کا"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لنچ کی میزبانی۔ کیا مطلب"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"عمران صاحب کو جب میں نے بتایا کہ صفدر صاحب آ رہے ہیں اور ہم اکٹھے لنچ کریں گے تو عمران صاحب نے کہا کہ اس طرح تو وہ بن بلائے مہمان بن گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ مہمان نہ بنیں میزبان بن جائیں۔ ہم دونوں مہمان بن جاتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم چیک میں سے حصہ وصول کرنے پر ... لیکن وہ بیچارہ چیک تو اس قابل ہی نہیں ہے کہ مجھ اکیلے کو لنچ کرا سکے۔ وہ تین آدمیوں کو کیسے لنچ کرا سکے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ یہ تو بتائیں کہ آپ کو کتنی رقم کا چیک ملتا ہے جو آپ ہر ... چھوٹا چیک چھوٹا چیک کی گردان کرتے رہتے ہیں"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا بتاؤں۔ بتاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ وہ تمہارا کنجوس ... اسے لکھتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ بس چار ہندسے ڈال دیتا ہے ... پر اور معاملہ ختم"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چار ہندسے یعنی زیادہ سے زیادہ نو ہزار نو سو ننانوے کا چیک ملتا ہے۔ یہ تو واقعی انتہائی کم رقم ہے۔ میں اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ جو چیف اپنے ممبرز پر اس قدر اعتماد کرتا ہو کہ اس

نے کبھی ان سے نہ پوچھا ہو کہ وہ اخراجات کتنے کرتے ہیں ا
تنخواہ بھی دیتا ہو۔ وہ آپ کو دس ہزار بھی نہ دے۔ یہ ممکن
نہیں "۔ صفدر نے کہا۔

" وہ۔ وہ دراصل صفروں کی تو کوئی اہمیت نہیں ہوتی نا
عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" تو یوں کہیں ناں کہ ساتھ صفریں بھی ہوتی ہیں پھر بھی
اسے چھوٹا چیک کہتے ہیں "...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" آغا سلیمان پاشا تو صفروں کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ اب
میں کیا کروں۔ وہ صفریں ہٹا کر باقی چیک کو تسلیم کرتا ہے
عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دو
ہنس پڑے۔

" تو پھر سلیمان صفروں والی رقم کا کیا کرتا ہے "...... صفدر
ہنستے ہوئے کہا۔

" صفریں بینک میں جمع کرا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ صفر میں
جا کر صفر ہو جاتی ہے "...... عمران نے جواب دیا اور صفدر اور کیپ
شکیل دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

" چلیں آپ میزبان نہ بنیں۔ آج مجھے میزبان بننے دیں "۔ صا
نے کہا۔

" واہ۔ نیکی اور پوچھ پوچھ "۔ عمران نے فوراً ہی کہا اور وہ دونو
مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تو عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

ڈاکٹر قاضی کرسی پر بیٹھا آنکھیں بند کئے کسی گہری سوچ میں تھا
اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور اس نے چونک کر آنکھیں
ال دیں۔ دروازے سے برانک ایک مشین گن سے مسلح آدمی
ت اندر داخل ہو رہا تھا۔

ہیلو ڈاکٹر قاضی۔ خوب عیش ہو رہے ہیں "...... برانک نے
سکراتے ہوئے کہا اور سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ اس
ے ساتھ آنے والا مسلح آدمی اس کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔ مشین
اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔

تمہارے سامنے ہو رہا ہے جو کچھ ہو رہا ہے "...... ڈاکٹر قاضی
ے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

ابھی ایک ہفتے میں تو کچھ دن باقی رہتے ہیں ڈاکٹر قاضی میں اس
ے ایا ہوں کہ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ تم نے یہاں سے فرار ہونے

کی دو مرتبہ کوشش کی ہے۔ میں تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ ا
سے ہماری اجازت کے بغیر تمہاری روح تو شاید چلی جائے تم بھ
نہیں جا سکتے اور تمہیں بہر حال یہ کام ہماری مرضی کے مطابق کر
گا۔ تمہیں یہ ڈھیل اس لئے دی جا رہی ہے کہ تم بہر حال سا
دان ہو اور ہم سائنس دانوں کی قدر کرتے ہیں“۔۔۔ برانک
یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

”تم کیا کر سکتے ہو۔ مجھے ہلاک کر دو گے تو کر دو۔ مجھ پر تشدد
گے تب بھی یہی نتیجہ نکلے گا“۔۔۔ ڈاکٹر قاضی نے منہ بناتے ہ
کہا۔

”تمہاری بیماری کا علاج ہمارے ڈاکٹروں نے تلاش کر لیا
ڈاکٹر قاضی اس لئے تمہیں دو انجکشن لگیں گے اور تمہاری یہ بی
دور ہو جائے گی۔ اس کے بعد تم تشدد سے ہلاک نہیں ہو گے
تشدد کے علاوہ بھی ہمارے پاس بے شمار طریقے موجود ہ
تمہارے ذہن کو بھی کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور تمہارے ذہن
موجود باقی فارمولے کو بھی مشینری کی مدد سے حاصل کیا جا
ہے“۔۔۔ برانک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم یہ کوشش بھی کر کے دیکھ لو۔ میں ذہنی طور پر تو مفلو
جاؤں گا تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ میں نے کچی گولیاں
کھیلیں“۔۔۔ ڈاکٹر قاضی نے کہا۔

”ڈاکٹر قاضی۔ تمہیں اپنے متعلق بہت غلط فہمی ہے۔ اگر

ایسی بھجوا دیا جائے جہاں تم سے بیگار لی جائے تو تم ایک دن
ہی جو کری بھول جاؤ گے۔ بہر حال تم نے یہ کام کرنا ہے چاہے
طرح بھی کرو۔ اگر تم اپنی خوشی سے کرو گے تو تمہیں منہ مانگا
انعام بھی دیا جائے گا اور تمہاری زندگی بھی بچ جائے گی ورنہ جو
ہارے ساتھ ہو گا اس کی ذمہ داری بھی بہر حال تم پر ہی ہو گی“۔
انک نے کہا۔

”کیا تم مجھے پاکیشیا میں اپنے ایک دوست سے رابطہ کرنے دو
گے۔ میری وہاں جائیداد ہے اور دوسرے اہم مسائل بھی ہیں۔ میں
سے یہ سب بتانا چاہتا ہوں“۔۔۔ ڈاکٹر قاضی نے کہا۔

”سوری ڈاکٹر قاضی۔ اب بیرونی دنیا سے تمہارا رابطہ ختم ہو چکا
ہے۔ اب تو یہ رابطہ اس وقت بحال ہو گا جب اے پی ایس تیار ہو
اس سے پہلے نہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہیں شاید یہ خیال ہو
پاکیشیا میں تمہاری وزارت سائنس والے، انٹیلی جنس یا پولیس
ہارے اغوا کا کھوج لگا کر یہاں تک پہنچ جائے گی تو اس خیال کو
سے نکال دو۔ وہاں تمہارے اغوا میں ملوث افراد کو ہلاک کر دیا
ہے۔ اب کسی کو بھی معلوم نہیں کہ تم کہاں غائب ہو گئے ہو
کوئی کسی طرح بھی سراغ لگا سکتا ہے“۔۔۔ برانک نے جواب
دیتے کہا۔

”وہ عورت جو مجھے کوٹھی پر چھوڑنے آئی تھی کیا وہ تمہاری ایجنٹ
“۔۔۔ ڈاکٹر قاضی نے کہا۔

"ہمارے وہاں آدمی موجود ہیں۔ انہوں نے یہ ساری کارروا
ہے اور وہ عورت اور دوسرے تمام لوگ جو اس معاملے میں
بھی طرح ملوث تھے ہلاک ہو چکے ہیں"...... برانک نے جواب
"کیا وہ لیبارٹری جس میں اے پی ایس نے مکمل ہونا
جزیرے کراٹ میں ہے"...... ڈاکٹر قاضی نے کہا۔
"نہیں۔ وہ یہاں نہیں ہے اور نہ ہی تمہیں بتایا جا سکتا ہے
کہاں ہے۔ جب تم رضامند ہو جاؤ گے تو تمہیں بے ہوش
وہاں پہنچا دیا جائے گا"...... برانک نے کہا۔
"اور اگر میں رضامند نہ ہوں تب"...... ڈاکٹر قاضی نے کہ
"تب تمہیں ہلاک کر کے سمندر میں پھینک دیا جائے گا
شارک مچھلیاں تمہاری لاش کو کھا جائیں گی"...... برانک نے
سادہ سے لہجے میں کہا۔
"دیکھو برانک یہ بات طے سمجھو کہ میں کسی مجرم تنظیم
کام نہیں کر سکتا۔ تم جو چاہے کرو۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے
تو بہرحال ایک ہی بار ہے۔ میں مر جاؤں گا اور بس"...... ڈاک
نے کہا۔
"اوکے۔ ایک ہفتہ گزر جائے پھر تم سے بات ہو گی"۔
نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکا
ڈاکٹر قاضی نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ جب کافی دیر
تو اس نے آنکھیں کھولیں اور کرسی سے اٹھ کر وہ بھی درواز

بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر کمرے سے ملحقہ باتھ روم
طرف بڑھ گیا۔ اس نے باتھ روم کا دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر
کھول دیا۔ اس کے بعد اس نے کموڈ کے ساتھ منسلک ٹینکی کے
پیچ کھولے اور ٹینکی اتار کر ایک طرف رکھ دی۔ ٹینکی کے پیچھے
کھودی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ ڈاکٹر قاضی نے ٹینکی کھول کر اس
اندر موجود ایک پلاسٹک کا لفافہ نکالا اور اس میں سے ایک بتی
اس نے اس کھدی ہوئی جگہ کے اندر رکھی اور پھر جیب سے
نکال کر اس نے اس بتی کے سرے کو آگ لگا دی۔ بتی کا سرا اس
سلگنے لگا جیسے اگر بتی جلتی ہے۔ چند لمحوں بعد ہلکا سا دھماکہ ہوا
اس کے ساتھ ہی کھلا ہوا حصہ یکلخت غائب ہو گیا۔ اب وہاں
کافی بڑا سوراخ نظر آ رہا تھا۔ ڈاکٹر قاضی نے اس سوراخ میں سے
دوسری طرف نکالا تو اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔
طرف خالی زمین تھی اور دور سے سمندر کا پانی نظر آ رہا تھا۔
قاضی نے اپنا سر واپس کھینچا اور پھر اس ٹینکی کا ڈھکن بند کر کے
اس سوراخ کے نیچے رکھا اور پھر اس ٹینکی پر دونوں ہاتھ رکھ
اس نے دونوں ٹانگیں موڑیں اور دھڑ اس سوراخ سے دوسری
نکال کر اس نے آہستہ آہستہ خود بھی دوسری طرف گھسنا
کر دیا۔ وہ مسلسل زور لگاتا رہا۔ پھر جب اس کے کاندھے اس
کے اندر چلے گئے تو اس نے دونوں بازوؤں کو سیدھا کر دیا
مسلسل زور لگاتا رہا۔ چند لمحوں بعد وہ اس سوراخ سے دوسری

طرف نکل کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ تیزی سے آ
اور کنارے کی طرف جانے لگا۔ دور دور تک کوئی آدمی نظر نہ آ
ساحل کے قریب پہنچ کر وہ درختوں کی اوٹ لے کر تیزی سے
طرف کو بڑھتا چلا گیا اور پھر دور سے اسے ایک گھاٹ سا نظر
جہاں دو موٹر بوٹس موجود تھیں اور چند آدمی بھی نظر آ رہے تھے
قاضی ایک اونچی جھاڑی کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس نے برا
شناخت کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ چار آدمی تھے جن میں وہ
بھی موجود تھا جو اس کے ساتھ آیا تھا۔ ڈاکٹر قاضی خاموش بی
تھوڑی دیر بعد برانک اپنے مسلح ساتھی کے ساتھ ایک موٹر بو
بیٹھا اور موٹر بوٹ ساحل سے دور ہونے لگ گئی جبکہ تین آد
کھڑے رہے۔ پھر وہ بھی مڑے اور تیزی سے اس طرف کو
جدھر عمارت تھی۔ ڈاکٹر قاضی خاموش بیٹھا رہا۔ ایک مو
وہاں موجود تھی۔ جب یہ تینوں آدمی اس کی نظروں سے غا
گئے تو وہ جھاڑی کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے اس موٹر بو
طرف بڑھتا چلا گیا۔ برانک کی موٹر بوٹ سمندر میں کہیں غا
چکی تھی۔ ڈاکٹر قاضی آہستہ سے موٹر بوٹ میں اترا اور اس نے
دیا۔ موٹر بوٹ آہستہ آہستہ ساحل سے دور ہونے لگی۔ ڈاکٹ
نے انجن سٹارٹ نہیں کیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ موٹر بوٹ ہوا
سے ساحل سے کچھ دور نکل جائے پھر وہ انجن سٹارٹ کرے گا
معلوم تھا کہ اس کی گمشدگی کا پتہ اس وقت لگے گا جب وہ لوگ

ھانا دینے آئیں گے۔ اس سے پہلے نہیں۔ اس لئے وہ پوری طرح
مطمئن تھا۔ جب موٹر بوٹ کچھ دور آ گئی تو اس نے اس کا انجن
ٹارٹ کیا اور موٹر بوٹ تیزی سے سمندر میں آگے بڑھنے لگی۔ اس
نے دیکھ لیا تھا کہ برانک کی موٹر بوٹ کس رخ پر گئی ہے۔ اس نے
اپنی موٹر بوٹ کا رخ اس کی مخالف سمت پر رکھا تھا۔ وہ موٹر بوٹ کو
پوری رفتار سے دوڑاتا ہوا سمندر میں آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا کہ
اچانک موٹر بوٹ کا انجن ایک جھٹکے سے بند ہو گیا۔ ڈاکٹر قاضی اس
الت چونک پڑا۔ اس نے فیول ڈائل پر نظر ڈالی تو اس کے ہونٹ
ھنچ گئے۔ فیول ختم ہو چکا تھا۔ ٹینک میں معمولی سا فیول تھا اور ڈاکٹر
اضی نے پہلے اس کی طرف توجہ ہی نہ دی تھی۔ اب وہ بے بس ہو
ا تھا۔ موٹر بوٹ کھلے سمندر میں تھی اور وہ کراٹ جزیرہ بھی اب
ظروں سے اوجھل ہو گیا تھا اور دور دور تک بس پانی ہی پانی نظر آ رہا
ھا۔ ڈاکٹر قاضی بے اختیار موٹر بوٹ کے عرشے پر بیٹھ گیا۔ اب وہ
ائے اس کے اور کیا کر سکتا تھا۔ اب تو دو صورتیں تھیں کہ یا تو وہ
طرح موٹر بوٹ میں بھوکا پیاسا ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے گا یا پھر
وہ لوگ اسے تلاش کرتے ہوئے آ جائیں گے اور اسے پکڑ کر لے
ئیں گے۔

"کچھ بھی ہو میں کسی مجرم تنظیم کے لئے کام نہیں کر سکتا۔"
ڈاکٹر قاضی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ موٹر بوٹ سمندری لہروں پر اپنی
ی سے تیرتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر قاضی اٹھا اور

بوٹ کے نیچے بنے ہوئے کیبن میں آگیا۔ اس کا خیال تھا کہ
ہنگامی ضرورت کے لئے پٹرول کا ذخیرہ موجود ہو لیکن کیبن خا
البتہ کیبن میں ایک بیڈ ضرور موجود تھا۔ ڈاکٹر قاضی اس بیڈ پ
گیا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے اپنے آپ کو مکمل
خدا کے سپرد کر دیا تھا اور پھر نجانے کتنا وقت گزر را تھا کہ اس
کانوں میں دور سے پرندوں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ بے اختیا
کر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے عرشے پر آیا تو اس کی آ
میں بے اختیار چمک سی آگئی۔ موٹر بوٹ ایک چھوٹے سے جز
کی طرف خود بخود بڑھی چلی جا رہی تھی اور جزیرے پر رہنے
پرندے موٹر بوٹ کے اوپر اڑ رہے تھے۔ جزیرہ گھنے درختوں سے
ہوا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد موٹر بوٹ جزیرے کے ساحل پر پہنچ
ڈاکٹر قاضی نے موٹر بوٹ کو ایک چٹان کے ساتھ باندھا اور جز
پر چڑھ گیا۔ وہ ابھی تھوڑا ہی آگے بڑھا ہو گا کہ اچانک کسی دا
سے کوئی چیز اس پر جھپٹی اور ڈاکٹر قاضی کے حلق سے بے اختی
نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے
کے اندر کوئی خوفناک بم پھٹ پڑا ہو اور اس کے احساسات
لمحے کے ہزارہویں حصے میں تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو
بلیک زیرو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔
"عمران صاحب۔ وہ فارمولا تو بے حد اہم ہے۔ اسے تو لازماً
واپس لانا چاہئے"...... سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔
"رپورٹ مل گئی ہے"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"جی ہاں۔ یہ دیکھئے"...... بلیک زیرو نے ایک فائل عمران کے
امنے رکھتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے فائل کھولی اور
اے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔
"اوہ۔ واقعی یہ تو انتہائی اہم فارمولا ہے۔ انتہائی مؤثر دفاع ہے
ے تو واقعی واپس لانا ہو گا۔ شوگران نے اسے تیار کرنے کی حامی
ہر لی ہے"...... عمران نے کہا۔
"شوگران کے سائنس دانوں نے تو اس کے بارے میں صحیح

رپورٹ دی ہے ورنہ یہاں کے سرکاری افسروں نے تو اسے دراہ
گھاس ہی نہ ڈالی تھی"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبا
میں سرہلایا اور فائل بند کر کے اس نے اسے میز پر رکھ دیا۔

"اب پہلے اس کاراکاز کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا ہو
گی"...... عمران نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈا
کرنے شروع کر دیئے۔

"ٹیل سٹار"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنا
دی۔

"پاکیشیا سے سپیشل ممبر پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں
عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا ا
عمران سمجھ گیا کہ وہ کمپیوٹر پر اس کا نام وغیرہ اور ممبر شپ چیک
رہی ہو گی۔

"یس سر۔ فرمائیے سر"...... چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز سنا
دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"یورپ سیکشن سے ملاؤ۔ کون ہے اس سیکشن کا انچارج
عمران نے پوچھا۔

"سیکشن انچارج جناب کرابلے ہیں"...... دوسری طرف سے
گیا۔

"پہلے تو پال رچمنڈ انچارج تھا۔ وہ کہاں ہے"...... عمران ۔

پوچھا۔

"ان کا دو ہفتے پہلے انتقال ہو گیا ہے جناب"...... دوسری طرف
سے کہا گیا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ ویری سیڈ۔ کیا ہوا تھا اسے وہ تو خاصا صحت مند تھا"۔
عمران نے کہا۔

"ہارٹ اٹیک سے انتقال ہوا ہے"...... دوسری طرف سے کہا
گیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ کرابلے صاحب سے بات کراؤ"۔ عمران
نے کہا۔

"ہیلو۔ کرابلے بول رہا ہوں۔ یورپ سیکشن انچارج"...... چند
لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مسٹر کرابلے۔ آپ کو بتا دیا گیا ہو گا کہ میرا نام پرنس آف
ڈھمپ ہے اور میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں اور سپیشل ممبر ہوں۔
آپ سے پہلے اس سیکشن کے انچارج پال رچمنڈ تھے جو میرے بہت
اچھے دوست تھے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے اور اب
آپ اس سیکشن کے انچارج ہیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

"پرنس۔ پال رچمنڈ میرا بھی بہترین دوست تھا۔ مجھے بھی اس کی
بے وقت موت پر بے حد افسوس ہے اور وہ آپ کا ذکر بھی کرتا رہتا
تھا اس لئے میں آپ سے نام کی حد تک واقف ہوں۔ آپ بے فکر

رہیں میں پال رچمنڈ سے زیادہ آپ کی خدمت کروں گا"...... کرا
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر کرابلے۔ اس بات کا بے حد شکریہ۔ میں نے کاٹلی کی ایک
بین الاقوامی مجرم تنظیم کاراکاز کے بارے میں معلومات حاصل کر
ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو پرنس۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد ہی کرا
کی آواز سنائی دی۔

"فی الحال تو لائن پر ہوں البتہ اگر آپ کی خاموشی طویل ہو جا
تو شاید لائن سے کسی نقطے پر مجھے جانا پڑتا"...... عمران
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سوری سر۔ دراصل میں اس شعبے میں نیا ہوں اس لئے
کمپیوٹر سے مدد لینی پڑتی ہے۔ کاراکاز کے بارے میں آپ کس ٹائ
کی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... کرابلے نے کہا۔

"پہلے اس کی مختصر سی ہسٹری بتا دیں اس کے بعد اس کا دا
کار۔ یہ کس چیز کو ڈیل کرتی ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"
عمران نے جواب دیا۔

"کاراکاز تنظیم صرف چار سال پہلے سامنے آئی ہے اور اس
سامنے آتے ہی اسلحے کی بین الاقوامی سمگلنگ پر مکمل گرفت حاصل
لی ہے اور کافی پہلے سے کام کرنے والی طاقتور تنظیموں کا اس

ا. کر دیا ہے۔ صرف اسلحہ کا کام کرتی ہے اور پوری دنیا میں اس کا
ا حکومت کے باغیوں کو فروخت ہوتا ہے البتہ یہ بھی معلوم ہوا
ہے کہ کاراکاز خود بھی اسلحہ تیار کرتی ہے اور اس کے لئے اس نے
لیبارٹریاں اور فیکٹریاں قائم کی ہوئی ہیں لیکن ان لیبارٹریوں اور
فیکٹریوں میں انتہائی حساس اسلحہ تیار ہوتا ہے جو یہ حکومتوں کو بھی
سپلائی کرتی ہے۔ اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں حتمی طور پر
معلوم نہیں ہو سکا البتہ کہا جاتا ہے کہ اس کا ہیڈ کوارٹر کاٹلی کے
قریب بحیرہ روم کے کسی خفیہ جزیرے میں ہے۔ اس کے چیئرمین
اور بورڈ آف گورنرز ہیں جو خفیہ ہیں"...... کرابلے نے جواب دیا۔

"برانک نامی آدمی کا تعلق اس تنظیم سے بتایا جاتا ہے جس کا
کاٹلی کے دارالحکومت ماکیہ میں جیولری کا کاروبار ہے اور برانک
جیولرز کے نام پر اس نے ادارہ قائم کر رکھا ہے۔ کیا اس کے بارے
میں آپ کے پاس معلومات ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ برانک کاراکاز کا سیکشن چیف ہے۔ یہ سیکشن اٹیمک
اسلحہ سیکشن کہلاتا ہے۔ برانک نے بحیرہ روم کے ایک جزیرے
ارات میں اپنا خفیہ سیکشن ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا ہے۔ وہ ماکیہ میں
بہت کم نظر آتا ہے"...... کرابلے نے جواب دیا۔

"اس برانک سیکشن کے تحت لیبارٹری کہاں ہے"...... عمران
نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اس بارے میں ہمارے پاس معلومات ہیں۔ اٹیمک

اسلحہ سیکشن کی چار لیبارٹریاں ہیں جن میں سے سب سے ب
لیبارٹری بھی بحیرہ روم کے ایک جزیرے جس کا نام کوماٹو ہے،
قائم ہے۔ اس کی اس قدر سخت حفاظت کی جاتی ہے کہ کہا جاتا
کہ اس جزیرے کے گرد بیس بیس میل تک کوئی زندہ جاندار سمن
یا فضا میں داخل نہیں ہو سکتا"...... کرابلے نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رس
رکھ دیا۔

"ڈاکٹر قاضی کو یقیناً اس برانک سیکشن نے ہی اغوا کرایا ہے ا
یہ فارمولا اور ڈاکٹر قاضی دونوں یا تو کراٹ جزیرے پر ہوں گے یا
کوماٹو جزیرے پر۔ ذرا اس علاقے کا تفصیلی نقشہ لے آؤ"...... عمرا
نے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور لائبریری
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا ا
تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آو
سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں سرداور"...... عمران نے انتہائی سنجی
لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیا بات ہے۔ خیریت ہے۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک
ہے"...... دوسری طرف سے یکلخت انتہائی پریشان سے لہجے میں پو
گیا۔

"اگر طبیعت خراب ہوتی تو کسی سائنس دان کی بجائے کسی
الز لو فون کرتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ شکر ہے کہ تم نے یہ بات کر کے میرے ذہن سے بوجھ
تار دیا ہے ورنہ یقیناً مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ تم یا تو سرے سے
ران ہی نہیں ہو یا پھر شدید بیمار ہو۔ تمہاری سنجیدہ آواز اور سنجیدہ
ات ادمی کو پریشان کر دیتی ہے"...... سرداور نے طویل سانس لیتے
ے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن جب میں اپنے القابات اور ڈگریوں سمیت تعارف کراتا
ں تو پھر آپ خود مجھے روک دیتے ہیں۔ اب میں نے سوچا کہ
نس دان اور پھر سائنس دان بھی وہ جو اپنے سر سمیت ہو اس کا
ت واقعی بے حد قیمتی ہوتا ہے کیونکہ کچھ معلوم نہیں کہ کس وقت
ائب ہو جائے اس لئے سنجیدگی سے بات کی جائے تو آپ خود
شان ہو جاتے ہیں"...... عمران نے کہا تو اس بار سرداور بے
تیار ہنس پڑے۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ جب تم مذاق کرتے ہو تو دل
ا ہے کہ تم سنجیدہ ہو جاؤ اور جب تم سنجیدہ ہوتے ہو تو یوں لگتا
جیسے کسی اجنبی سے بات ہو رہی ہے۔ بہرحال اب بتاؤ کہ مسئلہ
ے"...... سرداور نے کہا۔

"ایک مسئلہ ہو تو بتاؤں سرداور بس یوں سمجھیے پورا مسائلستان
...... عمران دوبارہ اپنی پٹڑی پر چڑھ رہا تھا۔

"بس بس۔ مسائلستان کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے، سب سے اہم مسئلہ ہو وہ بتاؤ"...... سرداور نے اسے روکتے ہو کہا۔

"ڈاکٹر قاضی صاحب ایک سائنس دان ہیں جو نیشنل لیبار میں کام کرتے ہیں۔ کیا آپ ان سے واقف ہیں"...... عمران پوچھا۔

"ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ میرا شاگرد ہے۔ پہلے چار میرے پاس کام کرتا رہا ہے۔ پھر وہ ایک خاص پراجیکٹ پر کام چاہتا تھا چنانچہ میں نے اسے خود نیشنل لیبارٹری بھجوا دیا تھا۔ ا ذہین اور دلیر آدمی ہے۔ کیوں کیا ہوا ہے اسے"...... سرداور نے

"آپ کے اس شاگرد رشید کو کس قسم کی عورتیں پسند تھیں عمران نے کہا۔

"یہ کیا بکواس ہے۔ کیا اب تمہیں حفظ مراتب کا بھی خیال رہا کہ تم نے مجھ سے اس قسم کی بیہودہ باتیں شروع کر دی ہیں سرداور واقعی عمران کے فقرے پر بری طرح بگڑ گئے تھے۔

"آئی ایم سوری سرداور۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ کا ا چھوڑ دوں۔ آپ کا احترام تو میرے دل میں ہے اور میں آپ سے بیہودہ بات کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا لیکن جو کچھ میں نے پوچھ اس کا ڈاکٹر قاضی اور اس کے مستقبل سے بڑا گہرا تعلق ۔ عمران نے کہا۔

میری سمجھ میں تمہاری بات نہیں آئی۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ داور نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر قاضی ایک خاص قد وقامت اور ایک اص جسمانی تناسب رکھنے والی عورتوں کا دیوانہ ہے اور ایسی رتوں سے دوستی کی خاطر وہ اپنے فارمولے اور ملکی وقار تک سب بھول جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

اوہ نہیں۔ یہ سب غلط ہے اور بہتان ہے اس پر۔ وہ تو حد درجہ ف ادمی ہے۔ انتہائی شریف النفس آدمی ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا نفسیاتی طور پر پسندیدگی کا کوئی خاص معیار اس کے ذہن میں ہو۔ ن اس کے کردار پر قطعاً کوئی جھول نہیں ہے اور نہ ہی وہ ملکی وقار داکر سکتا ہے"...... سرداور نے کہا۔

ڈاکٹر قاضی اٹیمک پروجیکشن سسٹم پر کام کر رہا تھا۔ کیا آپ کو ہے"...... عمران نے کہا۔

ہاں اور اس پراجیکٹ پر کام کرنے کے لئے اسے میں نے نیشنل ٹری شفٹ کر دیا تھا۔ میرے ساتھ اس بارے میں اکثر وہ ں کرتا رہتا تھا۔ اس نے فارمولا تیار کر لیا تھا لیکن چند معاملات بارے میں وہ ابھی تحقیق کر رہا تھا۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ ولا مکمل ہوتے ہی وہ مجھے دکھائے گا لیکن تم یہ سب کچھ کیوں ہ رہے ہو"...... سرداور نے کہا۔

ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم نے اسے اغوا کر لیا ہے اور اس کا

فارمولا بھی لے گئی ہے جو اس نے کسی بینک لاکر میں رکھا تھا۔ ا
اغوا اور فارمولا لے جانے میں ایک عورت کو استعمال کیا گیا ہے
اسی بات پر پہلے میں نے کہا تھا اور جس پر آپ ناراض ہو گئے تھے
میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ کیا ڈاکٹر قاضی اس مجرم تنظیم کے
کام کرنے پر آمادہ ہو جائے گا یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہرگز نہیں۔ سو فیصد گارنٹی کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ وہ مر
قبول کرے گا لیکن کسی مجرم تنظیم کے لئے کام نہیں کرے گا۔
اس کا مزاج سمجھتا ہوں۔ ویسے میں اسے اکثر کہتا تھا کہ اگر وہ سا
دان نہ ہوتا تو یقیناً وہ سیکرٹ ایجنٹ ہوتا کیونکہ وہ حد درجہ دلیر
بہادر آدمی ہے۔ وہ اپنی جان پر کھیل کر بھی ایسے کام کر سکتا ہے
بظاہر کوئی سائنس دان نہیں کر سکتا"...... سرداور نے کہا۔

"لیکن مجرم اس پر تشدد کر کے بھی اسے اپنے ساتھ شامل کر
ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات تو میں بتانا بھول گیا کہ اسے بچپن سے ہی ا
خاص بیماری ہے جس کا طبی نام تو بہت لمبا چوڑا ہے البتہ اس
ہوتا یہ ہے کہ جیسے ہی اس پر تشدد کیا جائے حتیٰ کہ ایک تھپڑ بھی
جائے تو اس کے خون کی کیمیائی ساخت بدلنے لگ جاتی ہے ا
اسے سنبھالا نہ جائے تو وہ ہلاک بھی ہو سکتا ہے۔ سکول میں ایک
ایک ٹیچر نے اسے تھپڑ مار دیا تو وہ مرنے کے قریب ہو گیا تھا۔
ہسپتال بھجوایا گیا اور بڑی مشکل سے اس کی جان بچی تھی۔ اگر

علاوہ اگر اسے ذہنی شاک بھی پہنچ جائے تب بھی اس کا یہی حشر ہوتا
ہے اس لئے اس پر تشدد کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وہ تو فوراً
ہلاک ہو جائے گا"...... سرداور نے کہا۔

"اوکے۔ میں یہ ساری باتیں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ چیف کو
بتا سکوں۔ وہ ابھی اس فیصلے پر نہیں پہنچ رہے کہ کیا اس فارمولے
اور ڈاکٹر قاضی کو واپس لایا جانا پاکیشیا کے حق میں ہے یا نہیں"۔
عمران نے کہا۔

"یہ فارمولا پاکیشیا کے لئے بے حد اہم ہے۔ پاکیشیا کو کافرستان
اور اسرائیل کی طرف سے ہر لمحے ایٹمی حملے کا خطرہ رہتا ہے اگر یہ
سسٹم یہاں لگ گیا تو اس خطرے سے ہمیشہ کے لئے نجات مل
جائے گی اور مجھے معلوم ہے کہ اس فارمولے پر یہاں پاکیشیا میں کام
نہیں ہو سکتا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر شوگران سے بات کی جائے
تو وہ ضرور اس پر کام کرنے کے لئے رضامند ہو جائے گا"...... سرداور
نے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور
رکھ دیا۔ بلیک زیرو اس دوران نقشہ لے کر واپس اپنی کرسی پر بیٹھ
چکا تھا۔

"تو آپ ابھی تک تذبذب میں تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ کہیں اس ڈاکٹر قاضی کو اس کی
اسی کمزوری کی بنیاد پر وہاں مجرم بلیک میل نہ کر لیں اور اس سے

مکمل فارمولا تیار کرا لیں کیونکہ اگر ڈاکٹر قاضی خود ان کے
شامل ہو گیا تو پھر ہمارے لئے فارمولے کا حصول اور اسے شو
میں تیار کرنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا اور ایسی صورت میں اس
میں وقت ضائع کرنا فضول ہو گا لیکن سرداور نے ڈاکٹر قاضی
بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ
قاضی کسی صورت بھی مجرموں کا ساتھ نہیں دے گا اس لئے ا
کام کرنا ہے بلکہ انتہائی تیزی سے کرنا ہے کہ کہیں مجرم ڈاکٹر قا
تشدد کر کے اسے ہلاک نہ کر بیٹھیں"...... عمران نے کہا اور
زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔ عمران نے نقشہ کھولا اور اس پر
گیا۔ اس نے میز پر رکھے ہوئے سٹینڈ سے سرخ رنگ کا بال پوا
نکالا اور پھر اس نے مختلف جگہوں پر سرخ دائرے ڈالنے شرو
دیئے۔

"یہ کاٹلی ہے اور یہ ہے اس کا دارالحکومت ماکیہ، اور یہ ہے
کراٹ اور یہ جزیرہ کوماٹو ہے"...... عمران نے نشانات کی
اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ جہاں تک میرا خیال ہے بحیرہ رو
اس علاقے میں تو بے شمار چھوٹے بڑے جزیرے ہیں ان میں
دو جزیرے تو کافی بڑے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ان
جزیروں کے صرف نام اپنے ساتھ اٹیچ کئے ہوں جبکہ اصل لیبار
وغیرہ چھوٹے اور غیر اہم جزیروں پر بنائی گئی ہوں تاکہ حکومتی ا

ارروائی کریں تو ان جزیروں پر کریں اس طرح وہ ناکام رہیں گے"۔
بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ آئیڈیا۔ واقعی ایسا ہی ہو گا لیکن بہرحال ہمیں ان
جزیروں پر جانا تو ہو گا تب ہی کلیو مل سکے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان
میں سے کس جزیرے پر ریڈ کیا جائے۔ کراٹ پر یا کوماٹو پر"۔ عمران
نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کوماٹو پر۔ جہاں لیبارٹری ہے۔ ڈاکٹر قاضی کو
لامحالہ اسی لیبارٹری میں رکھا گیا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اتنی بڑی تنظیم کوئی کام اندھا دھند انداز میں نہیں کر سکتی۔
انہوں نے لامحالہ ڈاکٹر قاضی کے بارے میں تمام معلومات حاصل کی
ہوں گی اس لئے ہو سکتا ہے کہ اسے جزیرہ کراٹ میں رکھ کر اس کی
نفسیاتی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جا رہی ہو اور پھر اسے
لیبارٹری میں شفٹ کیا جائے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر بیک وقت ان دونوں جزیروں پر کارروائی کی جانی چاہئے"۔
بلیک زیرو نے کہا۔

"ہونہہ۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن دوسرے گروپ کی
سربراہی کسے سونپی جائے"...... عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کیپٹن شکیل زیادہ بہتر رہے گا۔ وہ نیوی میں
رہا ہے اس لئے وہ اس علاقے میں زیادہ اچھی سربراہی کر لے گا"۔
بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ ایک منٹ۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ ایک بار باتوں با
میں کیپٹن شکیل نے بتایا تھا کہ نیوی کی اعلیٰ ٹریننگ کے لئے
حکومت پاکیشیا نے اسے یورپ بھیجا تھا تو کیپٹن شکیل نے
علاقے پر بھی اپنا تحقیقی مقالہ لکھا تھا اور وہ کئی ماہ اس علاقے میں
تھا"...... عمران نے کہا۔

"پھر تو وہ زیادہ اچھی طرح کام کر سکے گا"...... بلیک زیرو
کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ کیپٹن شکیل کو اکیلا بھیجا جائے کیو
انتہائی تیز رفتار مشن دن میں شو ہی ہو سکتا ہے"...... عمران
کہا۔

"لیکن کیپٹن شکیل وہاں کیا کرے گا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم الٹا
سے ہاتھ دھو بیٹھیں"...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے
میں کہا۔

"نہیں۔ کیپٹن شکیل میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں اور جس طر
جوزف کے حواس جنگل میں پہنچتے ہی عام سطح سے زیادہ کام کر
لگتے ہیں اس طرح کیپٹن شکیل بھی سمندر کا جوزف ہے۔ او
ٹھیک ہے۔ کیپٹن شکیل اکیلا کوماٹو جائے گا اور میں باقی ساتھیو
کے ساتھ کراٹ"...... عمران نے اچانک فیصلہ کن لہجے میں کہا
اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کر
شروع کر دیئے۔

"کیپٹن شکیل بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی کیپٹن
شکیل کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن شکیل کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

"ڈاکٹر قاضی کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے
مطابق انہیں کانلی کی ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کاراکاز نے اغوا
کیا ہے اور جس لیبارٹری میں ان کے فارمولے پر کام ہونا ہے وہ بحیرہ
روم کے ایک جزیرے کوماٹو میں ہے۔ ڈاکٹر قاضی کے بارے میں جو
معلومات حاصل ہوئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ انتہائی بااصول
اور محب وطن آدمی ہیں۔ وہ ایک خاص بیماری میں بھی مبتلا ہیں جس
کی وجہ سے اگر ان پر تشدد کیا جائے تو وہ ہلاک بھی ہو سکتے ہیں اس
لئے ان کی اور فارمولے کی فوری بازیابی ضروری ہے اس لئے میں
نے فیصلہ کیا کہ تمہیں اکیلے مشن دیا جائے کیونکہ عمران نے مجھے
رپورٹ دی ہے کہ تم اس علاقے سے بخوبی واقف ہو۔ کیا تم اکیلے
اس مشن پر کام کرنے کے لئے تیار ہو"...... عمران نے مخصوص لہجے
میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ میں اکیلا زیادہ تیز رفتاری سے
مشن مکمل کر سکوں گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"عمران کا خیال ہے کہ تم اکیلے کام نہیں کر سکو گے لیکن مجھے
یقین ہے کہ تمہارے اندر ایسی صلاحیتیں ہیں کہ تم اکیلے زیادہ بہتر

کام کر سکو گے"...... عمران نے کہا۔

"میں آپ کے اعتماد پر پورا اتروں گا باس"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"او کے۔ پھر یہ مشن تمہارا ہے۔ میں تمہیں ایک ہفتہ دے رہا ہوں اپنا لائحہ عمل خود تیار کر لو۔ مجھے ایک ہفتے کے اندر اندر ڈاکٹر قاضی اور اس کا فارمولا چاہئے"...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"عمران اور دوسرے ممبرز کو میں اس تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرنے کے لئے بھیج رہا ہوں جبکہ تمہارے ذمہ ڈاکٹر قاضی اور فارمولا کی بازیابی ہو گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آخر آپ کیپٹن شکیل کو اس مشن پر بھیجنے پر کیوں مصر ہیں" بلیک زیرو نے کہا۔

"جتنا میں اپنے ساتھیوں کو جانتا ہوں اتنا تم نہیں جانتے بلیک زیرو۔ ڈاکٹر قاضی اور فارمولے کی فوری بازیابی انتہائی ضروری ہے اور مجھے یقین ہے کہ دو آدمیوں کی نسبت کیپٹن شکیل اکیلا زیادہ تیز رفتاری سے کام کرے گا۔ وہ کسی بھی لحاظ سے کسی طرح کم نہیں ہے اور ویسے بھی جب کوئی اکیلا آدمی کام کر رہا ہو تو پھر وہ فوری فیصلہ کرتا ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر

ہلا دیا۔ عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"صفدر، تنویر اور صالحہ کو کارا کاز تنظیم کے خلاف مشن کے لئے تیار ہو جانے کا کہہ دو اور خود بھی تیار ہو جاؤ۔ عمران تمہیں لیڈ کرے گا اور وہی تمہیں اس بارے میں تفصیلات بھی بتائے گا"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ لیکن کیپٹن شکیل کو کیوں ڈراپ کیا گیا ہے۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کیپٹن شکیل کو اکیلے علیحدہ مشن پر بھیج دیا گیا ہے۔ وہ ڈاکٹر قاضی اور اس کے فارمولے کی بازیابی کے مشن پر کام کرے گا جبکہ تم اور تمہارے ساتھی کارا کاز تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ بھی کریں گے اور اگر ضرورت پڑے گی تو کیپٹن شکیل کی امداد بھی کریں گے لیکن چونکہ میں ڈاکٹر قاضی اور فارمولے کی فوری بازیابی چاہتا ہوں اس لئے کیپٹن شکیل کو خصوصی طور پر علیحدہ بھجوا دیا گیا ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا

ہوا تھا۔

"کیپٹن شکیل کو کہہ دو کہ وہ مجھ سے مل لے۔ میں اسے ہدایات دے دوں گا۔ میں اب فلیٹ پر جا رہا ہوں"...... عمران کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی برانک نے جو ایک میز کے پیچھے اونچی ت کی ریوالونگ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

یس"...... برانک نے تیز لہجے میں کہا۔

ہیڈ کوارٹر سے کال ہے۔ آپ وہاں بات کریں"...... دوسری ف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

اوکے"...... برانک نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ کر میز کی از کھولی اور اس میں سے سرخ رنگ کا فون پیس نکالا اور اس کا ٹینا باہر نکال کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

ہیلو۔ اے اے ون"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ از سنائی دی۔

برانک بول رہا ہوں"...... برانک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اوکے۔ ہولڈ آن کرو۔ چیف باس تم سے براہ راست بات کرنا

چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"برانک بول رہا ہوں چیف"...... برانک نے انتہائی مؤد
لہجے میں کہا۔

"اے پی ایس کے سلسلے میں کیا پوزیشن ہے"...... چیف
پوچھا۔

"ڈاکٹر قاضی کا فارمولا نامکمل ہے اور بغیر ڈاکٹر قاضی
رضامندی کے وہ مکمل نہیں ہو سکتا اور ڈاکٹر قاضی رضامند نہیں
رہا۔ اس پر تشدد بھی نہیں ہو سکتا ورنہ وہ ہلاک ہو جائے گا اس
ابھی تک تو معاملہ لٹکا ہوا ہے"...... برانک نے جواب دیا۔

"مشینی ذرائع استعمال کرو"...... چیف نے کہا۔

"اس سے فائدے کی بجائے نقصان ہو گا کیونکہ جو طبی رپو
ہے اس کے مطابق اس کے ذہن کو شاک لگتے ہی وہ ماؤف ہو جا
گا اور ہمیشہ کے لئے یہ فارمولا بیکار ہو جائے گا"...... برانک نے

"تو پھر تم نے اس کا کیا حل سوچا ہے۔ اگر وہ رضامند نہ
تب"...... چیف نے کہا۔

"میں نے اسے ایک ہفتہ دیا ہے جس میں سے ابھی تین
رہتے ہیں۔ اگر وہ ایک ہفتے کے بعد رضامند نہ ہوا تو میں نے فی
کیا ہے کہ اسے لیبارٹری میں لے جا کر اس کے جسم کا مکمل
تبدیل کراؤں گا۔ گو اس میں اس کی جان جانے کا رسک تو ہے

اگر یہ کام ہو گیا تو پھر ہم اس سے اپنی مرضی سے کام لے سکیں
گے"...... برانک نے کہا۔

"یہ کام فوری طور پر کرو کیونکہ ہیڈ کوارٹر کو اطلاع ملی ہے کہ
پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈاکٹر قاضی اور اس کے فارمولے کے سلسلے
میں کام کر رہی ہے۔ پاکیشیا سے ہمارے ایجنٹوں نے اطلاع دی ہے
اور وہاں تمہارا خاص آدمی کرسٹن روز جس کے ذریعے تم نے ڈاکٹر
قاضی کو اغوا کیا ہے وہ اچانک غائب ہو گیا ہے اور اس کی لاش تک
دستیاب نہیں ہو سکی۔ اس کے علاوہ وزارت سائنس نے اس
فارمولے کے سلسلے میں خصوصی رپورٹ تیار کر کے پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے چیف کو بھیجی ہے اور اس کے ساتھ ایک اور اہم رپورٹ
بھی ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے
خطرناک ترین ایجنٹ علی عمران نے جو اپنے آپ کو پرنس آف
ڈھمپ بھی کہتا ہے ٹیل سٹار کارپوریشن سے کاراکاز کے بارے میں
اور خاص طور پر تمہارے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں"۔
چیف نے کہا۔

"تو کیا ٹیل سٹار کے پاس ہمارے بارے میں معلومات موجود
تھیں"...... برانک نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ ہمیں ڈاج دیا گیا تھا کہ معلومات کمپیوٹر سے واش کر دی
گئی ہیں لیکن دراصل ایسا نہیں کیا گیا تھا بلکہ اسے جنرل کمپیوٹر سے
واش کر کے سپیشل کمپیوٹر میں فیڈ کر دیا گیا تھا۔ پرنس آف ڈھمپ

چونکہ ٹیل سٹار کا سپیشل ممبر ہے اس لئے اسے یہ معلومات مہیا
دی گئیں۔ ہمارے آدمیوں کو اتفاقاً اس بات کا علم ہوا تو انہوں
یورپ سیکشن کے انچارج کرالبے کو پکڑ لیا اور پھر اس نے زبردست
تشدد کے بعد زبان کھول دی کہ اس نے پرنس آف ڈھمپ کو کیا
معلومات مہیا کی ہیں اور پرنس آف ڈھمپ نے خصوصی طور
تمہارے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں اور پھر اسے تمہار
جیولری والے کاروبار کے بارے میں بھی بخوبی علم تھا۔ اس کرال
نے بتایا ہے کہ اس نے اسے کراٹ اور کوماٹو دونوں جزیروں
بارے میں بتا دیا ہے اس لئے لامحالہ یہ ان دونوں جزیروں پر ر
کریں گے اور یہ بھی بتا دوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو انتہا
خطرناک سیکرٹ سروس سمجھا جاتا ہے۔ ان کے بڑے بڑے کارنا
ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم ڈاکٹر قاضی کو رضامند کرتے رہ جاؤ اور وہ ا
اور فارمولے کو لے اڑیں"...... چیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے چیف۔ میں ابھی اسے لیبارٹری بھجوا کر کام شرو
کرا دیتا ہوں۔ اگر اس کا بلڈ کامیابی سے تبدیل ہو گیا تو ٹھیک و
وہ ہلاک تو بہرحال ہو جائے گا۔ پھر خالی فارمولا رہ جائے گا اس
بارے میں سوچ لیں گے"...... برانک نے کہا۔

"اور اب تم نے مکمل طور پر ہوشیار رہنا ہے۔ خاص طور
کراسونا جزیرے کو ریڈ الرٹ کر دو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ جزیرے
پہنچ جائیں اور لیبارٹری ہی اڑا دیں"...... چیف نے کہا۔

"اس کے بارے میں تو کسی کو علم ہی نہیں چیف۔ اس کے
[illegible] میں ریڈ الرٹ کا آرڈر دے دیتا ہوں اور کراٹ اور کوماٹو پر
[illegible] ریڈ الرٹ کر دیتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ اگر یہ ٹیم یہاں آئی
[illegible] صورت کامیاب نہ ہو سکے گی۔ برانک ان کے لئے موت کا
[illegible] ہی ثابت ہو گا"...... برانک نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
[illegible] ختم ہو گیا تو برانک نے فون آف کر کے اسے واپس میز کی دراز
[illegible] رکھا اور پھر میز پر موجود فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"[illegible] یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"[illegible] کراٹ کے انچارج لارسن سے بات کراؤ"...... برانک نے کہا
[illegible] رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا

"[illegible] یس"...... برانک نے کہا۔

"لارسن بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے لارسن کی
[illegible] سنائی دی۔

"[illegible] ڈاکٹر قاضی کو کوماٹو بھجوانے کا بندوبست کرو۔ میں اسے فوری
[illegible] وہاں بھجوانا چاہتا ہوں کیونکہ ہیڈ کوارٹر کا حکم ہے کہ فوری طور
[illegible] بی ایس پر کام شروع کیا جائے اور سنو پاکیشیا سیکرٹ سروس
[illegible] ڈاکٹر قاضی اور اس کے فارمولے کے سلسلے میں کام کر رہی
[illegible] اور انہیں کراٹ اور کوماٹو کے بارے میں معلومات مل گئی

ہیں۔ اس لئے تم پوری طرح ہوشیار ہو جاؤ اور ریڈ الرٹ آرڈر ج
کر دو"...... برانک نے کہا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو برانک نے کر
دبایا اور پھر جیسے ہی اس نے ہاتھ ہٹایا۔
"یس سر"...... اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔
"کراسونا لیبارٹری انچارج ڈاکٹر رچرڈ سے بات کراؤ"۔ برا
نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی ب
اس نے رسیور اٹھا لیا۔
"یس"...... برانک نے کہا۔
"ڈاکٹر رچرڈ سے بات کریں باس"...... دوسری طرف سے
گیا۔
"ہیلو ڈاکٹر رچرڈ۔ میں برانک بول رہا ہوں"...... برانک نے
لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ میں ڈاکٹر رچرڈ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف
مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔
"ڈاکٹر رچرڈ۔ میں ڈاکٹر قاضی کو کوماٹو بھجوا رہا ہوں اور وہاں
جیکب اسے تمہارے پاس پہنچا دے گا۔ آپ اس کے بلڈ تبدیلی کا
فوری طور پر شروع کر دیں کیونکہ ہیڈ کوارٹر سے اطلاع ملی ہے
پاکیشیا کے ایجنٹ ڈاکٹر قاضی اور اس کے فارمولے کی بازیابی
لئے کام کر رہے ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ ہم اس کی رضامندی

لہ میں ہی پڑے رہیں اور وہ اسے لے اڑیں"...... برانک نے کہا۔
"لیکن اس طرح ان کی جان کا رسک تو بہرحال رہے گا"۔ ڈاکٹر
رچرڈ نے کہا۔
"جو کچھ ہو گا، ہو تو جائے گا"...... برانک نے کہا۔
"ٹھیک ہے سر۔ جیسے آپ کا حکم۔ آپ اسے بھجوا دیں"۔ ڈاکٹر
رچرڈ نے کہا۔
"اوکے"...... برانک نے کہا اور ہاتھ مار کر کریڈل دبا دیا۔
"یس سر"...... اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔
"کراسونا کے انتظامی چیف بگ سے بات کراؤ"...... برانک نے
کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے
سیور اٹھا لیا۔
"یس"...... برانک نے کہا۔
"بگ بول رہا ہوں باس"...... ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔
"بگ۔ پاکیشیائی ڈاکٹر قاضی کو کوماٹو پہنچایا جا رہا ہے وہاں سے
یکب اسے تمہارے پاس بھجوائے گا تم اسے وصول کر کے فوری
طور پر ڈاکٹر رچرڈ تک پہنچا دینا۔ میں نے ڈاکٹر رچرڈ کو ہدایات دے
دی ہیں"...... برانک نے کہا۔
"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا
اور برانک نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور برانک
نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... برانک نے تیز لہجے میں کہا۔
"کراٹ سے لارسن کی کال ہے سر"...... سیکرٹری کی آواز سنا
دی۔
"لارسن کی کال۔ اوہ کیا مسئلہ ہے۔ کراؤ بات"...... برانک نے
چونک کر کہا۔
"ہیلو باس۔ میں لارسن بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر قاضی فرار ہو
ہے"...... دوسری طرف سے دہشت بھرے لہجے میں کہا گیا تو برا
بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔
"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ڈاکٹر قاضی فرار ہو گیا ہے۔ کہ
کیسے"...... برانک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔
"وہ چونکہ کمرے میں ہی رہتا تھا اس لئے کسی نے اس کی
نہیں کی۔ اس نے نجانے کس طرح اپنے ہاتھ کی نینکی اتار کر
کے عقب میں دیوار میں سوراخ کیا اور پھر وہ اس سوراخ سے نکل
اور ایمرجنسی موٹر بوٹ بھی غائب ہے حالانکہ ایمرجنسی موٹر
میں فیول بھی موجود نہ تھا۔ میں نے ہیلی کاپٹر بھجوا دیا ہے تاکہ
تلاش کیا جا سکے"...... لارسن نے کہا۔
"اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ ویری بیڈ۔ جلدی اسے
کرو اور فوری اگر وہ نہ ملا تو تم اور کراٹ پر موجود تمہارے
ساتھی موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے"...... برانک نے
ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا

"ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ"...... برانک نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔ اسے خود اپنی فکر پڑ گئی تھی کہ اگر ڈاکٹر قاضی نہ ملا تو
اید لوارٹر اس کے خلاف بھی ایکشن لے سکتا ہے۔
"یہ آخر کس طرح فرار ہو گیا۔ ویری بیڈ"...... برانک مسلسل
بڑبڑا رہا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور برانک نے تیزی
سے رسیور اٹھا لیا۔
"یس"...... برانک نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔
"کوماٹو سے جیکب بات کرنا چاہتا ہے"...... سیکرٹری کی آواز
سنائی دی۔
"کوماٹو سے۔ اوہ۔ کراؤ بات"...... برانک نے تیز لہجے میں کہا۔
"ہیلو باس میں جیکب بول رہا ہوں۔ کراٹ کی ایمرجنسی بوٹ
ے جزیرے پر پہنچ گئی ہے۔ اس میں ایک پاکیشیائی موجود تھا۔
ں نے اسے زیرو ایکس کے ذریعے بے ہوش کر دیا ہے۔ میں نے
ن سے بات کی ہے تو لارسن نے بتایا ہے کہ یہی ڈاکٹر قاضی ہے
ہ آپ نے میرے پاس بھجوانے کا کہا تھا۔ وہ کراٹ سے فرار ہو گیا
ا۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے آپ سے ابھی بات کی ہے اس لئے
ں نے مجھے کہا ہے کہ میں براہ راست آپ سے بات کر لوں"۔
ب نے کہا۔
"اوہ۔ تھینک گاڈ۔ یہ تو اچھا ہوا کہ وہ خود بخود تمہارے پاس پہنچ
۔ اگر وہ نہ ملتا تو پورا سیکشن موت کے گھاٹ اتر جاتا۔ تم ایسا کرو

کہ اسے فوری طور پر کراسونا بھجوادو۔ میں نے نگ کو کہہ دیا ہے"
برانک نے کہا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اور سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سائنس دان کے پیچھے
آرہی ہے اور اسے کراٹ اور کوماٹو کے بارے میں علم ہو گیا ہے
لئے وہ ان دونوں جزیروں پر ریڈ کریں گے تم ریڈ الرٹ کا اعلا
دو اور جو مشکوک آدمی نظر آئے اسے گولی سے اڑا دو"...... برا
نے کہا۔
"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو برانک نے کر
دبا دیا۔
"یس سر"...... سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔
"نگ سے بات کراؤ"...... برانک نے کہا اور رسیور رکھ
تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجی تو برانک نے رسیور اٹھالیا۔
"نگ بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے نگ کی
سنائی دی۔
"نگ۔ وہ سائنس دان ڈاکٹر قاضی کراٹ سے فرار ہو کر
پہنچ گیا ہے اس لئے اب اسے کوماٹو سے جیکب تمہارے پاس
گا"...... برانک نے کہا۔
"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو برانک نے
بار پھر کریڈل دبا کر ہاتھ اٹھالیا۔

یس سر"...... سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔
لارسن سے بات کراؤ"...... برانک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
ی دیر بعد گھنٹی کی آواز سنائی دی تو اس نے رسیور اٹھالیا۔
یس"...... برانک نے کہا۔
لارسن بول رہا ہوں باس"...... لارسن کی مؤدبانہ آواز سنائی

تم اور تمہارے تمام ساتھی موت سے بچ گئے ہیں لارسن۔ اگر
قاضی نہ ملتا تو ہو سکتا ہے کہ پورا جزیرہ ہی میزائلوں سے اڑا دیا
ائندہ محتاط رہنا۔ اس قسم کی کوتاہی ناقابل برداشت ہوتی ہے
ہو۔ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس ڈاکٹر قاضی کے پیچھے آرہی ہے
کراٹ کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے اس لئے وہ سیدھے یہاں
گے تم ریڈ الرٹ کر دو۔ کسی اجنبی کو کسی بھی حالت میں
ے تک زندہ نہیں پہنچنا چاہئے"...... برانک نے انتہائی سخت
ں کہا۔
یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا
نک نے رسیور رکھ دیا اور پھر میز پر اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل
گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس
لک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
ں"...... برانک نے کہا۔
اسونا سے ڈاکٹر رچرڈ بات کرنا چاہتے ہیں"...... سیکرٹری کی

مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"یس"...... برانک نے کہا۔
"ہیلو باس۔ میں ڈاکٹر رچرڈ بول رہا ہوں"...... دوسری
سے ڈاکٹر رچرڈ کی آواز سنائی دی۔
"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... برانک نے کہا۔
"ڈاکٹر قاضی ہلاک ہو گیا ہے سر۔ جیسے ہی خون کی تبدیلی
شروع کیا گیا وہ ختم ہو گیا"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔
"اوہ۔ ویری سیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا"...... برانک نے
مایوسانہ لہجے میں کہا۔
"مجبوری ہے باس۔ رسک تو بہرحال تھا"...... ڈاکٹر
کہا۔
"ٹھیک ہے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ اس کی لاش برقی
ڈال کر جلا دو"...... برانک نے کہا اور رسیور رکھ کر اس
دراز کھولی اور اس میں سے وہی سرخ فون نکال کر اس
ایریل کھینچا اور پھر بٹن پریس کر دیئے۔
"ہیلو۔ اے اے دن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی م
سنائی دی۔
"برانک بول رہا ہوں۔ چیف باس سے بات کراؤ"......
نے کہا۔
"اوکے۔ ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد چیف کی مخصوص بھاری آواز سنائی
ی۔
"سیڈ نیوز چیف۔ ڈاکٹر قاضی بلڈ ٹرانسفر کا عمل شروع ہوتے ہی
لاک ہو گیا ہے"...... برانک نے کہا۔
"اوہ۔ پھر تو اب یہ فارمولا بھی بیکار ہی ہو گیا"...... چیف نے
ہا۔
"بظاہر تو ایسا ہی ہے چیف۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر اس
سلسلے میں ہم سپیشل ریز لیبارٹری کے ڈاکٹر گراہم سے بات کریں تو
ھے یقین ہے کہ وہ اس کو مکمل کر سکتے ہیں"...... برانک نے کہا۔
"تمہارا مطلب ہے کہ فارمولا اسے بھجوا دیا جائے۔ لیکن وہاں
یلک پوائنٹ پر تو کام نہیں ہو سکتا"...... چیف نے کہا۔
"اگر وہ اس کو مکمل کرنے کی حامی بھر لیں تو پھر انہیں کراسونا
یبارٹری شفٹ کیا جا سکتا ہے"...... برانک نے کہا۔
"اس طرح وقت ضائع ہو گا۔ فارمولا اس وقت کہاں ہے"۔
یف نے پوچھا۔
"لیبارٹری انچارج ڈاکٹر رچرڈ کے پاس ہے"...... برانک نے
ہا۔
"اوکے۔ میں ڈاکٹر گراہم کو وہاں بھجوا دیتا ہوں۔ وہ دونوں مل
ہلس بھی کر لیں گے اور حتمی نتیجے کے بارے میں اطلاع بھی کر
یں گے"...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو

برانک نے فون آف کر کے اسے واپس میز کی دراز میں رکھا ا
سامنے کھلی ہوئی فائل بند کر کے اسے بھی اس نے دراز میں رکھ
کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر انتہائی مایوسی کے تا
نمایاں تھے کیونکہ ایک لحاظ سے اب تک کی اس کی ساری
ڈاکٹر قاضی کے ہلاک ہونے سے ضائع ہو گئی تھی۔

کیپٹن شکیل ایکریمی میک اپ میں کاٹلی کے ساحلی شہر راگو کے
ایک ہوٹل کے کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ پاکیشیا سے پہلے
کاٹلی کے دارالحکومت پہنچا تھا اور پھر وہاں سے چارٹرڈ طیارے کے
ذریعے یہاں پہنچا تھا۔ اسے یہاں آئے ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا۔
یہاں پہنچتے ہی اس نے لارڈ ہوٹل میں کمرہ بک کرایا اور پھر اس نے
انکوائری سے راگو کی ایک مچھلیاں پکڑنے والی مشہور فرم فش میک
کا نمبر لے کر وہاں سے گارٹ کے بارے میں معلوم کیا تو اسے بتایا
گیا کہ گارٹ نے پانچ سال پہلے اس فرم سے علیحدہ ہو کر اپنی علیحدہ
فرم بنا لی ہے جس کا نام بھی گارٹ کارپوریشن ہے۔ کیپٹن شکیل نے
اس کا نمبر لیا اور پھر وہاں فون کیا تو اسے بتایا گیا کہ گارٹ ایک گھنٹے
بعد آفس پہنچے گا اس لئے کیپٹن شکیل اب فون سامنے رکھے بیٹھا ہوا
تھا اور بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔ گارٹ اس کا پرانا دوست تھا اور اسے

اس سارے علاقے کا کیڑا کہا جاتا تھا اس لئے کیپٹن شکیل کو یقین
کہ کوماٹو کے بارے میں جو معلومات اسے گارٹ سے مل سکیں گی
کہیں اور سے مہیا نہ ہو سکیں گی اور یہ بات کیپٹن شکیل بھی سمجھتا
کہ وہ اس علاقے میں کافی طویل عرصے بعد آیا ہے اس لئے لامحالہ ا
سارے علاقے میں کافی تبدیلیاں بھی آ چکی ہوں گی اس لئے وہ گار
سے بات کر کے ہی آگے جانے کی پلاننگ کرنا چاہتا تھا۔ ایک با
اسے خیال آیا کہ وہ گارٹ کے دفتر چلا جائے لیکن پھر اس نے ار
بدل دیا تھا کیونکہ گارٹ سے اس کی ملاقات تقریباً آٹھ سال کے
ہوئی تھی اس لئے وہ چاہتا تھا کہ پہلے فون پر تفصیلی تعارف ہو جا
اس کے بعد وہ اس سے ملاقات کرے۔ ایک گھنٹہ گزر جانے کے
کیپٹن شکیل نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پر
کر کے اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گارٹ کارپوریشن"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے کیپٹن شکیل بول رہا ہوں۔ گارٹ سے با
کرنی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آپ نے پہلے بھی فون کیا تھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں اور آپ نے کہا تھا کہ گارٹ ایک گھنٹے بعد آئے گا اس لئے
اب ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کر رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے
کہا۔

"باس ابھی آئے ہیں۔ میں نے ان سے آپ کی کال کا ذکر کیا ہے

لیکن انہوں نے آپ کو پہچاننے سے انکار کر دیا ہے اور وہ اس وقت
بے حد مصروف ہیں اس لئے سوری"...... دوسری طرف سے کہا گیا
اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیپٹن شکیل نے کریڈل دبایا
اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گارٹ کارپوریشن"...... وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"محترمہ میں کیپٹن شکیل بول رہا ہوں۔ آپ گارٹ سے میری
براہ راست بات کرائیں ورنہ آپ اور گارٹ دونوں بے موت مارے
جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جب باس آپ کو پہچانتے نہیں ہیں تو آپ کیوں بات کرنے پر
اصرار کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے تلخ لہجے میں کہا گیا۔

"کیا اس نے آپ کو بات کرانے سے منع کر دیا ہے"۔ کیپٹن
شکیل نے سرد لہجے میں کہا۔

"منع تو نہیں کیا لیکن جب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"زیادہ ہوشیار بننے کی ضرورت نہیں ہے سمجھیں۔ آپ فوراً بات
کرائیں ورنہ آپ کا پورا آفس بھی میزائلوں سے تباہ ہو سکتا ہے۔
نانسنس"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ دھمکی دے رہے ہیں۔ مجھے پولیس کو کال کرنی پڑے
گی"...... دوسری طرف موجود لڑکی شاید ضرورت سے زیادہ ضدی
واقع ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا تھا۔ کیپٹن
شکیل نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اب اس نے گارٹ سے براہ

راست ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اس وقت وہ ایکریمیا میک اپ میں تھا اور گارٹ ظاہر ہے اسے پہچاننے سے انکار کر دے گا۔ وہ ایک بار پھر کرسی پر بیٹھا اور اس نے رسیور اٹھا کر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گارٹ کارپوریشن"...... وہی نسوانی آواز پھر سنائی دی۔

"چیف کمشنر اسکاٹ بول رہا ہوں۔ گارٹ سے بات کراؤ"۔ کیپٹن شکیل نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ کیپٹن شکیل نے چیف کمشنر اسکاٹ کا نام اخبار میں پڑھا تھا اس لئے اس نے باقاعدہ نام لے دیا تھا۔

"ہیلو۔ گارٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد گارٹ کی آوا سنائی دی۔

"بول نہیں رہے بکواس کر رہے ہو۔ سمجھے"...... کیپٹن شکیل نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا مطلب"...... گارٹ بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آج سے آٹھ سال پہلے جب باب گروپ نے تمہاری ٹانگیں توڑی تھیں اور وہ تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑنے کے در تھا تو اس وقت کیپٹن شکیل نے نہ صرف ان کا مقابلہ کر کے انہیں بھگا دیا تھا بلکہ تمہیں ہسپتال لے جا کر تمہاری جان بھی بچائی تم

..اج تم نے کیپٹن شکیل کو پہچاننے سے ہی انکار کر دیا ہے۔ بات ..نا بھی تمہیں گوارا نہیں ہے"...... اس بار کیپٹن شکیل نے اپنے ..صل لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا۔ اوہ۔ اوہ۔ تو تم ہو کیپٹن شکیل۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ..یں نے اپنے ذہن پر بڑا زور دیا تھا لیکن مجھے یاد نہ آیا تھا۔ آئی ایم ..وری کیپٹن۔ میں تمہارا احسان مند ہوں۔ میں کیسے وہ وقت بھول ..سکتا ہوں۔ کہاں سے بات کر رہے ہو۔ پاکیشیا سے"...... یکلخت ..گارٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب احسان جتانا نہیں تھا۔ صرف تمہیں یاد دلانا تھا۔ ..تمہاری وہ سیکرٹری تو حد درجہ ضدی لڑکی ہے۔ میں نے اسے کہا تھا ..بات کرا دے لیکن اس نے میری ایک نہیں سنی"...... کیپٹن ..شکیل نے کہا۔

"آئی ایم سوری۔ رئیلی سوری کیپٹن۔ آئی ایم رئیلی ویری ..وری"...... گارٹ نے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ..ہوئے کہا۔

"میں مائیکہ سے ہی بول رہا ہوں۔ اب بولو کیا ملنا پسند کرو گے یا ..نہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں نے معافی مانگ لی ہے۔ لیکن تمہاری ناراضگی ..نہیں گئی۔ کہاں موجود ہو تم۔ میں خود وہاں آجاتا ہوں"...... گارٹ نے کہا۔

"نہیں۔ میں خود تمہارے آفس آجاتا ہوں اگر تم کچھ وقت دے
دو۔ میں نے تم سے انتہائی ضروری باتیں کرنی ہیں اور یہ سن لو
میں میک اپ میں ہوں اور اس وقت ایکریمی ہوں اور میرا نام را
ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ آفس آجا
کاؤنٹر پر اپنا نام راجر لے دینا تمہیں مجھ تک پہنچا دیا جائے گا"۔ دوسر
طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ شکریہ۔ میں آرہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا ا
رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد
ٹیکسی میں بیٹھا گارٹ کارپوریشن کے آفس کی طرف بڑھا چلا جا
تھا۔ گارٹ کارپوریشن کا آفس ایک چار منزلہ کمرشل پلازہ کی تیسر
منزل پر تھا۔ ٹیکسی نے اسے پلازہ پر اتار دیا تو کیپٹن شکیل لفٹ
ذریعے تیسری منزل پر پہنچا تو اس پوری منزل میں گارٹ کارپوریش
کے ہی آفس تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ گارٹ کارپوریشن کا کارو
خاصا وسیع ہے۔ ایک دروازے پر گارٹ کا نام اور منیجنگ ڈائریکٹر
نیم پلیٹ موجود تھی۔ کیپٹن شکیل نے دروازے کو دھکیل کر کھ
اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے آخری کو
میں شیشے کا دروازہ تھا جس پر منیجنگ ڈائریکٹر کی نیم پلیٹ موجود تھی
اس کے پاس ہی بیضوی کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک نوجوان لڑ
بیٹھی ہوئی تھی۔ کمرے میں صوفے اور کرسیاں رکھی ہوئی تھیں

مرد اور عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ کیپٹن شکیل کاؤنٹر کی طرف
ھتا چلا گیا۔

"میرا نام راجر ہے اور میں نے گارٹ سے ملنا ہے"...... کیپٹن
شکیل نے ایکریمی لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ باس آپ کے منتظر ہیں۔ تشریف لے جائیں"۔
لی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا
لہ وہ آواز سے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جس نے بطور
کیپٹن شکیل اس کی گارٹ سے بات کرانے سے ہی انکار کر دیا تھا
ن اس وقت وہ چونکہ ایکریمی تھا اس لئے اس نے اس سے اس
ن پر کوئی بات نہ کی اور خاموشی سے آگے بڑھا اور دروازہ کھول
اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے انتہائی شاندار انداز
جایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے گارٹ بیٹھا ہوا تھا۔ اس
رسیور کان سے لگایا ہوا تھا۔ شاید سیکرٹری نے اسے راجر کی آمد کی
لاع دی تھی۔ گارٹ نے بجلی کی سی تیزی سے رسیور رکھا اور پھر
ر وہ میز کی سائیڈ سے نکل کر دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور کیپٹن شکیل
اس طرح چمٹ گیا جیسے صدیوں کا بچھڑا ہوا اپنوں سے ملتا ہے۔

"ارے ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو"...... کیپٹن شکیل نے ہنستے
ہوئے کہا۔

"کیپٹن۔ میں شرمندہ ہوں۔ میں تمہیں پہچان نہ سکا تھا۔ کاش
ہوتا۔ میں اپنے ضمیر سے شرمندہ ہوں۔ تم مجھے معاف کر

دو"۔ گارٹ نے عجیب سے لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل ہنس پڑا۔
"اوکے ۔ معاف کیا۔ اب تو مجھے چھوڑ دو"...... کیپٹن شکیل
ہنستے ہوئے کہا تو گارٹ پیچھے ہٹ گیا اور پھر اس نے انتہائی گرمج
انداز میں مصافحہ کیا۔
"آؤ ادھر۔ علیحدہ کمرے میں بیٹھتے ہیں۔ میں نے سیکرٹری
کر تمام ملاقاتیں منسوخ کر دی ہیں"...... گارٹ نے کہا اور
کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر اندرونی دروازے سے گزر کر ایک
کمرے میں آ گیا جو اپنی ساخت کے اعتبار سے ساؤنڈ پروف تھا اور
کے لحاظ سے سٹنگ روم دکھائی دیتا تھا۔
"ہاں ۔ اب بتاؤ پہلے کیا پینا پسند کرو گے"...... گارٹ نے کہا
"جوس"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو گارٹ نے ا
میں سر ہلا دیا اور پھر وہاں موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے کہ
جوس لانے کا کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ایک با
نوجوان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں جوس کے دو
بڑے گلاس موجود تھے ۔ اس نے ایک گلاس کیپٹن شکیل کے
اور دوسرا گارٹ کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا
"ہاں ۔ اب کھل کر بتاؤ کہ یہ کیا سلسلہ ہے۔ کیوں تم
اپ میں ہو"...... گارٹ نے کہا۔
"پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا اسلحہ سپلائی کرنے والی تنظیم کارا
کیا تعلق ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو گارٹ بے اختیار

میرا تعلق اور کاراکاز سے ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کیپٹن ۔ وہ مجرم
م ہے اور میں نے کبھی کسی مجرم تنظیم کا ساتھ نہیں دیا۔ میں
ہمیشہ فیئر ڈیل کی ہے"...... گارٹ نے کہا تو کیپٹن شکیل نے
بان بھرا سانس لیا۔
گڈ۔ اب اصل بات بتاتا ہوں۔ میرا تعلق پاکیشیا کی ایک
ں سے ہے۔ کاراکاز کا کوئی برانک سیکشن ہے جس کے تحت
ل ضیرہ روم میں دو جزیرے کراٹ اور کومانو ہیں۔ انہوں نے
یا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر قاضی کو اس کے ایک انتہائی اہم
لے سمیت اغوا کر لیا ہے اور میں نے ڈاکٹر قاضی کو بھی واپس
جانا ہے اور اس کے فارمولے کو بھی۔ میرے پاس صرف ایک
ہ ہے۔ اس لئے تم کھل کر بتاؤ کہ تم اس سلسلے میں میری کوئی
ر سکتے ہو یا نہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
اوہ۔ لیکن کیپٹن یہ دونوں جزیرے تو واقعی برانک اور اس کے
وں کے قبضے میں ہیں اور وہاں تو حفاظت کے انتہائی سخت ترین
امات ہیں۔ جزیرے پر جانا تو ایک طرف جزیرے کے قریب کسی
لسی کشتی اور کسی موٹر بوٹ کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ
ا سے بغیر کوئی نوٹس دیئے تباہ کر دیتے ہیں۔ کاٹلی حکومت میں
ان کے آدمی موجود ہیں اس لئے حکومت بھی ان کے خلاف کوئی
ئی نہیں کرتی اور یہ لوگ تو کھلے عام سب کچھ کرتے رہتے ہیں۔

تم وہاں کیسے جاؤ گے"...... گارٹ نے کہا۔

"جو کچھ بھی ہو میں نے بہرحال وہاں جانا ہے اور وہاں اپنا مشن
بھی مکمل کرنا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن دونوں جزیرے تو علیحدہ ہیں۔ تم کس جزیرے پر
گے"...... گارٹ نے کہا۔

"کوماٹو جزیرے پر۔ کیونکہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ان
لیبارٹری اسی جزیرے پر ہے اور لامحالہ ڈاکٹر قاضی کو بھی وہیں
گیا ہو گا اور اس کا فارمولا بھی وہیں موجود ہو گا"...... کیپٹن
نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم جوس پیو۔ میں آرہا ہوں"...... گارٹ نے کہا
اٹھ کر اپنے آفس کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل
سپ کرتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد گارٹ واپس آگیا۔

"مجھے اچانک یاد آگیا تھا کہ کوماٹو جزیرے پر ایک آدمی
طویل عرصے تک کام کرتا رہا ہے۔ اس کی اکلوتی بیٹی مارسیلا بھی
کے ساتھ رہی ہے۔ پھر مارسیلا کی شادی کوماٹو جزیرے کے کسی
سے ہو گئی لیکن پھر جھگڑا ہوا تو اس آدمی نے ٹوتھی کو ہلاک
اور مارسیلا وہاں موجود کسی ہمدرد کی وجہ سے وہاں سے فرار ہو
میں کامیاب ہو گئی۔ بعد میں اس آدمی نے اسے طلاق دے
اسے قتل کرنے کی کئی بار کوشش کی گئی لیکن مارسیلا نے
تک اپروچ کر لی اور پھر برانک کی مداخلت سے اس کی جان

بچی اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ آئندہ کوماٹو جزیرے پر نہیں جائے گی۔
تب سے مارسیلا نے یہاں ایک کلب میں ملازمت کر لی ہے۔
میری اس سے کئی بار ملاقات ہوئی ہے۔ وہ انتہائی دلیر اور بہادر لڑکی
ہے اور اس نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ وہ اس آدمی سے ہولناک
انتقام لے گی لیکن ظاہر ہے وہ اکیلی کچھ نہیں کر سکتی اور یہاں کار اکاز
کے خلاف کام کرنے کا کوئی تصور ہی نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ مجبوراً
خاموش ہے۔ میں نے اسے بلایا ہے اگر وہ تمہارے ساتھ جانے پر
آمادہ ہو گئی تو تمہیں نہ صرف بہترین گائیڈ مل جائے گا بلکہ ایک
ساتھی بھی۔ باقی انتظامات خفیہ طور پر میں کر دوں گا"۔ گارٹ
نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے
بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی جس نے جینز اور شرٹ پہنی
ہوئی تھی اندر داخل ہوئی۔ لڑکی خاصی خوبصورت تھی اور چہرے
مہرے کی مخصوص بناوٹ سے ہی وہ دلیر اور باہمت دکھائی دیتی تھی۔

"آؤ مارسیلا۔ یہ میرا بہترین دوست ہے راجر۔ اور راجر یہ مارسیلا
ہے جس کے بارے میں تمہیں میں نے بتایا ہے"...... گارٹ نے
اٹھتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ رسمی فقرات کی
ادائیگی کے بعد وہ تینوں بیٹھ گئے۔

"تم نے کہا ہے کہ میرے انتقام لینے کا موقع آگیا ہے۔ کیا
مطلب ہوا اس بات کا"...... مارسیلا نے گارٹ سے مخاطب ہو کر

"تم اپنے سابقہ شوہر سے انتقام لینا چاہتی ہو اور راجر
کو ماٹو پر ایک کام ہے۔ اگر تم راجر کی مدد کرنے کا وعدہ کرو
طرح تم اور راجر مل کر اپنے اپنے کام سرانجام دے سکتے ہو"۔
نے کہا۔

"مسٹر راجر کو وہاں کیا کام ہے"...... مارسیلا نے انتہائی
ہوتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ کیا تم اپنا انتقام لینا چاہتی ہو یا نہیں۔
تفصیل سے بات ہو سکے گی"...... گارٹ نے کہا۔

"بالکل لینا چاہتی ہوں۔ میرا تو ایک ایک لمحہ انتظار میں
ہے کہ میں جیکب کی گردن اپنے ہاتھوں سے کاٹوں لیکن میں
انداز میں وہاں جا کر خود مرنا نہیں چاہتی اس لئے تم پہلے مجھے
بتاؤ"...... مارسیلا نے کہا۔

"مس مارسیلا آپ حلف دیں کہ اگر آپ تفصیل معلوم
کے بعد بھی میرا ساتھ نہ دینا چاہیں تو آپ یہ راز لیک آؤٹ
کریں گی"...... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں حلف دیتی ہوں۔ گارٹ مجھے اچھی طرح جانتا
ایسی لڑکی نہیں ہوں"...... مارسیلا نے جواب دیا۔

"تو پھر سنو۔ میں اس وقت میک اپ میں ہوں۔ میرا
کیپٹن شکیل ہے اور میرا تعلق پاکیشیا کی ایک سرکاری
ہے۔ گارٹ میرا بہت پرانا دوست ہے۔ برانک سیکشن

نے ایک سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر قاضی ہے پاکیشیا سے اغوا
رایا ہے اور ساتھ ہی ایک انتہائی قیمتی فارمولا بھی لے آئے ہیں۔
میں نے ڈاکٹر قاضی کو بھی واپس لے جانا ہے اور فارمولا بھی اور مجھے
اطلاع ملی ہے اس کے تحت برانک سیکشن کی لیبارٹری کو ماٹو
زیرے پر ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ فارمولا وہیں ہو گا اور ڈاکٹر
اضی بھی"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو مارسیلا کے چہرے پر انتہائی
ت کے تاثرات ابھر آئے۔

"لیکن تم اکیلے وہاں جا کر کیا کرو گے۔ وہاں تو پوری فوج کچھ
یں کر سکتی۔ ان لوگوں کے حفاظتی انتظامات اس قدر سخت ہیں کہ
ئی آدمی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا"...... مارسیلا نے انتہائی
ت بھرے لہجے میں کہا۔

"مارسیلا۔ بعض اوقات جو کام پوری فوج نہیں کر سکتی وہ اکیلا
ی کر لیتا ہے اور حفاظتی انتظامات تو بہرحال ہوتے ہی ہیں۔ ان
ظامات کی اگر ہم لوگ پرواہ کرتے رہیں تو پھر ہم مشن کیسے مکمل
کتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو کیا پاکیشیا ایسا غریب ملک ہے کہ اس کے پاس ایک ہی
نٹ ہے"...... مارسیلا نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کی کارکردگی پوری دنیا
تی ہے اور اس بات سے تم خود اندازہ لگا سکتی ہو کہ اس کام کے
انہوں نے مجھ اکیلے پر اعتماد کیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن تمہیں غلط اطلاع ملی ہے۔ لیبارٹری ک
میں نہیں ہے بلکہ ایک اور جزیرے کراسونا میں ہے۔ میری
عمر کوماٹو میں گزری ہے اور میں کوماٹو جزیرے کے انچارج جیکہ
بیوی رہی ہوں اس لئے مجھ سے زیادہ یہ بات اور کون جان
ہے" ...... مارسیلا نے کہا۔
"تو پھر تم مجھے کراسونا کے بارے میں تفصیلات بتا دو۔
وہاں چلا جاتا ہوں" ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"نہیں۔ اس جزیرے پر کوئی نہیں جا سکتا۔ اسے موت کا جزیرہ
جاتا ہے اس جزیرے کے گرد دس بحری میل تک سمندر کی تہہ
لے کر آسمان تک جزیرے کے اوپر انتہائی طاقتور ہلاکت خیز شعاعوں
کا جال بنا ہوا ہے۔ یہ شعاعیں نظر نہیں آتیں اور نہ ہی ان شعاعوں
کو کسی طرح ختم کیا جا سکتا ہے۔ یہ انتہائی جدید ترین ایجاد
کاراکاز کے سائنس دانوں کی ایجاد ہے۔ وہ انہیں ڈیتھ ریز کہتے
یہ چوبیس گھنٹے مسلسل قائم رہتی ہیں۔ کوئی انسان، کوئی جا
پرندہ حتیٰ کہ مچھلیاں تک ان شعاعوں کو کراس نہیں کر سکتیں
جیسے ہی کوئی چیز ان شعاعوں سے ٹکراتی ہے اس کے جسم کے
اڑ جاتے ہیں۔ کوئی ٹھوس مادہ ان سے ٹکراتا ہے تب بھی اس
حشر ہوتا ہے۔ وہاں داخلہ ناممکن ہے اور اگر داخل ہو جائے ت
نہیں آ سکتا" ...... مارسیلا نے کہا۔
"لیکن لیبارٹری میں بہرحال انسان کام کرتے ہیں۔ ا

ضروریات کا سامان، سائنسی سامان وغیرہ تو وہاں بھیجا ہی جاتا ہوگا اور
لوگ بھی وہاں آتے جاتے رہتے ہوں گے۔ یہ سب کس طرح ہوتا
ہے" ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"اس کے لئے انہوں نے کوماٹو جزیرے سے کراسونا تک ایک
مخصوص راستہ سمندر کے اندر بنایا ہوا ہے۔ یہ کسی خاص مادے کی
بنی ہوئی بڑی سی ٹنل ہے جسے کسی صورت بھی نہ توڑا جا سکتا ہے اور
نہ کاٹا جا سکتا ہے۔ یہ ٹنل اتنی بڑی ہے کہ اس میں پورا ٹرک گزر
جاتا ہے۔ بس یہی ٹنل ہی کراسونا اور بیرونی دنیا کے درمیان رابطے
کا واحد ذریعہ ہے لیکن اس ٹنل کے اندر خصوصی انتظامات ہیں۔
باقاعدہ کمپیوٹر نصب ہیں جن میں آنے جانے والوں کے سائنسی
لائف فیڈ ہیں اس لئے صرف وہی لوگ اسے کراس کر سکتے ہیں۔
غلط آدمی تو دوسرا سانس بھی نہیں لے سکتا۔ ٹنل کے دہانوں پر بھی
مسلح لوگ موجود رہتے ہیں" ...... مارسیلا نے جواب دیا۔
"تمہارا مطلب ہے کہ یہ جزیرہ ناقابل تسخیر ہے اور مجھے واپس چلا
جانا چاہئے" ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"میرا تو خیال یہی ہے کہ تم خواہ مخواہ اپنی جان ضائع نہ کرو"۔
مارسیلا نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔
"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ میں واپس جانے کے لئے نہیں آیا۔ اس
لئے میں نے بہرحال اپنا مشن مکمل کرنا ہے البتہ تم سے درخواست
ہے کہ تم ان باتوں کو لیک آؤٹ نہ کرنا" ...... کیپٹن شکیل نے

کہا۔

"لیکن تم وہاں جا کر کیا کرو گے۔ کوماٹو جزیرے پر قریباً ڈیڑ
کے قریب مسلح افراد ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ ٹنل تم کراس
کر سکتے۔ کراسو ناتک تم نہیں پہنچ سکتے تو پھر تم کیا کرو گے"۔ ما
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اپنا مشن مکمل کرنا ہے اور بس۔ باقی رہے یہ حر
وقت آنے پر خود بخود ان کے توڑ بھی سامنے آجاتے ہیں اور ان
خاتمے کے وسائل بھی۔ تم اس بات کی فکر مت کرو۔ یہ میرا
ہے۔ میں کر لوں گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ویری گڈ۔ تمہارا حوصلہ اور تمہارا اعتماد دیکھ کر اب مجھے مح
ہوا ہے کہ پاکیشیا والوں نے کیوں تمہیں اکیلا بھیجا ہے۔ تم وا
پوری فوج سے زیادہ کام کر سکتے ہو۔ اوکے۔ میں تمہارے س
ہوں۔ میں تمہیں کوماٹو جزیرے پر بغیر کسی رکاوٹ کے پہنچا دو
گی۔ بس تمہیں اتنا وعدہ کرنا ہو گا کہ تم جیکب سے مجھے انتقام لینے
موقع دو گے اس کے بعد چاہے میرے جسم کے ٹکڑے کیوں نہ
جائیں میری روح کو سکون حاصل ہو جائے گا"...... مارسیلا نے کہا

"میاں بیوی میں جھگڑے بھی ہوتے رہتے ہیں اور شادیوں
انجام طلاقوں پر بھی پہنچ جاتا ہے لیکن تمہارا ردعمل کچھ زیادہ ہی عجیب
ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی تھی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ میں جیکب سے وفادار تھی۔ میں نے اس کی بےحد خدمت

ں لیکن وہ فطری طور پر بھنورے کی صفت رکھتا ہے اس لئے اس
نے دوسری لڑکیوں کے ساتھ وقت گزارنا شروع کر دیا۔ میں پھر بھی
خاموش رہی کیونکہ ہمارے معاشرے میں ایسا ہوتا رہتا ہے لیکن
جیکب نے ایک بار ان لڑکیوں کے سامنے مجھے بے حد بے عزت کیا۔
اس قدر بے عزت کیا کہ میری روح تک زخمی ہو گئی۔ میں اس سے لڑ
پڑی۔ اس نے مجھے پکڑ کر اپنے آدمیوں کے ذریعے مجھ پر انتہائی بہیمانہ
تشدد کرایا۔ پھر میرے باپ کی قبر کھود کر اس نے اس کی گلی سڑی
ہڈیاں نکالیں اور ان ہڈیوں پر میرے سامنے جوتے برساتا رہا۔ مجھے
ذلیل کرنے کے لئے وہ انسانیت کی آخری حد سے بھی نیچے گر گیا لیکن
میں مجبور تھی۔ اس کا کچھ نہ کر سکتی تھی۔ وہ مجھے ہلاک کرنا چاہتا تھا
لیکن میرے ایک بہی خواہ نے برانک تک میری بیچارگی کی رپورٹ
کر دی جس پر برانک نے مجھے اس کے پنجے سے چھڑوایا اور مجھے طلاق
دلوا کر اس نے کوماٹو سے یہاں بھجوا دیا اور جیکب کو دھمکی دی کہ
اب اگر اس نے میرے خلاف کوئی کارروائی کی تو وہ اسے سزا دے
گا۔ اس طرح اس نے پھر کوئی کارروائی نہ کی۔ میں یہاں طویل
عرصے تک ہسپتال میں پڑی رہی۔ میں ہر وقت اس سے انتقام لینے کا
سوچتی رہتی تھی لیکن آہستہ آہستہ میں سنبھل گئی اور پھر میں نے دنیا
کے کاموں میں دلچسپی لینا شروع کر دی لیکن انتقام کی آگ بہرحال
میرے دل میں مسلسل جلتی رہی ہے۔ میں اب بھی جل رہی
ہوں"۔ مارسیلا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم جس طرح چاہو جیکب سے انتقام لے سکتی ہو لیکن وہاں ہمارا صرف پہنچ جانا ہی کافی نہیں ہو گا۔ وہاں ہمیں انتہائی سخت مقابلہ بھی کرنا ہو گا۔ کیا تم اس مقابلے میں حصہ لے سکو گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ میں نے جیکب سے انتقام لینے کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ اب میں کسی بھی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ سے کسی طرح بھی کم نہیں ہوں اور موت سے بہرحال مجھے خوف نہیں آتا اس لئے تم دیکھو گے کہ میں کیا کر سکتی ہوں اور کیا نہیں"۔ مارسیلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب بتاؤ کہ ہم وہاں تک کیسے پہنچیں گے اور وہاں کیا کیا انتظامات ہیں تاکہ اس کے مطابق یہاں سے ہم ضروری اسلحہ وغیرہ ساتھ لے جائیں اور یہ بھی بتا دوں کہ میرے پاس قطعی وقت نہیں ہے اس لئے میں نے فوری طور پر آگے بڑھنا ہے بغیر کوئی وقت ضائع کئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اسلحہ تو وہاں سے تمہیں جس قدر چاہو اور جس قسم کا چاہو مل جائے گا۔ وہاں اسلحہ کے اتنے بڑے بڑے سٹور ہیں کہ شاید کسی سپرپاور کے پاس بھی اتنے بڑے سٹور نہ ہوں گے اور عام اسلحے سے لے کر انتہائی حساس اسلحے تک کے سٹور ہیں اس لئے عام سا اسلحہ یہاں سے لے جانا ہو گا تاکہ فوری طور پر ان سے مقابلہ کیا جا سکے۔ باقی رہی وہاں تک پہنچنے کی بات تو ہاں ہم کسی کشتی، موٹر بوٹ،

جہاز یا ہیلی کاپٹر پر تو بہرحال نہیں جا سکتے کیونکہ وہاں درختوں کے اوپر باقاعدہ چیک پوسٹیں بنی ہوئی ہیں اور مسلح افراد وہاں ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ ان کی نظروں سے کوئی چیز بچ کر جزیرے تک نہیں پہنچ سکتی البتہ ایک کام ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ہم کچھ فاصلے پر ایک چھوٹے سے جزیرے جسے ٹاپو کہا جاتا ہے وہاں تک موٹر بوٹ میں جائیں۔ اس ٹاپو پر چونکہ کوئی چشمہ نہیں ہے اس لئے وہاں سوائے جھاڑیوں اور درختوں کے کوئی آدمی نہیں رہتا۔ اس ٹاپو کو صرف راستے میں رکنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ وہاں سے اگر ہم غوطہ خوری کے لباسوں میں سمندر کی تہہ میں تیرتے ہوئے آگے بڑھیں تو ہم کوماٹو پہنچنے میں تو بہرحال کامیاب ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کیا ہو گا یہ مجھے نہیں معلوم"...... مارسیلا نے کہا۔

"کتنا فاصلہ ہے اس ٹاپو اور کوماٹو جزیرے کے درمیان"۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"آٹھ میل سے زائد ہے۔ کم نہیں"...... مارسیلا نے کہا۔

"کیا تم آٹھ میل تک مسلسل سمندر کی تہہ میں تیر سکو گی"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے اس کی باقاعدہ پریکٹس کی ہے کیونکہ میں نے پہلے بھی سوچ لیا تھا کہ میں اس طرح اکیلی وہاں جاؤں اور جیکب کا خاتمہ کروں لیکن پھر میں رک گئی کیونکہ یہ میرے اکیلی کے بس کا روگ نہ تھا لیکن میں نے بہرحال سمندر میں اس کی پریکٹس کی ہے البتہ تم

بتاؤ کہ تم ایسا کر سکو گے"...... مارسیلا نے کہا۔

"میری تو پوری زندگی ہی نیوی میں گزری ہے اس لئے تم فکر نہ کرو لیکن اس کوماٹو کے گرد اور سمندر کے اندر تو انہوں نے کوئی حفاظتی انتظامات کئے ہوئے ہوں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جب تک میں وہاں تھی تب تک تو نہیں تھے۔ اب اگر کر لئے ہوں تو میں کچھ کہہ نہیں سکتی۔ ویسے ان کو اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ کوماٹو کاراکاز کا خاص اڈہ ہے اس لئے اس طرح کوئی بھی نہیں جاتا اور اگر کوئی بھولا بھٹکا چلا بھی جائے تو ایک لمحے میں ہلاک کر دیا جاتا ہے"...... مارسیلا نے جواب دیا۔

"اوکے۔ گارٹ تم ہمارے لئے غوطہ خوری کے جدید لباس اور تھوڑا سا اسلحہ اور ساتھ ہی موٹر بوٹ وغیرہ کا انتظام کر سکتے ہو" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ یہ میرے لئے معمولی بات ہے لیکن تم کب روانہ ہونا چاہتے ہو"...... گارٹ نے کہا۔

"ابھی اور اسی وقت"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوکے۔ تم مجھے لسٹ دے دو میں بندوبست کرتا ہوں اور تم دونوں زیرو گھاٹ پر پہنچ جاؤ۔ میں سامان سمیت وہاں پہنچ جاؤں گا۔ مجھے یہ سب کچھ خفیہ طور پر کرنا پڑے گا ورنہ یہاں کاراکاز کے کافی لوگ ہیں اور میں ان کا نشانہ نہیں بننا چاہتا"...... گارٹ نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ایک کاغذ لے کر اس

نے بال پوائنٹ قلم سے اس پر اسلحہ اور دوسرے ضروری سامان کی لسٹ بنائی اور کاغذ گارٹ کے حوالے کر دیا۔

"آؤ۔ اب تم میری رہائش گاہ پر چلو۔ میں وہاں سے اپنا ضروری سامان لے لوں پھر ہم اکٹھے زیرو گھاٹ پہنچ جائیں گے"...... مارسیلا نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کے اٹھتے ہی کیپٹن شکیل بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر گارٹ سے مل کر وہ دونوں دفتر کی طرف بڑھ گئے۔

ڈاکٹر قاضی کی آنکھیں کھلیں تو اس کے ذہن پر دھند سی چ
رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن پر وہ منظر ابھر آیا جب وہ ا
جزیرے پر پہنچا تھا اور جزیرے پر پہنچتے ہی اس کے ذہن پر تاریکی
گئی تھی۔ اس نے چونک کر اپنے آپ کو اور پھر ادھر ادھر دیکھا تو
نے اپنے آپ کو ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود بیڈ پر لیٹا
دیکھا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا جسم
کے ساتھ جکڑا ہوا تھا۔ وہ معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔ ص
اس کا سر حرکت کر سکتا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ وہ کہاں
کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر قاضی
سر گھما کر دروازے کی طرف دیکھا ہی تھا کہ وہ بے اختیار چونک
اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ
دروازے میں جو آدمی اندر داخل ہو رہا تھا وہ ڈاکٹر رچرڈ تھا۔ ا

یونیورسٹی کا نہ صرف ساتھی بلکہ انتہائی گہرا دوست۔ وہ دونوں
مسلسل ہوسٹل کے ایک ہی کمرے میں رہے تھے۔

"ڈاکٹر رچرڈ تم"...... ڈاکٹر قاضی کے منہ سے نکلا تو ڈاکٹر رچرڈ
بے اختیار اچھل پڑا۔

"ارے ارے۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ تم ایم ایچ۔ تم۔ تم"۔ آنے
والے نے چونک کر ڈاکٹر قاضی کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دوڑ کر
آگے بڑھا اور اس طرح حیرت سے ڈاکٹر قاضی کے چہرے کو دیکھنے لگا
جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی ڈاکٹر قاضی کو ہی دیکھ رہا ہے۔

"ہاں میں ہوں۔ تمہارا ایم ایچ۔ تم کہاں ہو اور تم نے مجھے
باندھ کیوں رکھا ہے"...... ڈاکٹر قاضی نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

"لیکن مجھے تو بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر قاضی کو یہاں بھیجا جا رہا
ہے"...... ڈاکٹر رچرڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میرا نام ہی ڈاکٹر قاضی ہے۔ ملازم حسین قاضی۔ ایم ایچ
قاضی"...... ڈاکٹر قاضی نے جواب دیا تو ڈاکٹر رچرڈ نے بے اختیار
ایک طویل سانس لیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ کہاں تم سے ملاقات ہوئی اور کن حالات میں۔
ویری بیڈ"...... ڈاکٹر رچرڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ کون سی جگہ ہے اور میں یہاں کیسے پہنچ گیا
ہوں۔ تم تو میرے بہترین دوست ہو۔ تم نے مجھے یہاں کیوں

باندھ رکھا ہے"...... ڈاکٹر قاضی نے کہا تو ڈاکٹر رچرڈ بغیر کو
جواب دیئے مڑا اور اس نے جا کر پہلے دروازہ بند کر کے اسے اندر
لاک کیا اور پھر ایک طرف پڑی ہوئی کرسی اٹھا کر اس نے بیڈ
قریب رکھی اور اس پر بیٹھ گیا۔

"سنو ایم ایچ۔ تم اس وقت کاراکاز کی سب سے اہم تر
لیبارٹری میں ہو۔ میں یہاں کا انچارج ہوں۔ مجھے جو کچھ بتایا گیا ہے ا
کے مطابق تمہیں پاکیشیا سے اغوا کر کے پہلے کراٹ جزیرے پر ر
گیا۔ پھر تم وہاں سے فرار ہو گئے لیکن تم کاراکاز کے ہی ا
دوسرے جزیرے کوماٹو پہنچ گئے جہاں سے تمہیں یہاں میرے پا
پہنچا دیا گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پیچھے پاکیشیا
کوئی سرکاری ایجنسی بھی کام کر رہی ہے اس لئے چیف برانک
فیصلہ کیا ہے کہ تم سے فوری طور پر فارمولا مکمل کرایا جا
فارمولا پہلے ہی میرے پاس بھجوا دیا گیا تھا اور میں نے ہی اسے چیک
کر کے بتایا تھا کہ یہ مکمل نہیں ہے جس پر تمہیں اغوا کیا گیا تھا۔
چیف برانک نے بتایا کہ تم ایسی بیماری میں مبتلا ہو کہ اگر تم
معمولی سا تشدد کیا جائے تو تمہارے خون میں فوری طور پر ا
کیمیائی تبدیلی آتی ہے کہ تم ہلاک ہو سکتے ہو لیکن تم کاراکاز
تعاون نہیں کر رہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہاں تمہارے
کا تمام خون تبدیل کر دیا جائے اور پھر تم پر تشدد کر کے تم سے
کرایا جائے۔ گو اس میں تمہاری موت کا بھی خطرہ ہے لیکن ا

نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جو کچھ بھی ہو گا ہو جائے۔ تم ابھی یہاں
اور میں نے تمہیں ہوش میں لانے کا حکم دیا تھا۔ میرا خیال تھا
میں تم سے پہلے خود بات کروں گا کہ تمہاری موت کا خطرہ ٹل
ئے لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ تم ایم ایچ ہو۔ یونیورسٹی میں تو
صرف ڈاکٹر ایم ایچ کہلاتے تھے۔ اب ڈاکٹر قاضی کہلاتے ہو اس
میں نام سے تمہیں نہ پہچان سکا تھا"...... ڈاکٹر رچرڈ نے تفصیل
تے ہوئے کہا۔

"تو تم مجرم تنظیم کے لئے کام کرتے ہو۔ تم پہلے تو ایسے نہ تھے"۔
ڈاکٹر قاضی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہم سائنس دان ہیں ایم ایچ۔ حکومت کے لئے اسلحہ بنائیں یا
مجرم تنظیم کے لئے اسلحہ تو بہرحال استعمال ہی ہوتا ہے۔ اس
میرے نقطہ نظر سے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ حکومت
ہمیں وہ کچھ نہیں دے سکتی جو تنظیمیں دیتی ہیں اس لئے تم میری مانو
اور تعاون کرو۔ تم جو چاہو گے تمہیں مل جائے گا۔ عزت، دولت،
ت جو تم چاہو"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"ڈاکٹر رچرڈ تم بہت عرصے تک میرے قریب رہے ہو اس لئے
تم میری فطرت کو اچھی طرح جانتے ہو۔ میں کسی صورت بھی کسی
یا مجرم تنظیم کا کام نہیں کر سکتا کیونکہ میں اپنے ضمیر پر بوجھ
نہیں ڈالنا چاہتا۔ موت تو بہرحال آنی ہی ہے اگر دو چار سال بعد کی
ئے آج آجائے گی تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے میں

فارمولے کے سلسلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا" ...... قاضی نے کہا تو ڈاکٹر رچرڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم انتہائی ضدی طبیعت کے مالک ہو۔ چاہے تمہارے جسم کی بوٹیاں کیوں نہ اڑا دی جائیں تم تعاون کرو گے اس لئے میرا خیال ہے کہ اب تمہارا خون تبدیل کر۔ بھی ضرورت نہیں کیونکہ اگر تم زندہ بچ بھی گئے تب بھی تم بیکار ہو گا" ...... ڈاکٹر رچرڈ نے بے اختیار طویل سانس لیتے کہا۔

"تو پھر کیا کرو گے" ...... ڈاکٹر قاضی نے کہا۔

"یہی بات سوچ رہا ہوں کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ سے تم زندہ باہر نہیں جا سکتے اور یہاں رہ نہیں سکتے۔ اب ایک صورت ہے کہ میں چیف کو کہہ دوں کہ تم ہلاک ہو گئے ہو تمہیں اپنے پاس چھپا کر رکھ لوں۔ اگر کبھی موقع ملے گا تو یہاں سے نکال دوں گا ورنہ تمہاری قسمت" ...... ڈاکٹر رچرڈ نے

"نہیں۔ اس طرح تم خود خطرے میں پڑ جاؤ گے۔ میں تنظیموں کے اصول جانتا ہوں۔ وہ تمہیں فوراً ہلاک کر دیں۔ لئے تم میری خاطر کوئی رسک نہ لو اور جو تمہارا چیف کہتا۔ کرو۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا" ...... ڈاکٹر قاضی نے کہا۔

"ایک کام تو تم کر سکتے ہو۔ تم مجھے اس فارمولے کے میں سب کچھ بتا دو۔ میں چیف کو کہہ دیتا ہوں کہ میں نے تم

رضامند کر لیا ہے اس طرح تم یہاں ہمارے پاس رہ جاؤ گے۔ پھر موقع ملتے ہی میں تمہیں نکال دوں گا۔ اس طرح تمہاری جان بچ جائے گی" ...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر رچرڈ۔ ایسا ناممکن ہے۔ میں فارمولے کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا" ...... ڈاکٹر قاضی نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں" ...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر چلا گیا جبکہ ڈاکٹر قاضی وہیں بیڈ پر ہی پڑا رہا۔ اسے یقین تھا کہ جیسے ہی انہوں نے اس کا خون تبدیل کرنے کا عمل شروع کیا وہ ہلاک ہو جائے گا کیونکہ وہ اپنی بیماری کے متعلق ان سے زیادہ جانتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ کیا کر سکتا تھا۔ اس نے فرار ہونے کی کوشش تو کی تھی لیکن ان کے چنگل میں پھنس گیا تھا۔ اس کا مطلب اس کے نزدیک تھا کہ قدرت بھی ایسا ہی چاہتی ہے" ...... تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلنے کی آواز دوبارہ سنائی دی اور ڈاکٹر رچرڈ اندر داخل ہوا۔

"سنو۔ میں تمہیں اپنے ہاتھوں ہلاک نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں یہاں سے نکال دوں۔ اس کے بعد تمہارے ساتھ جو بھی ہو گا وہ تمہاری قسمت۔ البتہ میں نے چیف کو یہ کہہ دیا ہے کہ خون کی تبدیلی کا عمل شروع ہوتے ہی تم ہلاک ہو گئے ہو۔ اس پر اس نے تمہاری لاش برقی بھٹی میں ڈالنے کا

حکم دے دیا ہے لیکن بہرحال میں تمہیں زندہ یہاں سے باہر
چاہتا ہوں۔ اس کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ یہاں لیبارٹری کا :
فضلہ ہے جسے ضائع کیا جاتا ہے۔ ہفتے میں ایک بار اس جزیر۔
نکال کر ایک آبدوز کے ذریعے یہاں سے دور ویران ساحل پر !
دیا جاتا ہے۔ میں تمہیں خصوصی لباس پہنا کر تاکہ یہ فضلہ
کوئی نقصان نہ پہنچاسکے اور بے ہوش کر کے یہاں سے نکال دو
اس طرح تم فضلے سمیت ساحل پر پہنچ جاؤ گے۔ اگر تم زندہ ر
خاموشی سے واپس چلے جانا۔ اب کاراکاز کے لئے تم بہرحال ہلاً
چکے ہو اس لئے ظاہر ہے وہ تمہارے پیچھے نہیں آئیں گے"......
رچرڈ نے کہا۔

"وہ فارمولا بھی مجھے دے دو"...... ڈاکٹر قاضی نے کہا۔

"نہیں سوری۔ ایسا ممکن نہیں ہے"...... ڈاکٹر رچرڈ نے
اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے ایک انجکشن
اس کی سوئی پر لگی ہوئی کیپ ہٹا کر اس نے انجکشن ڈاکٹر قا
بازو میں لگا دیا۔ ڈاکٹر قاضی کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک
جسم ہلکا ہو کر اوپر کو اٹھنا شروع ہو گیا ہو اور پھر جس طرح ک
شٹر بند ہوتا ہے اس طرح اس کا ذہن بھی یکلخت بند ہو گیا۔
تمام احساسات بھی تاریکی میں مدغم ہو کر رہ گئے۔ وہ بے ہوش
تھا۔

ہوائی جہاز کی آرام دہ سیٹوں پر عمران اپنے ساتھیوں سمیت بیٹھا
ا تھا۔ عمران اور جولیا اکٹھے تھے جبکہ عقبی سیٹ پر صفدر، تنویر کے
اتھ بیٹھا ہوا تھا جبکہ صالحہ اس سے عقبی رو میں موجود تھی۔ صالحہ
ہلے صفدر کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی لیکن صفدر نے کچھ
ں سردمہری کا مظاہرہ کیا کہ صالحہ نے تنویر کو پچھلی رو سے بلا کر
پی سیٹ دے دی اور خود وہ تنویر کی سیٹ پر عقب میں جا کر بیٹھ
ی۔ اس کے چہرے پر شدید بیزاری کے تاثرات نمایاں تھے جبکہ
ان حسب عادت نشست سے سر ٹکائے ہلکے ہلکے خراٹے لینے میں
روف تھا۔ جولیا پہلے تو رسالہ پڑھتی رہی پھر اس نے عمران سے
اطب ہو کر بات کرنے کی کوشش کی لیکن جب عمران کے نہ
انے بند ہوئے اور نہ ہی اس نے آنکھیں کھولیں تو جولیا نے ایک
پھر رسالہ کھول لیا۔

"تمہیں معلوم ہے صفدر کہ ہم کیا کرنے جا رہے ہیں"۔ یکا
جولیا نے مڑ کر عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر سے کہا تو صفدر بے
اختیار ہنس پڑا۔

"ہم سیاحت کرنے جا رہے ہیں"...... صفدر نے مسکرا
ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے
چہرے پر یکلخت شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اسے اپ
احمقانہ سوال کا احساس ہو گیا تھا۔ کاغذات کی رو سے وہ سیاح
اس لئے ظاہر ہے وہ سیاحت کرنے ہی جا رہے تھے اور پھر بھرے ج
میں صفدر اسے اور کیا بتاتا۔

"آئی ایم سوری صفدر"...... جولیا نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"یہی فقرہ اس صفدر کے منہ سے بھی کہلواؤ۔ بیچاری سالحہ را
کر علیحدہ بیٹھی ہوئی ہے"...... اچانک عمران نے خراٹے لینے بند
کے آہستہ سے کہا اور پھر فوراً ہی خراٹے لینے شروع کر دیئے۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ روٹھی بیٹھی ہے"...... جولیا
حیران ہو کر کہا۔

"اس کا چہرہ بتا رہا ہے۔ بے شک۔ اس سے پوچھ لو۔ یہ صفدر
ضرورت سے زیادہ ہی کٹھور بنتا جا رہا ہے۔ اس کا کچھ کرنا ہی پڑ
گا"...... عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے کئے جواب دیا۔

"لیکن تمہاری تو آنکھیں بند ہیں اور سالحہ تو تمہاری عقبی رو
ہے۔ تم اس کا چہرہ کیسے دیکھ سکتے ہو"...... جولیا نے کہا۔

چہرے پر بوریت اور بیزاریت تو بند آنکھوں سے بھی نظر آ جاتی
اور اس کے لئے سر بھی نہیں موڑنا پڑتا۔ سارا ماحول اس سے
ہو جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار ہنس
ا۔

"تم نے خود بھی کبھی اپنے متعلق سوچا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... اچانک عمران نے آنکھیں کھول کر سیدھے
اتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے جولیا نے انتہائی اہم بات
الی ہو۔

"کیا سوچا ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ میں حقیر فقیر پر تقصیر اوہ سوری۔ بے تقصیر"۔ عمران
بولنا شروع کر دیا۔

"بس بس۔ کافی ہے۔ اب تم دوبارہ آنکھیں بند کر لو اور خراٹے
شروع کر دو۔ نانسنس"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں

"ہم تو بہرحال حکم کے غلام ہیں۔ جیسے کہو"...... عمران نے
سعادت مندانہ لہجے میں کہا اور نشست سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر

"عمران صاحب"...... اچانک عقب سے صفدر کی آواز سنائی

"تم سے بات نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تم بے وفا، سنگدل اور کٹھور

آدمی ہو"۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے کئے جواب دیا۔

"اور تمہارا اپنے متعلق کیا خیال ہے۔ کیا تم صفدر ہو"۔۔۔۔ جولیا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا ہوا مس جولیا۔ آپ تو ناراض ہو رہی"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اس نے پھر کوئی بکواس کی ہو گی"۔۔۔۔ تنویر کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"اپنا تعارف کرایا تھا۔ تم اپنا کرا دو۔ شاید جولیا کو پسند آ جائے"۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں کھول کر گردن موڑتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ آپ خواہ مخواہ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔ میں نے تو صالحہ کو کچھ نہیں کہا۔ وہ خود ہی اٹھ کر تنویر کی جگہ آئی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"تمہاری یہ بات بتا رہی ہے کہ تمہارے دل میں چور ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی البتہ آپ نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ ہم کاٹلی کے دارالحکومت ماکیہ کیا کرنے جا رہے ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔ وہ شاید موضوع تبدیل کرنا چاہتا تھا۔

"ابھی تم نے خود ہی جولیا کو بتایا ہے اور اب خود مجھ سے پوچھ رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے

مزید کوئی بات ہوتی اچانک ایک ایئرہوسٹس ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون پیس اٹھائے عمران کے قریب آکر رک گئی۔

"آپ کا نام علی عمران ہے جناب"۔۔۔۔ ایئرہوسٹس نے کہا۔

"ہاں۔ ابھی تک تو یہی نام ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ایئرہوسٹس مسکرا دی۔

"آپ کی کال ہے"۔۔۔۔ ایئرہوسٹس نے مسکراتے ہوئے کہا اور فون پیس عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے فون پیس لیا تو ایئرہوسٹس واپس چلی گئی۔ عمران نے فون آن کیا اور اسے کان سے لگا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکن بول رہا ہوں جناب"۔۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جناب آپ کی آمد کی اطلاع برانک تک پہنچ گئی ہے اور اس نے اپنے زیر کنٹرول تمام جزیروں پر ریڈ الرٹ کر دیا ہے"۔۔۔۔ ڈاکن نے کہا۔

"ڈاکٹر کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ میں کوشش کر رہا ہوں"۔۔۔۔ ڈاکن نے جواب دیا۔

"اب برانک کہاں ہے۔ کیا کراٹ میں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ کراٹ تو وہ خصوصی طور پر جاتا ہے۔ اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر کسی اور جزیرے پر بنایا ہوا ہے۔ ابھی تک اس بارے میں معلوم نہیں ہو سکا"...... ڈاکن نے کہا۔

"پھر تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میرے متعلق اسے اطلاع ملی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کراٹ کا انچارج لارسن ہے جناب۔ اسے ریڈ الرٹ رکھنے کا کہا گیا ہے۔ میں نے جب اس سے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ برانک نے اسے کہا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے خلاف کام کر رہی ہے"...... ڈاکن نے جواب دیا۔

"سی ایس کے بارے میں بھی کچھ معلوم ہوا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ وہ یہاں ایک آدمی گارٹ سے ملے ہیں پھر اس گارٹ نے ایک عورت مارسیلا کو بلایا۔ اس کے بعد سی ایس صاحب اور مارسیلا کے فلیٹ پر پہنچ گئے۔ وہاں سے وہ کسی نامعلوم مقام کی طرف چلے گئے ہیں۔ میرے آدمی انہیں گم کر بیٹھے ہیں"...... ڈاکن نے کہا۔

"گارٹ اور مارسیلا کون ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"گارٹ یہاں کی ایک مچھلیاں پکڑنے والی فرم کا مالک ہے۔

ایسے اس کا زیر زمین دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے البتہ مارسیلا کے بارے میں اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس کا تعلق پہلے کاراکاز سے تھا۔ پھر یہ تعلق ختم ہو گیا۔ اب وہ یہاں کے ایک ہوٹل میں ملازم ہے اور بس"...... ڈاکن نے جواب دیا۔

"ہمارے پہنچنے سے پہلے برانک کے بارے میں معلومات کرو کہ وہ کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں پوری کوشش کر رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے فون آف کر کے اسے ایک سائیڈ پر رکھ دیا۔

"یہ ڈاکن کون ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کاٹلی میں تمہارے چیف کا نمائندہ خصوصی"...... عمران نے جواب دیا۔

"مشن کیا ہے"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہاں چل کر بتاؤں گا۔ یہاں نہیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر آنکھیں بند کر کے اس نے سیٹ سے سر ٹکا لیا اور پھر کاٹلی کے دارالحکومت پہنچنے تک وہ اسی حالت میں رہا۔ دارالحکومت پہنچتے ہی عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک ہوٹل میں منتقل ہو گیا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا کیس ہے"...... جولیا نے بیٹھتے ہی کہا۔

"کیس ویس کچھ نہیں ہے۔ بس ویسے ہی رقم کی ضرورت تھی اس لئے میں نے تمہارے چیف کو چکر دیا اور یہاں آ گئے۔ یہاں دو

چار روز تک گھومیں پھریں گے۔ سیاحت کریں گے پھر واپس
جائیں گے اور مجھے چیک مل جائے گا اور بس"...... عمران نے جو
دیتے ہوئے کہا۔
"اور وہ ڈاکن نے جو کچھ تمہیں فون پر بتایا ہے کیا وہ بھی سیا
کا ہی حصہ ہے"...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔
"اب کچھ نہ کچھ ڈرامہ تو بہرحال کرنا ہی پڑتا ہے آخر تمہار
چیف کو چکر بھی دینا ہے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔
"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتا دو"...... جولیا نے غر
ہوئے کہا۔
"عمران صاحب۔ اس ڈرامے کی تفصیل ہی بتا دیں"...... ص
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"عمران صاحب۔ آخر آپ ہم سے مشن کے بارے میں ب
چھپاتے کیوں ہیں۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ ہم اعتماد کے قابل
ہیں"...... صالحہ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"واہ۔ کیا خوب نتیجہ نکالا ہے۔ واہ۔ اسے کہتے ہیں ذہانت کہ
صحیح نتیجے تک پہنچ جائے"...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار
پڑا۔
"آپ ہنس کیوں رہے ہیں"...... صالحہ نے یکلخت صفدر
مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ یہ بات واقعی قابل غور ہے۔ مقام تو رونے کا ہے ا

ہنس رہے ہیں۔ حیرت ہے"...... عمران نے کہا۔
بند عمران صاحب۔ میں آپ کی عزت کرتی ہوں۔ آئندہ آپ مجھ
نہیں کریں گے"...... یکلخت صالحہ نے بگڑے ہوئے لہجے میں

کیا ہو گیا ہے تمہیں صالحہ۔ کیا تم ہوش میں ہو"...... جولیا نے
ے بگڑتے ہوئے کہا۔
ایک منٹ۔ ایک منٹ۔ حالات بگڑتے جا رہے ہیں۔ ابھی
صاحب میدان میں نہیں کودے اور اگر وہ کود پڑے تو پھر
جنگ عظیم یقیناً شروع ہو جائے گی اس سے پہلے کافی منگوا
باتیں ہوں گی"...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے
س والوں کو کمرے میں کافی بھیجنے کا کہہ دیا۔
مس صالحہ۔ آپ کے بگڑنے کی وجہ کیا ہے۔ کیا مجھ سے کوئی
ہو گئی ہے"...... صفدر نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔
نہیں بلکہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی کہ میں تمہارے ساتھ بیٹھ
ں۔ تم نے جو رویہ میرے ساتھ روا رکھا ہے میں ایسے رویے کی
نہیں ہوں"...... صالحہ نے اسی طرح بگڑے ہوئے لہجے میں

آئی ایم سوری مس صالحہ۔ میں نے دانستہ ایسا کوئی رویہ آپ
اتھ نہیں رکھا لیکن اس کے باوجود اگر آپ کو میرا رویہ اچھا
تو میں معافی چاہتا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ویسے میں بھی آئندہ خیال رکھوں
صالحہ نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب شاید صفدر کے بعد میری باری ہے۔ مجھے تو ہاتھ
معافی مانگنی پڑے گی۔ چلو ایسا کر لیتے ہیں۔ میں معافی مانگ
ہوں اور ہاتھ تنویر جوڑ لے گا"...... عمران نے کہا۔

"میں کیوں جوڑوں گا ہاتھ۔ میرا کیا تعلق"...... تنویر نے
توقع مسکراتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں خوش نصیبی۔ تعلق بھی نہیں رہا۔ وا
کا مطلب ہے کہ میدان صاف۔ رقیب روسیاہ۔ اوہ سوری۔
فرار ہونے پر مجبور ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"شٹ اپ۔ بکواس نہیں کرو۔ ورنہ"...... جولیا نے کہا۔

"ورنہ میں رو دوں گی"...... عمران نے کہا۔

"تم باز نہیں آسکتے بکواس کرنے سے۔ بہرحال اب بتا
مشن کیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کافی آلینے دو۔ پھر باتیں ہوں گی"...... عمران نے کہا
لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس کم ان"...... عمران نے کہا اور دروازہ کھلا اور ایک
ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اس نے ٹرالی پر موجود
برتن میز پر لگانے شروع کر دیئے۔

"اور کوئی ڈیمانڈ سر"...... ویٹرس نے مسکراتے ہوئے ک

"ٹھیک ہے۔ بس جاؤ"...... عمران کے بولنے سے پہلے جولیا نے
تیز لہجے میں کہا اور ویٹرس ٹرالی دھکیلتی ہوئی واپس چلی گئی جبکہ جولیا
نے کافی تیار کرنا شروع کر دی۔

"ہاں تو دوستو۔ میں نے پہلے جو کچھ کہا ہے وہ واقعی درست ہے۔
اصل مشن کیپٹن شکیل کے ذمے ہے اور وہ اس مشن پر کام کر رہا
ہے۔ ہم لوگ تو خانہ پری کے لئے آئے ہیں۔ میرا مطلب ہے مقصد
صرف چیک لینا ہے"...... عمران نے اپنے سامنے رکھی ہوئی کافی کی
پیالی سے گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل کو اکیلا بھیجنے کی کوئی خاص وجہ ہے عمران
صاحب"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ تمہارے چیف کا خیال ہے کہ چونکہ یہ مشن سمندری
جزیروں پر مکمل ہونا ہے اور کیپٹن شکیل کا تعلق نیوی سے رہا ہے
اس لئے کیپٹن صاحب زیادہ بہتر انداز میں مشن مکمل کر سکتے ہیں۔
بیچارہ کیپٹن شکیل"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک
پڑے۔

"بیچارہ کا کیا مطلب"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"بین الاقوامی مجرم تنظیم کے سمندر کے اندر موجود جزیرے جن
میں زبردست حفاظتی انتظامات اور مقابلے پر صرف کیپٹن شکیل۔
ننگی کیا دھوئے گی اور کیا نچوڑے گی"...... عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ اگر چیف نے کیپٹن شکیل پر اعتماد
ہے تو کیپٹن شکیل بہرحال اس اعتماد پر پورا اترے گا"...... جولیا۔
کہا اور صفدر اور تنویر دونوں نے جولیا کی بات کی تائید کر دی۔
"فی الحال تو وہ مارسیلا کے اعتماد پر پورا اتر رہا ہے۔ آگے آگ
دیکھئے کیا ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔
"اوہ ہاں۔ یہ مارسیلا کون ہے۔ کچھ بتاؤ تو سہی"...... جولیا
کہا۔
"ایک خاتون ہے جس کا تعلق کاراکاز سے رہا ہے۔ بس ابھی
اتنا ہی معلوم ہوا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہ
کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سب بے اختیا
چونک پڑے۔
"یہاں کس نے فون کرنا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے ل
میں کہا۔
"یہ کمرے تمہارے چیف نے اپنے ایجنٹ صاحب کے ذر
بک کرائے ہوئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ا
جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا
جبکہ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔
"یس۔ پرنس آف ڈھمپ"...... عمران نے کہا۔
"ڈاکن بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ڈاکن
آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔
"ایک کراٹ جزیرے پر پہنچ گیا ہے جناب تاکہ آپ وہاں آئیں
تو مقابلہ کیا جا سکے"...... ڈاکن نے کہا۔
"اور کچھ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"ایک بیڈ نیوز ملی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران
اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدل گئے
"کیا"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"پاکیشیائی سائنس دان ہلاک ہو گیا ہے"...... دوسری طرف
سے کہا گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
"ڈاکٹر قاضی ہلاک ہو گیا ہے۔ کیسے۔ کیا اسے ہلاک کیا گیا ہے یا
ہلاک ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔
"جناب جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق ڈاکٹر قاضی کو کراٹ
لایا گیا تھا۔ وہاں سے وہ فرار ہو گئے لیکن وہ کہیں اور پہنچنے کی
بجائے لوبانو پہنچ گئے۔ وہاں سے انہیں کسی اور جزیرے پر پہنچا دیا گیا
جہاں ان کے کسی مرض کا علاج کرنے کی غرض سے ان کے جسم کا
مکمل طور پر تبدیل کیا جانا تھا لیکن خون کی تبدیلی کا عمل شروع
ہوتے ہی وہ ہلاک ہو گئے ہیں"...... ڈاکن نے کہا۔
"اوہ۔ سیڈ نیوز۔ بہرحال اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ تم کسی بڑے
ہیلی کاپٹر کا بندوبست فوری طور پر کر سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"کس لئے جناب"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھ

"کراٹ پہنچنے کے لئے"...... عمران نے کہا۔

"بندوبست تو ہو جائے گا لیکن جناب۔ اس طرح آپ وہاں
سکیں گے۔ وہ لوگ پوری طرح ہوشیار ہیں اور ہیلی کاپٹر کو
ہی ہٹ کر دیا جائے گا"...... ڈاکن نے کہا۔

"لیکن موٹر بوٹ کا بھی تو یہی حشر ہو گا"...... عمران نے

"جی ہاں۔ یہ تو ہے"...... ڈاکن نے کہا۔

"مچھلیاں پکڑنے والے کسی ٹرالر کا انتظام ہو سکتا ہے"۔
نے کہا۔

"اوہ۔ جی ہاں۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔
کو دوبارہ کال کرتا ہوں"...... ڈاکن نے کہا اور اس کے
رابطہ ختم ہو گیا۔

"اب سن لو مشن کے بارے میں تفصیلات کیونکہ یہاں
کے بعد ہمیں انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہو گا۔ ڈاکٹر قاضی
کے فارمولے سمیت پاکیشیا سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ برانک
کے اس سیکشن کا انچارج ہے جس کا تعلق اٹیمک اسلحہ سے
لئے یہ فارمولا بھی برانک کے سیکشن کے پاس ہے۔ اس کی
جہاں اس فارمولے پر کام ہونا ہے وہ ایک جزیرے کو ماتو
چیف نے کیپٹن شکیل کو اس لئے اکیلا بھیجا تھا کہ وہ اتنی
رفتاری سے کام کرتے ہوئے ڈاکٹر قاضی اور فارمولے کو

لے جبکہ ہمارے ذمہ اس نے اس سیکشن کا خاتمہ لگایا ہے
اوہ یہ لوگ پھر اس فارمولے کے پیچھے نہ آئیں۔ اس سیکشن کا
برانک ہے اور وہ اس وقت جزیرہ کراٹ میں ہے۔ ہم نے
لر اس برانک کو قابو میں کرنا ہے۔ ڈاکٹر قاضی تو ہلاک ہو
بہرحال وہ فارمولا ہم نے واپس لینا ہے۔ اگر کیپٹن شکیل
حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر ہم اس سیکشن کو ختم
واپس چلے جائیں گے اور اگر کیپٹن شکیل ناکام رہا تو پھر
کے ذریعے ہم خود اس فارمولے کے لئے کام کریں گے۔ یہ
با وسائل اور فعال تنظیم ہے اور انہوں نے اپنے جزیروں پر
ہت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ہم
کے ذریعے وہاں اتر جائیں گے اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔
ن نے درست کہا ہے کہ چونکہ انہیں ہماری آمد کا علم ہو گیا
وہ ہماری طرف سے پوری طرح ہوشیار ہیں اس لئے وہ ہیلی
فضا میں ہی تباہ کر سکتے ہیں۔ اب دوسری صورت یہ ہے کہ
پکڑنے والے کسی ٹرالر کے ذریعے ہم وہاں پہنچیں اور یہ ظاہر
راستہ بھٹک کر ادھر آ نکلے ہیں اور پھر آگے جیسی بھی
ہو ویسے ہی کام کریں۔ اس لئے آپ سب لوگ تیار ہو
جیسے ہی ٹرالر کا بندوبست ہوا ہم فوراً روانہ ہو جائیں گے۔
پر کام انتہائی تیز رفتاری سے ہونا ہے"...... عمران نے اس
سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"کیا کیپٹن شکیل سے رابطہ نہیں ہو سکتا تاکہ معلوم تو
کیا کر رہا ہے"...... صفدر نے کہا۔
"نہیں۔ اس سے رابطہ اس کے لئے خطرناک بھی ہو
کیونکہ ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کس سچوئیشن میں ہو گا۔ و
شکیل سمندر کا جوزف ہے اس لئے اس کی فکر کرنے کی ضرو
ہے"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
"سمندر کا جوزف۔ یہ کیا بات ہوئی"...... صالحہ نے حیر
ہوئے کہا۔
"جس طرح جنگل میں پہنچتے ہی جوزف کے حواس ت
جاتے ہیں اس طرح سمندر میں پہنچتے ہی کیپٹن شکیل کے
تیز ہو جاتے ہیں اس لئے وہ سمندر کا جوزف ہے"......
وضاحت کرتے ہوئے کہا اور صالحہ بھی اس بار بے اختیار ہ

سرخ رنگ کی جیپ خاصی تیز رفتاری سے ساحلی ریت پر دوڑتی
ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی
نوجوان بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر مارسیلا تھی اور عقبی سیٹ پر
کیپٹن شکیل ایکریمی میک اپ میں بیٹھا ہوا تھا۔ جیپ کے آخر میں
فرش پر سیاہ رنگ کا ایک بیگ رکھا ہوا تھا۔
"یہ زیرو پوائنٹ کہاں ہے"...... کیپٹن شکیل نے مارسیلا سے
مخاطب ہو کر پوچھا۔
"بالکل ویران ساحلی علاقہ ہے۔ وہاں سائنسی فضلہ پھینکا جاتا ہے
اس لئے ادھر کا کوئی رخ نہیں کرتا کیونکہ عام طور پر یہ خیال ہے کہ
اس فضلے کی وجہ سے یہ سارا علاقہ زہریلا ہو چکا ہے اس لئے مجرم اس
جگہ کو استعمال کرتے ہیں"...... مارسیلا نے جواب دیا اور کیپٹن
شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیپ مسلسل دوڑتی رہی اور پھر

تقریباً دو گھنٹے کے طویل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد ڈرائیور
جیپ روک دی۔
"میڈم۔ آگے آپ کو پیدل جانا ہو گا کیونکہ آگے فضلے کا علاق
اور جیپ اگر وہاں گئی تو اس کے ٹائروں سے فضلہ چمٹ کر و
دارالحکومت پہنچ جائے گا اور یہ خطرناک ہو گا"...... ڈرائیور
مارسیلا سے کہا۔
"اوکے۔ تم اب واپس جا سکتے ہو"...... مارسیلا نے کہا اور جی
سے نیچے اتر آئی۔ عقبی دروازے سے کیپٹن شکیل بھی نیچے اتر آیا۔
نے وہ تھیلا اٹھایا ہوا تھا جو عقبی سیٹ کے پیچھے موجود تھا اور ڈرا
نے جیپ موڑی اور واپس چلا گیا۔
"اب ہمیں یہاں گارٹ کا انتظار کرنا ہو گا یا آگے جانا ہو"
کیپٹن شکیل نے کہا۔
"یہاں تو گھاٹ نہیں ہے۔ گھاٹ آگے ہے اور موٹر بوٹ گ
پر ہی ساحل کے قریب آ سکتی ہے یہاں نہیں۔ یہاں تو وہ ریت
پھنس جائے گی"...... مارسیلا نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار
پڑا۔
"تم ہنسے کیوں ہو۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے"۔ مار
نے حیران ہو کر کہا۔
"نہیں۔ میں اس بات پر ہنسا ہوں کہ میری آدھی زندگی
میں گزری ہے اور تم مجھے ایسی ابتدائی بات بتا رہی ہو جو شاید

ی کو بھی معلوم ہو۔ میں نے یہ بات اس لئے کی تھی کہ میرا خیال
ھا کہ گارٹ بھی ہماری طرح جیپ پر آئے گا اور موٹر بوٹ علیحدہ آئے
ل"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو مارسیلا بے اختیار ہنس پڑی۔ وہ
ونوں اب پیدل ہی آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ اب واقعی وہاں
ے بڑے کنٹینر پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے جس میں سے سائنسی
فضلہ نکل کر بکھرا ہوا تھا۔ وہ دونوں فضلے سے بچتے ہوئے آگے بڑھ
ہے تھے۔
"کیا تم شادی شدہ ہو"...... اچانک مارسیلا نے کہا تو کیپٹن
شکیل بے اختیار چونک پڑا۔
"نہیں۔ کیوں"...... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔
"کیوں کا جواب تو تم نے بتانا ہے۔ تم صحت مند ہو، وجیہہ اور
خوبصورت نوجوان ہو۔ اس وقت تو تم میک اپ میں لیکن مجھے
یقین ہے کہ تمہارا اصل چہرہ بھی خوبصورت ہو گا۔ پھر تم نے شادی
کیوں نہیں کی"...... مارسیلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"میرا جس سرکاری ایجنسی سے تعلق ہے اس میں شادی کرنا
ممنوع ہے"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔
"اوہ۔ تو یہ بات ہے لیکن بہرحال دوستی تو ہوتی رہتی ہو گی"۔
مارسیلا نے ہنستے ہوئے ایک خاص لہجے میں کہا۔
"نہیں۔ ہم مشرقی لوگ مغرب کی طرح دوستیاں نہیں کرتے۔
ہماری اپنی روایات بھی ہیں اور ہمارے دین نے بھی ان دوستیوں

سے منع کیا ہوا ہے"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں
کہا۔

"تو پھر کیا کرتے ہو۔ کس طرح زندگی گزارتے ہو"...... مار
نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ کوئی مرد عورتو
سے دوستی کے بغیر زندہ بھی رہ سکتا ہے۔

"تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آئے گی۔ اس لئے تم اس معا
میں مزید غور نہ کرو۔ جس معاشرے میں تم رہ رہی ہو وہ ہمار
معاشرے سے یکسر مختلف ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ارے یہ کیا۔ یہ فضلہ کے اندر حرکت ہو رہی ہے۔ جیسے ا
ہو گیا ہو"...... اچانک مارسیلا نے چیختے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل
اختیار چونک پڑا۔

"حرکت ہو رہی ہے۔ کہاں"...... کیپٹن شکیل نے ادھر اد
دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں ساحل پر فضلے کے ایک بڑ
ڈھیر پر پڑنے ہوئے کنٹینر پر جم گئیں جس میں سے سائنسی فضلہ با
نکل کر بکھرا ہوا تھا۔ چونکہ فضلہ پھینکتے ہوئے کنٹینر کو کھول دیا جا
تھا تاکہ فضلہ اڑ کر پھیل کر اور ریت کے ساتھ مل کر ختم ہو جا
اس لئے یہ کنٹینر بھی کھلا ہوا تھا اور فضلے میں واقعی آہستہ آہ
حرکت ہو رہی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا چیز ہے۔ کوئی زندہ چیز ہے"...... کیپٹن شک
نے کہا اور تیزی سے اس کی طرف دوڑ پڑا۔

"ارے ارے۔ اسے ہاتھ نہ لگانا۔ یہ انتہائی زہریلے مادے میں
اترا ہوا ہے"...... مارسیلا نے چیخ کر کہا لیکن کیپٹن شکیل رکا نہیں
اور آگے دوڑتا چلا گیا۔ مارسیلا بھی اس کے پیچھے دوڑ رہی تھی۔ کیپٹن
شکیل اس کنٹینر کے قریب پہنچ گیا اور وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ
پلاسٹک ٹائپ کا کافی بڑا سا تھیلا تھا جو فضلے کے ڈھیر میں دبا ہوا تھا
اور اس میں حرکت ہو رہی تھی۔

"اوہ۔ یہ تو کوئی جاندار ہے اور تھیلے میں بند ہے"...... کیپٹن
شکیل نے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔

"مت ہاتھ لگاؤ۔ یہ انتہائی زہریلا ہوتا ہے"...... مارسیلا نے چیختے
ہوئے کہا لیکن اسی لمحے کسی انسان کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس میں تو کوئی زندہ انسان ہے"...... کیپٹن شکیل
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک رومال نکالا اسے
اپنے ہاتھ پر اچھی طرح لپیٹا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے حرکت کرتے
ہوئے تھیلے کو پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہ اسے
گھسیٹ کر سائنسی فضلے کے اس ڈھیر سے کچھ دور خالی جگہ پر لے آیا۔
اب حرکت بھی تیز ہو گئی تھی اور کراہنے کی آوازیں بھی تیز ہو گئی
تھیں اور کیپٹن شکیل نے دیکھا کہ جس جگہ سے کراہنے کی آوازیں
نکل رہی تھیں وہاں تھیلے میں سوراخ کر کے پتلی پتلی نلکیاں اوپر کو
کافی اونچائی تک نکلی ہوئی تھیں۔ تھیلے کی سائیڈ پر زپ تھی۔ کیپٹن
شکیل نے زپ کھولنا شروع کر دی اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے

اختیار اچھل پڑا کہ اندر واقعی ایک انسان موجود تھا اور وہ تھا بھی ایشیائی۔

"اوہ۔ یہ تو کوئی ایشیائی ہے"...... ساتھ کھڑی ہوئی مارسیلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اس نے جلدی سے اس آدمی کا بازو دوسرے ہاتھ میں پکڑا جس پر رومال نہ تھا۔ رومال والے ہاتھ سے اس نے وہ تھیلا اس کے جسم سے علیحدہ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسے تھیلے سے نکال لینے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ آدمی مسلسل کراہ رہا تھا۔ اس کی ناک میں دو گول گول سفید ٹکیاں لگی ہوئی تھیں۔ کیپٹن شکیل نے ناک کو دبا کر ٹکیوں کو باہر نکالا۔ وہ واقعی چھوٹی چھوٹی کسی دوا کی ٹکیاں تھیں۔ کیپٹن شکیل نے ہاتھ پر لپٹا ہوا رومال کھول کر فضلے پر پھینک دیا اور آگے بڑھ کر اس نے اس آدمی کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔

"مم۔ مم۔ میں مجرم سے تعاون نہیں کر سکتا۔ نہیں کر سکتا"۔ اس آدمی کے منہ سے پاکیشیائی زبان کے الفاظ نکلے تو کیپٹن شکیل بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ کس زبان میں بات کر رہا ہے"...... مارسیلا نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ پاکیشیائی زبان میں بول رہا ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ اب میں سمجھ گیا کہ یہ کون ہے۔ یہ ڈاکٹر قاضی ہے جس کی واپسی کے لئے ہم کراسونا جا رہے تھے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو مارسیلا بے اختیار اچھل

پڑی۔

"ڈاکٹر قاضی اور یہاں اس حالت میں۔ کیا مطلب"...... مارسیلا نے کہا۔

"اسے پانی پلانا پڑے گا۔ پھر یہ ہوش میں آئے گا۔ وہ گارٹ کہاں ائے گا"...... کیپٹن شکیل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس تھوڑی دور آگے قدرتی گھاٹ ہے"...... مارسیلا نے کہا تو کیپٹن شکیل نے جھک کر اس آدمی کو جو ابھی تک نیم غشی کی حالت میں تھا اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر آگے بڑھنے لگا۔ وہ آدمی مسلسل کراہ رہا تھا اور بڑبڑا رہا تھا لیکن وہ پوری طرح ہوش میں نہ آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ گھاٹ پر پہنچ گئے اور کیپٹن شکیل نے اسے زمین پر لٹا دیا۔

"گارٹ آ رہا ہے"...... مارسیلا نے کہا تو کیپٹن شکیل نے دیکھا کہ سمندر میں ایک تیز رفتار موٹر بوٹ تیزی سے پانی پر چلتی ہوئی اس گھاٹ کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ ڈاکٹر قاضی ہے۔ کیا تم اسے پہچانتے ہو"...... مارسیلا نے پوچھا۔

"میرا اندازہ ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور مارسیلا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد موٹر بوٹ گھاٹ سے آلگی۔ موٹر بوٹ میں گارٹ اکیلا تھا۔ اس نے بوٹ کو ایک پتھر سے باندھا اور پھر تیزی سے ساحل پر آگیا۔

"یہ۔ یہ کون ہے"...... گارٹ نے حیرت سے زمین پر پڑے

ہوئے ایشیائی کو دیکھتے ہوئے کہا۔وہ مسلسل کراہ رہا تھا۔

"بوٹ میں پانی تو ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔کیوں"...... گارث نے چونک کر پوچھا۔

"ایک بوتل لا دو۔یہ ایشیائی فضلے کے ڈھیر میں ایک تھیلے میں بند تھا۔اس کے جسم میں حرکت دیکھ کر ہم نے اسے تھیلے سے نکالا ہے اور یہ نیم بے ہوشی کے عالم میں پاکیشیائی زبان میں بڑبڑایا۔ میرا اندازہ ہے کہ یہ ڈاکٹر قاضی ہے جس کی واپسی کے لئے ہم کراسونا جارہے تھے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ویری سٹرینج۔میں لے آتا ہوں پانی"...... گارث نے کہا اور تیزی سے واپس بوٹ پر چلا گیا۔چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی۔کیپٹن شکیل نے اس سے پانی کی بوتل لی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے بوتل کو زمین پر پڑے ہوئے ایشیائی کے منہ سے لگا دیا۔اس آدمی نے غٹاغٹ پانی پینا شروع کر دیا۔جب آدھی بوتل اس کے حلق میں اتر گئی تو کیپٹن شکیل نے بوتل ہٹائی اور باقی پانی اس کے چہرے پر ڈال دیا۔ دوسرے لمحے اس آدمی کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

"یہ۔یہ میں کہاں ہوں۔کون لوگ ہو تم"...... اس آدمی نے اس بار اس زبان میں بات کی تھی جس میں گارث اور مارسیلا بات کرتے تھے۔

"تمہارا نام ڈاکٹر قاضی ہے اور تم پاکیشیائی سائنس دان ہو"۔ کیپٹن شکیل نے پاکیشیائی زبان میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک کر کیپٹن شکیل کو دیکھنے لگا۔

"تم۔تم یہ کون سی زبان بول رہے ہو"...... اس نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھ کر کھڑے ہونے میں مدد دی۔

"میں پاکیشیائی ہوں۔میرا نام کیپٹن شکیل ہے۔میں اس وقت میک اپ میں ہوں۔یہ میرے ساتھی ہیں۔ہم تمہیں رہا کرانے کے لئے کراسونا جزیرے پر جہاں لیبارٹری ہے جانے ہی والے تھے کہ ہم نے تمہیں ایک تھیلے میں بند فضلے کے ڈھیر میں حرکت کرتے ہوئے دیکھ لیا اور پھر تمہیں اس تھیلے سے باہر نکال لیا گیا۔تمہارے اطمینان کے لئے میں حوالے کے طور پر تمہیں بتا دوں کہ پاکیشیائی وزارت سائنس کی ڈپٹی سیکرٹری مسز نجمہ اظہار سے تمہاری دوستی تھی اور وہ تمہیں اپنے ساتھ سکائی کالونی کی ایک کوٹھی میں لے گئی۔ وہاں ڈاکٹر عاشق اور ڈاکٹر رابرٹ موجود تھے۔انہوں نے تمہیں بے ہوش کر دیا اور پھر تمہیں پاکیشیا سے ایک مال بردار کنٹینر کے ذریعے کاٹلی سمگل کر دیا گیا اور تم کاراکاز نامی مجرم تنظیم کے برانک سیکشن کے ہاتھ لگ گئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔اوہ۔تم درست بات کر رہے ہو۔میرا نام واقعی ڈاکٹر قاضی ہے لیکن کیا تمہارا تعلق پاکیشیا حکومت سے ہے"...... ڈاکٹر

قاضی نے کہا۔
"ہاں۔ میں پاکیشیا حکومت کی ایک ایجنسی سے متعلق ہو
تم یہاں فضلے کے ڈھیر میں کیسے پہنچ گئے اور وہ اے پی ایس کا فار
کہاں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"کیا ہم کسی آرام دہ جگہ پر نہیں جا سکتے۔ میرا ذہن چکرا رہا ہے
میں نہانا چاہتا ہوں"...... ڈاکٹر قاضی نے کہا۔
"گارث۔ تم یہاں سے کیسے واپس جاتے"...... کیپٹن شکیل
گارث سے پوچھا۔
"تمہاری روانگی کے بعد میں نے ٹرانسمیٹر پر جیپ کال کرنا
اور پھر اس پر جانا تھا۔ میں پہلے اس لئے اسے کال نہیں کرنا چاہتا
تاکہ تمہارے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو سکے کیوں"۔ گار
نے جواب دیا۔
"میں ڈاکٹر قاضی سے تفصیلی بات کرنا چاہتا ہوں۔ فی الح
روانگی تو ممکن نہیں رہی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں جیپ منگوا لیتا ہوں۔ میرا آدمی ابھی اس
بوٹ کو لے جائے گا پھر جب تم کہو گے تو دوبارہ بندوبست کر
گے"...... گارث نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹا سا موبا
کارڈلیس فون پیس اس نے نکالا اور پھر اسے آن کر کے اس نے
پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"ہیلو۔ گارث بول رہا ہوں"...... گارث نے کہا اور پھر اس

لو فضلے والے گھاٹ پر فوراً جیپ لے آنے کی ہدایات دینا
دیں۔ ہدایات دینے کے بعد اس نے فون پیس آف کیا اور
جیب میں ڈال لیا۔
قاضی۔ کیا اے پی ایس فارمولا بھی تمہارے پاس ہے یا
کیپٹن شکیل نے کہا۔
ہاں لیبارٹری میں ہے۔ میں نے اسے بینک لاکر میں رکھوایا
مجھے اغوا کر لیا گیا۔ پھر برانک نے مجھے بتایا کہ فارمولا اس
نے پہلے ہی بینک لاکر سے نکلوا لیا تھا۔ وہ مجھ سے تعاون
لیکن میں نے انکار کر دیا کیونکہ میں کسی طرح بھی مجرموں
تعاون کرنے پر تیار نہ تھا"...... ڈاکٹر قاضی نے جواب دیا۔
ٹ۔ کیا تمہارا آدمی یہاں رک سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے ہمیں
ہاں جانا پڑے کیونکہ فارمولا بھی تو بہرحال واپس حاصل کرنا
کیپٹن شکیل نے گارث سے مخاطب ہو کر کہا۔
ہاں زیادہ دیر ٹھہرنا خطرناک ہو سکتا ہے کیونکہ اس گھاٹ کو
اپس استعمال کرتے رہتے ہیں۔ جب ضرورت ہو گی موٹر
بارہ بھی تو منگوائی جا سکتی ہے"...... گارث نے کہا اور کیپٹن
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دور سے ایک
ی دکھائی دی اور پھر وہ ان کے قریب آ کر رک گئی اور اس
ایک نوجوان نے نیچے اتر کر گارث کو سلام کیا۔
ی۔ تم یہ موٹر بوٹ لے جا کر تھرڈ شیڈ کے انچارج کے

حوالے کر دو۔ ہم جیپ لے کر جا رہے ہیں"...... گارہ
نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... نوجوان نے جواب دیا اور پھر تیز تیز
موٹر بوٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بوٹ لے
وہ جیپ میں سوار ہو گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ گارتھ نے
مارسیلا اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ کیپٹن شکیل
قاضی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے
ایک کوٹھی میں پہنچ گئے۔

"میں پہلے غسل کرنا چاہوں گا"...... ڈاکٹر قاضی نے
نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ اسے اپنے ساتھ لے کر
میں آیا۔

"باتھ روم بھی ہے اور ساتھ ہی ڈریسنگ روم بھی۔ آ
مجھ سے ملتی جلتی ہے اس لئے یہاں آپ کی ناپ کے سوٹ
ہیں۔ آپ غسل بھی کر لیں اور لباس بھی تبدیل کر لیں"
نے کہا اور ڈاکٹر قاضی نے اس کا شکریہ ادا کیا اور باتھ رو
جبکہ کیپٹن شکیل، مارسیلا اور گارتھ اسی کمرے میں کر
گئے۔

"حیرت انگیز بات ہے کہ ڈاکٹر قاضی اس لیبارٹری
انداز میں زندہ سلامت پہنچ گیا ہے"...... مارسیلا نے کہا۔
"میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر قاضی کو باقاعدہ ایک

کے تحت وہاں سے نکالا گیا ہے اور اس کا باقاعدہ انتظام کیا
کہ وہ زندہ سلامت پہنچ جائے۔ اس کی ناک میں دوا کی دو
موجود تھیں جو شاید فضلے کے زہریلے اثرات کو ساتھ ساتھ
رہی ہیں اور پھر اس تھیلے کے اوپر ایسے سوراخ تھے جن میں
یاں موجود تھیں تاکہ ان نلکیوں کے سرے فضلے سے اوپر
ڈاکٹر قاضی تک تازہ ہوا پہنچتی رہے۔ پھر یہ تھیلا کسی ایسے
بنا ہوا تھا جس پر فضلے کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہو گا۔ اگر ہم
مانہ پہنچتے تو بہرحال ڈاکٹر قاضی کو ہوش آ جاتا اور پھر وہ خود
تھیلے سے نکل کر شہر پہنچ جاتے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور
ر مارسیلا دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔
ین ایسا کس نے کیا ہو گا اور اس انداز میں ڈاکٹر قاضی کو
سے نکالنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ وہ اگر ڈاکٹر قاضی کو
بھیجنا چاہتے تھے تو وہ دوسرے طریقے سے بھی تو بھیج سکتے
مارسیلا نے کہا۔
یرا اندازہ ہے کہ یہ کام لیبارٹری کے کسی ایسے آدمی نے کیا
ڈاکٹر قاضی سے کسی وجہ سے ہمدردی تھی اور وہ کارکاز کو
کی خبر نہ ہونے دینا چاہتا ہو گا۔ بہرحال جب ڈاکٹر قاضی
تو پھر ساری بات سامنے آ جائے گی"...... کیپٹن شکیل نے
دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک ملازم
حائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں ہاٹ کافی کے برتن موجود

تھے۔ اس نے برتن درمیانی میز پر رکھے اور واپس چلا گ
باتھ روم کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر قاضی باہر آگئے۔ انہوں
پہنا ہوا تھا جو ان کے جسم پر قدرے کھلا تھا لیکن بہرحال
تھا البتہ اب ڈاکٹر قاضی کا چہرہ پہلے کی نسبت ہشاش بشاش

" بے حد شکریہ۔ اب میں پوری طرح سے اپنے آپ
ٹھاک محسوس کر رہا ہوں" ...... ڈاکٹر قاضی نے کرسی پر
کہا۔ اسی لمحے مارسیلا نے کافی کی پیالی ڈاکٹر قاضی کے سا
جبکہ دوسری پیالیاں اس نے کیپٹن شکیل اور گارٹ کے
دیں اور ایک پیالی اپنے سامنے رکھ کر وہ ڈاکٹر قاضی کی طر
ہو کر بیٹھ گئی۔

" ڈاکٹر قاضی۔ اب آپ پلیز تفصیل سے سب کچھ
کیپٹن شکیل نے کہا تو ڈاکٹر قاضی نے کافی سپ کرنے
ساتھ سکائی کالونی کی کوٹھی میں بے ہوش ہونے سے لے
ہوش میں آنے، برانک اور اس کے ساتھی سے ہونے والی
اور پھر اس جزیرے سے فرار ہونے اور موٹر بوٹ کا فیول خ
پھر ایک جزیرے پر پہنچنے، بے ہوش ہونے اور ہوش میں آ
رچرڈ سے ملاقات کی پوری تفصیل بتا دی۔

" ڈاکٹر رچرڈ یونیورسٹی میں میرا کلاس فیلو رہا ہے۔
طویل عرصے تک ہوسٹل کے ایک ہی کمرے میں اکٹھے رہے
میرا بہترین اور گہرا دوست تھا۔ اس نے پہلے تو مجھے تعاون

یلن میرے انکار پر اس نے کہا کہ وہ ایسا انتظام کر دیتا ہے
لی کے دارالحکومت اس طرح پہنچ جاؤں کہ یہاں کسی کو علم
اور وہ تنظیم والوں کو کہہ دے گا کہ خون تبدیل کرنے کے
دوران میں ہلاک ہو گیا ہوں کیونکہ اس کے بقول لیبارٹری
مانے کا کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے لازماً تنظیم کی طرف
جائے گا کہ میری لاش کو برقی بھٹی میں ڈال دیا جائے اس
چھپی رہے گی اور چونکہ تنظیم کے لحاظ سے میں مر چکا ہوں
ظاہر ہے وہ میرے پیچھے نہیں آئیں گے۔ میں نے اس سے
ا تھا لیکن اس نے اسے دینے سے انکار کر دیا۔ پھر اس نے
بکشن لگایا تو میں بے ہوش ہو گیا اور پھر جب میری آنکھ
لوگ میرے سامنے کھڑے ہوئے تھے"۔ ڈاکٹر قاضی نے
ل بتاتے ہوئے کہا۔

رچرڈ نے واقعی آپ سے دوستی نبھائی ہے ڈاکٹر قاضی۔
فضلہ شاید یہاں لا کر ڈالا جاتا ہوگا اس لئے اس نے آپ کو
لئے خصوصی انتظامات کئے اور فضلے کے ڈھیر میں آپ کو
پہنچا دیا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

مجھے یاد آگیا اس نے مجھ سے کہا تھا کہ ہفتے میں ایک روز
فضلہ ساحل پر ڈالا جاتا ہے"...... ڈاکٹر قاضی نے کہا۔

۔ اب آپ یہ بتا دیں کہ یہ فارمولا کس شکل میں ہے۔
ہے یا کوئی فلم ہے اور اس کی نشانی کیا ہے"...... کیپٹن

شکیل نے پوچھا۔

"جب میرے پاس تھا تو فائل تھی جس کا کور سرخ
اور اس پر اے پی ایس کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ اب
سکتا کہ وہ کس شکل میں ہوگا"...... ڈاکٹر قاضی نے جواب

"بہرحال یہ فارمولا اب ڈاکٹر رچرڈ کے پاس ہے"
شکیل نے کہا۔

"جی ہاں"...... ڈاکٹر قاضی نے کہا۔

"گارٹ۔ یہاں علیحدہ فون ہے۔ میں چیف سے با
ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"علیحدہ سے مطلب"...... گارٹ نے چونک کر پوچھ

"میرا مطلب ہے جس کی کوئی ایکسٹینشن نہ ہو"
شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ آؤ"...... گارٹ نے کہا اور کیپٹن شکیل اٹھ

"آپ بیٹھیں میں آتا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے
سے کہا اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گارٹ کیپٹن
لے کر آفس کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں آ

"یہ فون ہے۔ اطمینان سے کرو"...... گارٹ نے
شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور گارٹ واپس چلا
دروازہ بند کر دیا تھا۔ کیپٹن شکیل نے رسیور اٹھایا
کرنے شروع کر دیئے۔

... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی

...ٹن شکیل بول رہا ہوں سر۔ کاٹلی کے دارالحکومت ماکیہ
کیپٹن شکیل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

...ں۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے چیف کا لہجہ
آیا۔

... ڈاکٹر قاضی اس وقت میرے پاس موجود ہے لیکن فارمولا
...ے ایک جزیرے کراسونا میں ہے۔ میں نے اس لئے کال کی
...ل ڈاکٹر قاضی کو واپس پاکیشیا بھجوا دوں یا جیسے آپ حکم
... کیپٹن شکیل نے کہا۔

...اکٹر قاضی تمہیں کہاں سے ملا ہے۔ کیا تم نے اسے جزیرے
اصل کیا ہے"...... چیف نے پوچھا۔

...ہیں جناب۔ اگر میں اسے بازیاب کرتا تو فارمولا بھی ساتھ
... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس نے فضلے کے ڈھیر میں
...ے لے کر آخر تک ساری تفصیل دوہرا دی۔

تم اس وقت کہاں سے بات کر رہے ہو"...... چیف نے

...یرے دوست گارٹ کی کوئی رہائش گاہ ہے۔ مجھے تفصیل کا علم
...ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

...فصیل معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ میرا نمائندہ ڈاکٹر قاضی کو وہاں

سے لے کر پاکیشیا پہنچا دے گا تم فارمولے کو بازیاب کرو
نے کہا۔

"یس سر۔ میں دوبارہ کال کرتا ہوں"....... کیپٹن شکیل
اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"ہو گیا فون"....... گارٹ نے ایک کمرے سے نکلتے ہوئے

"چیف نے اس کوٹھی کی تفصیل پوچھی ہے اور میں نے
پوچھا ہی نہ تھا۔ چیف کا کہنا ہے کہ اس کا خاص نمائندہ یہ
ڈاکٹر قاضی کو اپنے ساتھ لے جائے گا اور پھر وہ خود ہی اسے
بھجوانے کا بندوبست کرے گا۔ کیا تفصیل ہے اس کوٹھی
کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کوٹھی نمبر الیون۔ مارٹن بلاک۔ جارج کالونی"....... گا
کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر واپس اسی
طرف بڑھ گیا۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور
پر بیٹھ کر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر
کر دیئے۔

"ایکسٹو"....... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی د

"کیپٹن شکیل بول رہا ہوں سر"....... کیپٹن شکیل نے
لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیا تفصیل ہے کوٹھی کی"۔ دوسری طرف سے پو
کیپٹن شکیل نے گارٹ کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

او کے۔ میرا خاص نمائندہ ڈاکن وہاں پہنچ جائے گا۔ کوڈ اے پی
ہوں ہو گا تم نے اس سے نام پوچھنا ہے اور اس کے بعد ڈاکٹر قاضی
اس کے ساتھ بھیج دینا ہے"....... چیف نے کہا۔

اگر آپ کہیں تو میں ڈاکٹر قاضی کا میک اپ کر دوں"۔ کیپٹن
شکیل نے کہا۔

یہ کام ڈاکن خود کر لے گا اور تم بتاؤ کہ کیا تم اکیلے یہ فارمولا
حاصل کر لو گے یا دوسرے ممبرز کو تمہارے پاس بھجوا دوں"۔ چیف
نے کہا۔

میں اکیلا ہی مشن مکمل کر لوں گا باس"....... کیپٹن شکیل نے
کہا۔

او کے۔ وش یو گڈ لک"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیپٹن شکیل نے رسیور رکھ دیا اور
اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ اس نے گارٹ کو ڈاکن کے بارے میں
بتایا۔

ٹھیک ہے۔ میں گیٹ پر کہہ دیتا ہوں"....... گارٹ نے کہا اور
کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ واپس اس کمرے میں آ
گیا جہاں ڈاکٹر قاضی اور مارسیلا بیٹھے ہوئے تھے۔

میری چیف سے بات ہو گئی ہے۔ ابھی ایک آدمی یہاں آ رہا ہے
وہ آپ کو ساتھ لے جائے گا اور آپ کو بحفاظت پاکیشیا واپسی کا
بندوبست کر دے گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کا چہرہ بدلنے کے لئے

میک اپ وغیرہ کرے تو آپ پریشان نہ ہوں گے"......
شکیل نے ڈاکٹر قاضی سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈاکٹر قاضی نے
میں سرہلا دیا اور پھر کچھ دیر بعد واقعی ایک نوجوان آیا اور اس
پی ایس کا کوڈ دوہرایا اور اپنا نام ڈاکن بتایا تو کیپٹن شکیل
قاضی کو اس کے ساتھ بھجوا دیا۔

"ہاں تو اب مارسیلا۔ اب بولو کیا پروگرام ہے"......
شکیل نے کہا۔

"تم جیسے کہو"...... مارسیلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو بہرحال یہ فارمولا حاصل کرنا ہے"......
شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں"...... مارسیلا
کیپٹن شکیل نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"ڈاکن نے بہت دیر کر دی ہے ٹرالر کا انتظام کرنے میں"۔
فدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب ہوٹل میں عمران
ے کمرے میں موجود تھے۔

"ہو سکتا ہے اسے مشکل پیش آ رہی ہو۔ بہرحال وہ کر لے گا
نتظام۔ اتنا مجھے یقین ہے کیونکہ تمہارا چیف بہت کچھ دیکھ کر ہی
سی کو فارن ایجنٹ بناتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
ر صفدر نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی
بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"ڈاکن بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ڈاکن کی
واز سنائی دی۔

"تم نے بہت دیر لگا دی ڈاکن۔ کیا وجہ"...... عمران نے قد
سخت لہجے میں کہا۔
"سوری عمران صاحب۔ وہ دراصل درمیان میں ڈاکٹر قا
مسئلہ آ گیا تھا اور چیف کی کال آ گئی تھی کہ اسے بحفاظت پا
پہنچایا جائے۔ اسی لئے اس کام میں وقت لگ گیا۔ اب میں فارغ
ہوں"...... ڈاکن نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی
چونک پڑے۔
"کیا مطلب۔ ڈاکٹر قاضی کا کیا مسئلہ ہے"...... عمران نے حیر
ہوتے ہوئے کہا۔
"چیف کی کال آئی تھی کہ جارج کالونی کی کوٹھی نمبر الیون مار
بلاک میں ڈاکٹر قاضی موجود ہے میں وہاں جا کر کوڈ اے پی ا
بتاؤں اور اپنا نام لوں تو وہاں سے ڈاکٹر قاضی کو میرے ساتھ
دیا جائے گا۔ میں اس کا میک اپ کر کے اور کاغذات تیار کر
اسے پاکیشیا بھجوا دوں اور پھر چیف کو کال کر کے تفصیلات بتا دو
چنانچہ میں وہاں گیا تو وہاں مارسیلا، گارٹ اور ایکریمی میک اپ
سی ایس صاحب موجود تھے اور ایک پاکیشیائی بھی موجود تھا۔ یہ ڈا
قاضی تھا۔ میں اسے ساتھ لے آیا پھر میں نے چیف کی ہدایات
مطابق اس کے کاغذات کی تیاری کے انتظامات کئے۔ چند گھنٹو
بعد کاغذات مل جائیں گے تو میں اس کی واپسی کا انتظام کروں گا
اس سلسلے میں دیر لگ گئی تھی اور اب آپ سے بات کر رہا ہوں"

ن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اوہ اچھا۔ اس کوٹھی کا فون نمبر کیا ہے"...... عمران نے چونک
پوچھا۔
"مجھے معلوم نہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں معلوم کر کے بتا دیتا
ں"...... ڈاکن نے کہا۔
"ہاں معلوم کر کے بتاؤ۔ میں پہلے سی ایس سے بات کرنا چاہتا
ں۔ ٹرالر کا کیا ہوا"...... عمران نے کہا۔
"اس کا بندوبست ہو گیا ہے۔ اب آپ جب کہیں اور جہاں کہیں
پہنچ جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"تم پہلے اس کوٹھی کا فون نمبر معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ پھر بات
گی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
"اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن شکیل نے اپنا مشن مکمل کر لیا
ہے"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"نہیں۔ اگر مشن مکمل ہو جاتا تو وہ بھی ڈاکٹر قاضی کے ساتھ
واپس جاتا اور چیف ہمیں بھی اطلاع دے دیتا"...... عمران نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو پھر ڈاکٹر قاضی اس کے پاس کیسے پہنچ گیا"...... جولیا نے کہا۔
"دیکھو۔ بات ہو گی تو معلوم ہو گا"...... عمران نے کہا تو جولیا
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجی تو عمران
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... عمران نے کہا۔
" ڈاکن بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف
ڈاکن کی آواز سنائی دی۔
" یس۔ کیا نمبر ہے"...... عمران نے پوچھا تو ڈاکن نے فور
بتا دیا۔
" کس کی کوٹھی ہے یہ"...... عمران نے پوچھا۔
" سی ایس کے دوست گارث کی"...... ڈاکن نے جواب دیا۔
" تمہارا نمبر کیا ہے"...... عمران نے پوچھا تو ڈاکن نے ایک ا
فون نمبر بتا دیا۔
" اوکے۔ میں خود تمہیں فون کروں گا"...... عمران نے کہا ا
کریڈل دبا کر ہاتھ اٹھایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ڈاکن کا بتایا ہ
پہلا نمبر پریس کرنا شروع کر دیا۔
" یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
" مس مارسیلا یہاں ہوں گی۔ میں ان کا دوست مائیکل بول ر
ہوں۔ ان سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔
" مس مارسیلا۔ وہ تو اپنے ساتھی اور باس کے ساتھ چلی گئی ہیں۔
انہیں گئے ہوئے دو گھنٹے ہو گئے ہیں جناب"...... دوسری طرف سے
کہا گیا۔
" کہاں گئے ہیں"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔
" مجھے تو معلوم نہیں جناب۔ میں تو ملازم ہوں صاحب"...

ی طرف سے کہا گیا۔
تمہارے باس کا نام گارث ہے ناں"...... عمران نے کہا۔
یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" مارسیلا کے ساتھ ایک ایکریمی تھا۔ کیا وہ بھی ساتھ گیا ہے"۔
ان نے پوچھا۔
" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ
رسیور رکھ دیا۔ چند لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ایک بار
ر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
" یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی
ی اور عمران کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔
" عمران بول رہا ہوں جناب۔ ابھی ڈاکن نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر
اضی کو اس نے کیپٹن شکیل سے وصول کر کے پاکیشیا بھجوانا ہے۔
یں نے کیپٹن شکیل سے بات کرنے کی کوشش کی تاکہ حالات
علوم ہو سکیں لیکن وہ جا چکا ہے۔ اس لئے آپ کو کال کی ہے"۔
مران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
" ہاں۔ اتفاق سے اسے ڈاکٹر قاضی مل گیا تھا۔ اس نے مجھے کال
ی تھی۔ چنانچہ میں نے ڈاکن کی ڈیوٹی لگا دی کہ وہ اسے اس سے لے
ر پاکیشیا بھجوا دے لیکن ڈاکٹر قاضی کا اس طرح اکیلا آنا ٹھیک نہیں
ہے تم صالحہ کو اس کے ساتھ حفاظت کے لئے بھجوا دو۔ یہ ضروری
ہے"...... ایکسٹو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے اتفاق سے کہا ہے اس کا کیا مطلب ہوا جناب
کسی ہوٹل میں ملاقات ہو گئی تھی ان دونوں کی"...... عمران
تو دوسری طرف سے چیف نے مختصر طور پر ڈاکٹر قاضی کی ڈاکٹ
سے ملاقات اور پھر اسے فضلے کے کنٹینر کے ذریعے ساحل
پہنچانے، کیپٹن شکیل کے وہاں پہنچنے اور ڈاکٹر قاضی کو لے آ
تفصیل بتا دی۔

"تو اب کیپٹن شکیل کو صرف فارمولا حاصل کرنا ہو گا"۔ عم
نے کہا۔

"ہاں۔ اس کا حصول بھی ضروری ہے"...... دوسری طرف
کہا گیا۔

"لیکن کیا ڈاکٹر قاضی اس فارمولے کو دوبارہ تیار نہیں
سکتے"...... عمران نے کہا۔

"کر تو سکتا ہے لیکن اس کے لئے طویل عرصہ چاہئے لیکن ڈا
قاضی کے بارے میں جو معلومات مہیا ہوئی ہیں اس کے مطابق ڈا
قاضی کو جو خاص بیماری لاحق ہے اس بیماری کا کوئی علاج نہیں
اور ڈاکٹر قاضی کسی بھی وقت انتقال کر سکتے ہیں۔ ویسے ڈاکٹرو
نے بتایا کہ زیادہ سے زیادہ ایک سال تک وہ زندہ رہ سکتے ہیں۔ ا
سے زیادہ نہیں اور یہ ایک سال زیادہ سے زیادہ ہے۔ اس کی مو
کسی بھی وقت ہو سکتی ہے اس لئے رسک نہیں لیا جا سکتا"۔ چیف
نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں صالحہ کو ساتھ بھجوا دیتا ہوں"۔ عمران
نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"بڑا حیرت انگیز اتفاق ہوا ہے لیکن صالحہ کے ساتھ یہ زیادتی ہے
یہاں آکر اسے پھر واپس بھجوا دیا جائے"...... جولیا نے منہ بناتے
ے کہا۔

"ڈاکٹر رچرڈ نے واقعی ڈاکٹر قاضی سے دوستی نبھائی ہے ورنہ وہ
نا ہلاک ہو جاتا۔ باقی رہا صالحہ کی واپسی کا معاملہ تو بہرحال ڈاکٹر
ضی اس سارے مشن کی بنیاد ہے اس لئے صالحہ کو اس کے ساتھ
ظت کے لئے بھجوانا اس پر چیف کے انتہائی اعتماد کی دلیل ہے
میرا خیال تھا کہ شاید صفدر یا تنویر کو ڈاکٹر قاضی کی حفاظت کا
ا جائے گا"...... عمران نے جواب دیا تو صالحہ کا چہرہ جو ایکسٹو کا حکم
ن کر لٹک گیا تھا بے اختیار کھل اٹھا۔

"میں چیف کے اعتماد پر پورا اتروں گی"...... صالحہ نے کہا تو
ران سمیت سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"لیکن عمران صاحب، کیوں نہ ہم بھی کیپٹن شکیل کے پیچھے اس
بارٹری میں ہی جائیں۔ برانک ہمیں وہیں ملے گا"...... صفدر نے
ہا۔

"برانک کی ذاتی طور پر اتنی اہمیت نہیں ہے بلکہ اس کے اس
رے سیکشن کا خاتمہ کرنا ضروری ہے ورنہ لامحالہ یہ لوگ فارمولا
اصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

اس کی اطلاع سپر پاورز تک پہنچ جائے تو پھر ان سپر پاورز کے
اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے بھاگ پڑیں گے۔ بہ
ایٹمی حملے سے موثر دفاع کا سسٹم سب کے لئے انتہائی اہم ہے او
چیف اس معاملے کو ہمیشہ کے لئے دفن کرنا چاہتا ہے"۔ عمران
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن برانک سیکشن کے خاتمے سے یہ کاراکاز تو ختم نہ
جائے گی"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"کاراکاز تو ختم نہیں ہو گی لیکن اصل بات اس لیبارٹری می
برانک سیکشن کی ہے۔ اگر یہ لیبارٹری اور یہ سیکشن ختم ہو گیا
آسانی سے یہ لیبارٹری دوبارہ نہیں بن سکتی اس کے لئے طویل
بھی چاہئے اور انتہائی کثیر دولت بھی۔ اب تم خود دیکھو کہ پاکیش
پاس بھی اس ٹائپ کی لیبارٹری نہیں ہے۔ اسے بھی شوگران
اس سسٹم کو تیار کرانا پڑے گا اس لئے تم اندازہ لگا سکتے ہو ک
برانک سیکشن اور اس کی لیبارٹری کی کیا اہمیت ہے اور دوبا
سٹیج پر پہنچنے کے لئے کاراکاز کو کتنا عرصہ لگے گا۔ تب تک یہ
تیار ہو کر نصب بھی ہو جائے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چیف
میں کاراکاز کے مکمل خاتمے کے بھی آرڈر کر دے"۔۔۔۔۔۔ عمران
اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ چیف واقعی بہت دور کی
ہے"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے اثبات

اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے ڈاکن کے اپنے نمبر پریس کرنے
دیئے تاکہ صالحہ کو ڈاکٹر قاضی کے ساتھ بھیجنے کے بارے
ہدایات دے سکے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے
نے چونک کر سامنے رکھی ہوئی فائل سے سر اٹھایا اور ہاتھ
رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... برانک نے کہا۔

"سپیشل فون پر بات کریں باس"...... دوسری طرف
مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ اچھا"...... برانک نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ
نے میز کی دراز کھولی اور سرخ رنگ کا فون پیس نکال کر اس
کھینچ کر لمبا کیا اور پھر اسے آن کر کے اس نے اس پر نمبر پریس
شروع کر دیئے۔

"اے اے ون"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری ط
آواز سنائی دی۔

رانک بول رہا ہوں"...... برانک نے کہا۔

یف باس سے بات کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہیلو"...... چند لمحوں بعد چیف باس کی بھاری آواز سنائی دی۔

رانک بول رہا ہوں چیف باس"...... برانک نے انتہائی
انہ لہجے میں کہا۔

رانک۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا رپورٹ
کیا کر رہی ہے وہ"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

یں اس کے لئے یہاں کراٹ آیا ہوں جناب۔ وہ لوگ ابھی
یہاں نہیں پہنچے"...... برانک نے جواب دیا۔

کیا مطلب۔ کیا تم نے اس کی ماکیہ میں نگرانی نہیں کرائی"۔
باس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

وہاں نگرانی کی کیا ضرورت تھی باس۔ بہرحال انہوں نے یا تو
آنا ہے یا کوماٹو۔ اور ان دونوں جگہوں پر ہم ان کے خاتمے کے
پوری طرح تیار ہیں"...... برانک نے جواب دیا۔

لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ لوگ بے حد شاطر تیز اور
اں ایجنٹ ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک تمہارے اور تمہارے
ان کے لئے کوئی مسئلہ کھڑا کر دیں"...... چیف باس نے کہا۔

چیف۔ آپ جانتے تو ہیں کہ میں نے اپنے سیکشن اور اس کے
اں کی حفاظت کے کیسے انتظامات کئے ہیں۔ اس لئے چاہے وہ
بھی ایجنٹ کیوں نہ ہوں موت تو ان کا مقدر ہے"...... برانک

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر رچرڈ نے کوئی رپورٹ دی ہے فارمولے کے
میں"...... چیف باس نے پوچھا۔

" ابھی تو کوئی رپورٹ نہیں دی۔ بہرحال ڈاکٹر گراہم کو
تو لگے گا۔ اگر یہ فارمولا اتنا آسان ہوتا تو ڈاکٹر رچرڈ خود بھی
کم نہیں ہیں"...... برانک نے جواب دیا۔

" اوکے۔ بہرحال پوری طرح ہوشیار رہنا۔ تمہارا سیکا
خاص طور پر کراسونا لیبارٹری ہمارے لئے انتہائی قیمتی اور اہ
اگر تمہارے سیکشن اور لیبارٹری کو کچھ ہو گیا تو سمجھو کاراکاز ہ
لحاظ سے ختم ہو جائے گی"...... چیف باس نے کہا۔

" آپ قطعی بے فکر رہیں چیف۔ دنیا کا کوئی آدمی بھی
سیکشن کے مقابل آکر زندہ نہیں بچ سکتا"...... برانک نے کہ

" اوکے۔ جیسے ہی ڈاکٹر گراہم یا ڈاکٹر رچرڈ کی طرف ۔
رپورٹ ملے تو مجھے فوراً اطلاع دینا"...... چیف باس نے کہا۔

" یس چیف"...... برانک نے کہا تو دوسری طرف سے ر
ہو گیا۔ برانک نے فون آف کیا اور اسے واپس میز کی دراز میں
اس نے ایک بار پھر فائل پر نظریں جما دیں۔ کچھ دیر بعد فون
ایک بار پھر بج اٹھی تو برانک نے چونک کر سر اٹھایا اور ایک
رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... برانک نے کہا۔

کراسونا سے ڈاکٹر رچرڈ بات کرنا چاہتے ہیں باس"۔ دوسری
ف سے کہا گیا۔

" اوہ۔ کراؤ بات"...... برانک نے چونک کر کہا۔

" ہیلو۔ ڈاکٹر رچرڈ بول رہا ہوں باس"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر
رچرڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" یس۔ برانک بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے فارمولے کے
ارے میں"...... برانک نے پوچھا۔

" باس۔ ڈاکٹر گراہم اور میں نے اس سلسلے میں کافی کام کیا ہے
ر آپ کے لئے خوشخبری ہے کہ ہم دونوں نے مل کر کافی حد تک
ے مکمل کر لیا ہے لیکن ابھی کافی کام بہرحال باقی ہے اور یہ بات
ب واضح ہو گئی ہے کہ ہم اس فارمولے کو اب مکمل کر لیں
گے"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

" اوہ۔ ویری گڈ ڈاکٹر رچرڈ۔ تم نے خوشخبری سنائی ہے۔ میرا وعدہ
۔ اگر تم اور ڈاکٹر گراہم نے اسے مکمل کر لیا تو تم دونوں کو
ہمارے تصور سے بھی زیادہ انعام دیا جائے گا"...... برانک نے
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تھینک یو باس"...... ڈاکٹر رچرڈ نے جواب دیا۔

" اوکے۔ کام جاری رکھو اور مجھے حتمی خوشخبری دو"...... برانک
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر تیزی سے میز
ی دراز کھولی اور پھر وہی سرخ فون نکال کر اس نے اس کا ایریل کھینچ

کر لمبا کیا اور پھر اسے آن کر کے اس کے بٹن پریس کرنے شر
دیئے۔

"اے اے ون"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف
آواز سنائی دی۔

"برانک بول رہا ہوں۔چیف باس سے بات کراؤ"......
نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد چیف باس کی مخصوص آواز سنائی

"برانک بول رہا ہوں چیف باس۔ابھی ابھی ڈاکٹر رچرڈ کا
آئی ہے لیبارٹری سے۔اس نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر گراہم اور اس
مل کر خاصا کام کر لیا ہے اور یہ بات طے ہو گئی ہے کہ فارمو
مکمل کر لیا جائے گا"...... برانک نے کہا۔

"اوہ۔گڈ نیوز۔ویری گڈ نیوز۔یہ سسٹم کاراکاز کو مالا ما
دے گا۔کب تک فارمولا مکمل ہو جائے گا"...... چیف باس
لہجے میں بھی مسرت تھی۔

"ڈاکٹر رچرڈ کا کہنا ہے کہ کافی وقت لگ جائے گا لیکن بہ
مکمل ہو جائے گا"...... برانک نے کہا۔

"اوکے۔انہیں کہو کہ جلد از جلد کام مکمل کریں"...... دو
طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو برانک
فون آف کیا اور اسے واپس میز کی دراز میں رکھ کر اس نے م

ب سے نچلی دراز کھولی اور اس میں سے شراب کی ایک چھوٹی سی
ل نکالی۔اس کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل منہ سے لگا لی۔پھر اس نے
ا وقت بوتل کو منہ سے ہٹایا جب اس میں موجود شراب کا آخری
رہ تک اس کے حلق میں اتر گیا۔خالی بوتل اس نے قریب ہی پڑی
ی ٹوکری میں اچھال دی۔اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح
ل ہو گیا تھا۔اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو برانک
لک پڑا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

یس"...... برانک نے کہا۔

کوماٹو سے جیکب کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا
اور برانک بے اختیار چونک پڑا۔

جیکب کی۔کراؤ بات"...... برانک نے تیز لہجے میں کہا۔

میں جیکب بول رہا ہوں باس۔کوماٹو سے"...... چند لمحوں بعد
ب کی آواز سنائی دی۔

یس۔کیا بات ہے۔کیوں کال کی ہے"...... برانک کے لہجے
تشویش تھی۔

باس۔مارسیلا ایک ایکریمین کو ساتھ لے کر کوماٹو کی طرف
ہوئی ہے۔مجھے ماکیہ سے اطلاع ملی ہے۔آپ کی وجہ سے میں
اسے معاف کر دیا تھا لیکن اب اس نے یہ حرکت کی ہے۔اب
ہ حکم دیں"...... جیکب نے کہا تو برانک نے بے اختیار ہونٹ
لئے۔

"ایکریمی کے ساتھ آ رہی ہے مارسیلا۔ کیا مطلب۔ کس اگ
کے ساتھ اور کیوں"...... برانک نے کہا۔
"مجھے مارسیلا کی طرف سے بہرحال خطرہ رہتا تھا کیونکہ وہ
کے سارے رازوں سے واقف ہے اس لئے میں نے اس کی نگر
بندوبست کیا ہوا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے وہاں سے اطلا
گئی ہے کہ مارسیلا ایک ایکریمی کے ساتھ موٹر بوٹ کے ذریعے
گھاٹ سے روانہ ہوئی ہے اور اس کی منزل ٹاپو ہے اور آپ
ہیں کہ ٹاپو کوماٹو کے بالکل قریب ہے اس لئے لامحالہ وہ اس ا
کو ساتھ لے کر کوماٹو ہی آ رہی ہو گی اور اس نے ٹاپو پر آ کر ک
ہے"...... جیکب نے کہا۔
"ویری بیڈ۔ سنو جیکب۔ یہ ایکریمی یقیناً پاکیشیائی سیکرٹ س
کا ایجنٹ ہو گا جس نے ایکریمین میک اپ کیا ہوا ہو گا اور یہ
اس لئے کوماٹو آ رہا ہو گا کہ انہیں یہی اطلاع ملی ہے کہ لیبا
کوماٹو میں ہے اسی لئے تمہیں ریڈ الرٹ رہنے کا حکم دیا گیا
برانک نے کہا۔
"اسی لئے تو میں نے آپ کو کال کیا ہے تاکہ کل کو آپ
کہیں۔ اب آپ جیسا حکم دیں"...... جیکب نے کہا۔
"حکم کیا دینا ہے۔ اڑا دو انہیں۔ ہر صورت میں اور ہر
پر"۔ برانک نے کہا۔
"یس سر۔ میں نے ٹاپو پر پہلے ہی ایسے انتظامات کر لئے ہیں

دونوں ٹاپو پہنچیں گے موت ان کا استقبال کرے گی"۔ جیکب
نے کہا۔
"او کے۔ ہر لحاظ سے ہوشیار رہنا"...... برانک نے کہا۔
"آپ بے فکر رہیں باس۔ صرف آپ کی اجازت کی ضرورت تھی
باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"او کے"...... برانک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
"تو یہ لوگ سامنے آ ہی گئے"...... برانک نے رسیور رکھ کر
اتے ہوئے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ
یا۔

موٹر بوٹ انتہائی تیز رفتاری سے کھلے سمندر میں آگے بڑھی چلی
رہی تھی۔ مارسیلا خود موٹر بوٹ چلا رہی تھی جبکہ کیپٹن شکیل
ہی فرش میں نصب لوہے کے سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آنکھوں
سے دوربین لگائی ہوئی تھی۔

"کتنا وقت لگے گا اس ٹاپو تک پہنچنے میں"...... کیپٹن شکیل
دوربین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"کم از کم چار گھنٹے۔ ابھی تو صرف نصف گھنٹہ ہوا ہے"۔ مار
نے جو خود بھی ایک سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی مسکراتے ہوئے کہا

"اتنا فیول ہو گا اس میں"...... کیپٹن شکیل نے چونک
پوچھا۔

"ہاں۔ نہ صرف جانے کا بلکہ واپسی کا فیول بھی ہے اس میں
مارسیلا نے جواب دیا۔

اس کا مطلب ہے کہ اس ٹاپو پر پہنچتے پہنچتے ہمیں شام پڑ جائے
کیپٹن شکیل نے کہا۔

ہاں۔ اور ایسا ہونا ہے بھی ضروری ورنہ دن کی روشنی میں ہمیں
بھی کیا جا سکتا ہے"...... مارسیلا نے کہا۔

اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر تم رفتار آہستہ کر دو تاکہ اچھے
اندھیرے میں ہم وہاں پہنچیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

اس کی ضرورت نہیں۔ میں اس اینگل پر جا رہی ہوں کہ جب
ٹاپو کے قریب پہنچیں گے تو پھر کوماٹو اور ہمارے درمیان ٹاپو ہو
اس طرح وہ ہمیں چیک نہ کر سکیں گے"...... مارسیلا نے جواب

لیکن اگر انہوں نے ہیلی کاپٹر کے ذریعے چیکنگ کی تو"۔ کیپٹن
یل نے کہا۔

نہیں۔ ایسا نہیں ہو گا۔ انہیں تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی
طرح ان کی طرف آ سکتا ہے۔ چیکنگ بھی یہاں سمندر میں ہی کی
الی ہے"...... مارسیلا نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا
پھر واقعی انہیں مسلسل سفر کرتے ہوئے کئی گھنٹے گزر گئے اور
ام ہونے لگ گئی۔

اب ہم کافی قریب پہنچ گئے ہیں"...... مارسیلا نے فاصلہ بتانے
ائل دیکھتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
سیلا نے اب سپیڈ کافی کم کر دی تھی۔ کیپٹن شکیل نے گلے میں

نکی ہوئی دور بین دوبارہ آنکھوں سے لگا لی اور پھر تھوڑی دیر بلا
دور سے سمندر میں ایک چھوٹا سا دھبہ نظر آنے لگ گیا۔
"ٹاپو نظر آنے لگ گیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"وہ کوماٹو تو نظر نہیں آرہا"...... مارسیلا نے پوچھا۔
"نہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ اینگل درست ہے اور ہم اطمینان
تک پہنچ جائیں گے"...... مارسیلا نے مطمئن لہجے میں
دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑی۔
"ہیلی کاپٹر"...... مارسیلا نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیا
پڑا۔
"اوہ۔ کہاں ہے"...... کیپٹن شکیل نے سر اوپر اٹھاتے
کہا۔
"ادھر بائیں طرف سے آرہا ہے"...... مارسیلا نے کہا۔
"ہمیں فوری سمندر میں اتر جانا چاہئے۔ جلدی کرو انجن بنا
بیگ لے لو۔ جلدی کرو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"لیکن ہم نے غوطہ خوری کے لباس تو نہیں پہنے ہوئے"
نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"جلدی کرو ورنہ یہ ہمارے سر پر پہنچ جائے گا۔ چلو"......
شکیل نے اٹھ کر ایک طرف پڑا ہوا بیگ اٹھاتے ہوئے
دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے سمندر میں چھ

ل۔ اس کے پیچھے مارسیلا نے بھی بیگ اٹھایا اور وہ بھی سمندر میں
ا پڑی اور وہ دونوں بیگوں کو ہاتھوں میں پکڑے تیزی سے سمندر
کے اندر غوطہ لگاتے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ ظاہر ہے انہوں نے
سانس روک رکھے تھے۔ پھر اچانک انہیں اپنے سروں پر دھماکے کی
آواز سنائی دی اور پانی میں یکلخت تیز ہلچل پیدا ہوئی جیسے طوفان آگیا
ہو اور کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ ان کی موٹر بوٹ کو ہٹ کر دیا گیا
ہے۔ سانس روکے وہ آگے بڑھ رہا تھا لیکن ظاہر ہے اسے بہرحال سطح
پر جانا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنا رخ بدلا اور تیزی سے سطح کی طرف
اٹھتا چلا گیا۔ سطح سے سر باہر نکال کر اس نے بے اختیار ایک لمبا
سانس لیا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کو واپس جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اسی
لئے مارسیلا بھی سطح پر ابھر آئی۔ وہ زور زور سے سانس لے رہی تھی۔
اس کی حالت کافی خراب تھی۔ موٹر بوٹ کے تختے سمندر میں بہتے
ہوئے نظر آرہے تھے۔
"جلدی سے سانس اچھی طرح لے لو ہیلی کاپٹر پھر واپس آئے گا۔
انہوں نے چیک کر لیا ہو گا کہ بوٹ خالی تھی"...... کیپٹن شکیل نے
ہنس کر کہا لیکن ہیلی کاپٹر واپس نہ آیا اور ان کی نظروں سے اوجھل ہو
گیا۔
"اوہ۔ شاید انہوں نے خیال نہیں کیا"...... مارسیلا نے آہستہ
سے کہا۔
"نہیں۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔

انہوں نے ٹاپو پر کوئی نہ کوئی انتظام کر رکھا ہے اور انہیں
ہے کہ ہم نے بہرحال ٹاپو پر ہی پہنچنا ہے"...... کیپٹن شکیل
کہا۔

"پھر کیا کیا جائے۔ کاش ہم غوطہ خوری کا لباس پہن
بیٹھتے"...... مارسیلا نے کہا۔

"تم اپنا بیگ کھول کر اس میں سے لباس نکالو اور اسے پہننے
کوشش کرو میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔ اس کے سوا اور کوئی
نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن بیگ کھولنے سے اس کے اندر پانی چلا جائے گا اور ا
بے کار ہو جائے گا"...... مارسیلا نے کہا۔

"بیگ کو پانی کی سطح سے اوپر اٹھا کر کھولو۔ جلدی کرو۔
ہیلی کاپٹر دوبارہ نہ آجائے۔ جلدی کرو"...... کیپٹن شکیل نے کہ
اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بیگ کو پانی کی سطح سے اوپر اٹھ
اس کی زپ کھولی اور پھر اس کے اندر موجود جدید ترین غوطہ خ
کے لباس کا ایک پیکٹ باہر نکال کر اس نے بیگ کو بند کیا او
بیگ کو اس نے اپنے گلے میں اس طرح باندھ لیا کہ وہ آگے
طرف لٹک گیا جبکہ پیکٹ کھول کر اس نے لباس نکالا اور پھر
کھول کر اس نے اسے پہننے کی کوشش شروع کر دی۔ تھوڑی
جدوجہد کے بعد بہرحال وہ اسے پہننے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر اس
زپ لگا کر اسے بند کیا اور بیگ کو گلے سے کھول کر اس نے

باقاعدہ لگے ہوئے ہکس سے باندھا اور پھر سر پر خول چڑھا کر
نے گلے اور سر کو بھی بند کر دیا۔ پھر اس نے اس کے اندر لگے
ے ایئر سسٹم کا بٹن آن کر دیا جس سے پانی کے اندر سے آکسیجن
ہو کر اس تک پہنچنے لگی اور پھر اس نے غوطہ لگا دیا۔ اب وہ
ان سے سانس لے رہا تھا۔ مارسیلا ابھی تک جدوجہد میں
ف تھی۔ کیپٹن شکیل آگے بڑھا اور اس نے مارسیلا کو لباس
میں مدد دی اور پھر اس کی پشت پر اس کا بیگ ہکس سے باندھ

اب ٹھیک ہے۔ اب میں سانس لے سکتی ہوں"...... ٹرانسمیٹر
سیلا کی مطمئن سی آواز سنائی دی۔

میرا خیال ہے کہ ہمیں ٹاپو پر جانے کی بجائے چکر کاٹ کر براہ
ت کو ماٹو پہنچنا چاہئے۔ اس وقت ان کی توجہ لامحالہ ٹاپو کی طرف
و گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ ویسے بھی اب ٹاپو جانے کی ضرورت نہیں۔ وہاں
ر ہم نے یہی لباس ہی تو پہننا تھا لیکن انہیں ہمارے متعلق علم
ہو گیا"...... مارسیلا نے کہا۔

ہو سکتا ہے کہ ماکیہ میں ان کے مخبر موجود ہوں"...... کیپٹن
نے جواب دیا۔

لیکن اب تو یہ لوگ پوری طرح ہوشیار ہوں گے۔ اب تو
ؤ تک پہنچنا بھی مسئلہ بن جائے گا"...... مارسیلا کے لہجے میں بے

حد تشویش تھی۔

"تشویش سے کام نہیں چلے گا مارسیلا۔ ہم نے بہرحال مشن
کرنا ہے۔ اس لئے ہمت اور حوصلے سے کام لو"...... کیپٹن شکیل
کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو"...... مارسیلا نے کہا اور پھر وہ دونوں
گہرائی میں جا کر تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ ٹاپو جزیرے کے
سے گزر کر وہ آگے بڑھ رہے تھے لیکن ابھی وہ تھوڑی دور ہی
بڑھے ہوں گے کہ اچانک کیپٹن شکیل نے سمندر کی تہہ سے
اوپر سطح تک سرخ رنگ کی شعاعوں کا ایک جال سا تنا ہوا د
جال پانی کے اندر اس طرح لہرا رہا تھا جیسے ٹارچ کو لہرا
روشنی لہراتی ہے۔

"رک جاؤ مارسیلا۔ آگے ریڈ ریز کا جال ہے"...... کیپٹن
نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔ یہ کیا ہوتا ہے"...... مار
پوچھا۔

"اس سے ٹکراتے ہی ہمارے جسموں کے اس طرح
جائیں گے جیسے ہمارے اندر ایٹم بم پھٹ پڑے ہوں"......
شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ پھر اب کیا ہوگا۔ اب تو ہم واپس ماکیہ بھی نہیں
اور آگے بھی نہیں جا سکتے"...... مارسیلا نے انتہائی پریشان

واپس جانے کی بات ذہن سے نکال دو۔ ہم نے بہرحال آگے جانا
ہے اور دیکھنا کہ اس جال کا کیا حشر ہوتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ایک ہاتھ عقب میں کیا اور
لباس کی سائیڈ زپ کھول کر اس نے اندر سے ایک چھوٹا سا چپٹا
پسٹل نکالا اور زپ بند کر کے وہ پسٹل ہاتھ میں پکڑے تیزی سے اس
جال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جال کے قریب جا کر اس نے پسٹل کا رخ
اس جال کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے پسٹل سے نارنجی
رنگ کی روشنی کی شعاع سی نکلی اور پھر جیسے ہی یہ شعاع اس سرخ
شعاع جو جال کی صورت میں تھی ٹکرائی۔ پانی میں تیز ہلچل پیدا ہوئی
اور جال کا کافی سارا حصہ غائب ہو گیا۔ کیپٹن شکیل نے دوبارہ فائر
کیا اور پھر اس نے تین چار بار ادھر ادھر ہاتھ کر کے فائر کئے تو جال کا
کافی بڑا حصہ غائب ہو گیا البتہ باقی جال ویسے ہی پانی میں لہرا رہا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ جہاں جہاں تمہارے پسٹل کی شعاع لگتی ہے
وہاں سے جال غائب ہو جاتا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ اگر اسے
غائب ہونا تھا تو پھر پورا جال غائب ہونا چاہئے"...... مارسیلا نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا صرف پندرہ منٹ کے لئے ہے۔ پندرہ منٹ کے لئے
دونوں شعاعوں کے ملنے کی وجہ سے شعاعیں پانی میں مل کر غائب
ہو گئی ہیں۔ پندرہ منٹ بعد شعاعیں دوبارہ جال بنا دیں گی۔ اگر یہ

پورا آف ہو جاتا تو جہاں سے اسے کنٹرول کیا جا رہا ہے وہاں فو
چل جاتا۔ اب ایسا نہیں ہو گا۔ یہ اس کو بے اثر کرنے کا جدید ط
ہے۔ آؤ"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتے
مارسیلا اس کے پیچھے تھی اور تھوڑی دیر بعد وہ جال کو کراس کر
آگے بڑھ گئے۔

"کیا تمہیں پہلے سے معلوم تھا کہ ان شعاعوں کا جال یہاں م
ہو گا"...... مارسیلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سمندر کی حفاظت کا سب سے مشہور طریقہ ہے اس لئے
نے پہلے ہی اس کا بندوبست کر لیا تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا
پسٹل کو دوبارہ بیگ کی سائیڈ زپ کھول کر اندر ڈال کر زپ ب
دی۔ اب وہ تیزی سے کوماٹو کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ یہ لوگ اس جال کو ہی کافی سمجھ بیٹھے
ان کا خیال ہو گا کہ اس جال کی وجہ سے کوئی ان تک نہیں پہنچ
ورنہ اب تک کوئی نہ کوئی اور حربہ نظر آ جاتا"...... کیپٹن شکیل
کہا۔

"اب انہیں کیا معلوم تھا کہ ان کا سابقہ کیپٹن شکیل سے پ
ہے"...... مارسیلا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل
اختیار ہنس پڑا۔ وہ مسلسل تیرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے ا
انہیں دور سے کوماٹو جزیرہ نظر آنے لگ گیا۔ کیپٹن شکیل ک
نظریں غوطہ خوری کے جدید لباس کے شفاف ہیلمٹ کے اندر

ان کا مسلسل جائزہ لے رہی تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ اس وقت
تھوڑی سی غفلت بھی ان کا خاتمہ کر سکتی ہے اس لئے وہ پوری طرح
انا تھا پھر جیسے ہی کوماٹو جزیرہ زیادہ قریب آیا کیپٹن شکیل تیرتے
تے رک گیا۔

"رک جاؤ مارسیلا"...... کیپٹن شکیل نے اپنے پیچھے آتی ہوئی
یلا سے کہا۔

"کیا ہوا۔ تمہاری آواز میں تشویش ہے"...... مارسیلا نے کہا۔

"اب سب سے خطرناک مرحلہ آ گیا ہے۔ مجھے اندازہ ہی نہ تھا کہ
ان جزیرے کی حفاظت کے لئے ٹرانس پلیٹیں استعمال کریں
"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹرانس پلیٹیں۔ وہ کیا ہوتی ہیں۔ کہاں ہیں پلیٹیں۔ مجھے تو نظر
ہیں"...... مارسیلا نے کہا۔

"وہ سامنے تمہیں جگہ جگہ پانی میں چمک سی محسوس ہو رہی ہو
کیپٹن شکیل نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب غور سے دیکھنے سے واقعی محسوس ہو رہی ہے جیسے
پ کی چمک پڑ رہی ہو"...... مارسیلا نے کہا۔

"یہ ٹرانس پلیٹوں کی چمک ہے۔ ٹرانس پلیٹیں خاص قسم کی
وں کو ملا کر بنائی جاتی ہیں۔ ان پر جب روشنی ڈالی جاتی ہے تو
ے خاص قسم کی شعاعیں نکل کر ایک مخصوص رینج تک پانی میں
جاتی ہیں اس طرح پورا پانی ان شعاعوں سے آلودہ ہو جاتا

ہے۔ جیسے ہی کوئی جاندار اس مخصوص رینج کے پانی میں داخل
ہے تو اس کے اعصاب اس طرح مفلوج ہو جاتے ہیں کہ وہ
کرنے سے معذور ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ٹرانس پلیٹ
چیک کرنے والی مشین انہیں آگاہ کر دیتی ہے اس کے بعد
جاندار کو باہر نکال لیا جاتا ہے اور پھر اس کے ساتھ جس طرح
سلوک کریں۔ بہرحال ان ریز کا اثر کئی گھنٹوں تک اس کے ج
رہتا ہے۔ اس طرح وہ آدمی کسی صورت بچ نہیں سکتا کیونکہ
سے گزر کر ہی اسے جزیرے تک پہنچنا پڑتا ہے"...... کیپٹن
نے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو واقعی انتہائی خطرناک حربہ ہے۔
کیا جائے"...... مارسیلا نے انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"اب تو واپسی کا راستہ بھی بند ہو چکا ہو گا کیونکہ ریز
دوبارہ مکمل ہو گیا ہو گا اور اب پسٹل کی شعاعوں کا اثر بھی
نہیں ہو سکتا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم دونوں طرف
پھنس گئے ہیں۔ اوپر جائیں تو ہمیں فوراً گولی مار دی جا
مارسیلا نے کہا۔

"اس کا اب ایک ہی حل ہے۔ اگر تم ہمت کرو تو بچا جا
ورنہ نہیں"...... کیپٹن شکیل نے چند لمحوں کی خاموشی کے بع

"وہ کیا"...... مارسیلا نے پوچھا۔

ٹرانس پلیٹوں میں ایک خامی بھی ہے کہ جیسے ہی کوئی جاندار
اس کی رینج میں داخل ہوتا ہے وہ اسے مفلوج کرتی ہیں تو ساتھ
وہ خود آف ہو جاتی ہیں۔ پھر جب تک اس مفلوج جسم کو باہر نہ
جائے یہ آن نہیں ہوتیں اس لئے اگر تم اس رینج میں داخل ہو
ظاہر ہے تم مفلوج ہو جاؤ گی اور ٹرانس پلیٹوں کا سسٹم آف ہو
گا۔ پھر تمہیں باہر نکالا جائے گا تو میں بھی اوپر پہنچ جاؤں گا۔ اس
بعد تمہیں آزاد بھی کرا لوں گا اور پھر ٹھیک بھی کر دوں گا۔ اس
علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا یہ ریز غوطہ خوری کے لباس کے اندر بھی اثر کرتی ہیں"۔
یلا نے اس طرح چونک کر پوچھا جیسے اسے اچانک اس بات کا
ل آگیا ہو۔

"ہاں۔ ورنہ تو یہ بیکار ہوتیں۔ کوئی بھی غوطہ خور اطمینان سے
ے پر پہنچ جاتا"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"سوری کیپٹن شکیل۔ میں یہ رسک نہیں لے سکتی۔ مجھے تو
ب دیکھتے ہی گولی مار دے گا البتہ تم مفلوج ہو جاؤ تو میں تمہیں
لوں گی"...... مارسیلا نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے جیسے تم کہو۔ میں نے
حال مشن مکمل کرنا ہے"...... کیپٹن شکیل نے سادہ لہجے میں
ب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس اعتماد کا شکریہ۔ تم بے فکر رہو میں اس اعتماد پر ہر

صورت میں پورا اتروں گی"...... مارسیلا نے کہا اور کیپٹن شکیل
اختیار مسکرا دیا۔

"آؤ ساتھ ساتھ آگے چلیں تاکہ میں جیسے ہی رینج میں داخل
جاؤں اور پلیٹیں آف ہوں تو تم بھی اندر داخل ہو سکو"......
شکیل نے کہا اور مارسیلا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ
شکیل کے ساتھ تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ کیپٹن شکیل کی تیز
پانی پر جمی ہوئی تھیں اور پھر اسے پانی کے اندر دائرے کی
میں چمکتی ہوئی ایک باریک سی لکیر نظر آ گئی تو اس کے لب
مسکراہٹ تیرنے لگی۔ وہ دونوں جیسے ہی اس لکیر کے قریب
کیپٹن شکیل نے یکلخت مارسیلا کا بازو پکڑا اور ایک زوردار جھٹکے
اس نے اسے دھکیل کر اس لکیر کے اندر پھینک دیا۔ مارسیلا کے
سے نکلنے والی چیخ کیپٹن شکیل کے کانوں سے ٹکرائی اور پھر
یکلخت گھٹتی چلی گئی۔ مارسیلا کا تڑپتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہو گیا
اس کے ساتھ ہی پانی میں نظر آتی ہوئی روشنیاں اور لکیر بھی غائب
گئی تو کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر چکر کاٹ
وہ جزیرے کی دوسری طرف کو نکلتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ
جزیرے سے غوطہ خور پانی میں داخل ہو کر بے حس و حرکت
کو نکال کر لے جائیں گے اور ایک بار پھر ٹرانس پلیٹیں آن ہو
گی۔ اس لئے وہ ان کے آن ہونے سے پہلے جزیرے پر چڑھ جا
تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے دوسری طرف پہنچا اور پھر تیز

زیرے کی زمین کے قریب سے ہو کر اوپر سطح کی طرف ابھرتا چلا گیا۔
ب اس کا سر پانی سے باہر نکلا تو اس نے جلدی سے ہیلمٹ کھول کر
فی طرف ڈالا اور پھر پتھروں کو پکڑ کر وہ کھائیوں میں سے ہوتا ہوا
ارکار اوپر جزیرے پر پہنچ گیا اور پھر ایک اونچی جھاڑی کے پیچھے چھپ
یا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے بیگ اپنی پشت سے کھول کر علیحدہ
یا اور پھر غوطہ خوری کا لباس اتار کر اس نے بیگ میں سے ایک
میلا نکال کر لباس اس کے اندر ڈال کر زپ لگائی اور ایک بار پھر
یک کھاڑی میں اتر گیا۔ اس نے اندرونی طرف سطح سمندر سے اوپر
یک غار نما سوراخ میں تھیلا رکھ دیا اور پھر واپس آ کر وہ تیزی سے
ں بیگ کی طرف بڑھا جو اس نے اپنی پشت سے اتار کر رکھا تھا۔
ں نے بیگ میں سے ایک سائلنسر لگا پسٹل اور ایک انتہائی زود اثر
ے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل نکال کر جیبوں میں ڈالے اور پھر
ھاڑی سے نکل کر وہ ایک اونچے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ بیگ اس
ے عقب میں موجود تھا۔ اس نے اس درخت کے اوپر چیکنگ
سٹ دیکھ لی تھی اور اس وقت اس کے ذہن کے مطابق بچاؤ کا سب
ے بہتر طریقہ یہی تھا کہ وہ ایسی کسی چیک پوسٹ پر پہنچ جاتا کیونکہ
ے معلوم تھا کہ چیک پوسٹ پر موجود سب لوگ مارسیلا کو پانی
ے باہر نکالنے کے آپریشن کو دیکھنے میں مصروف ہوں گے۔ بندر کی
ی پھرتی سے گھنے درخت پر چڑھتا ہوا وہ اوپر چیک پوسٹ پر پہنچ گیا۔
ں نے اپنے جسم کو تنے کے ساتھ ایڈجسٹ کیا اور پھر سر اونچا کر کے

اس نے چیک پوسٹ کے اندرونی طرف جھانکا۔ وہاں سمندر کی ط
انتہائی جدید ترین دور مار میزائل گنیں فٹ تھیں۔ ایک طیارہ
گن بھی تھی۔ ایک طرف کے حصے پر چھت تھی جس کے اند
افراد موجود تھے۔ ان سب کا رخ دوسری طرف تھا۔ کیپٹن شکیل
جیب سے سائلنسر لگا مشین پسٹل نکالا اور تیزی سے اچھل کر وہ
پوسٹ کے فرش پر چڑھا اور پھر لکڑی کے تختوں پر کرالنگ کرتا
کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے کی دیوار کے ساتھ وہ پشت لگا کر
ہو گیا۔ اندر سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"عجیب سلسلہ ہے ماکیرو کہ وہ عورت تو مل گئی ہے لیکن اس
ساتھی ایکریمین نہیں مل سکا اور وہ عورت بھی چیف جیکب کی
بیوی ہے۔ اب پتہ نہیں چیف اس کے ساتھ کیا سلوک کرے
ایک آواز سنائی دی۔

"سلوک کیا کرنا ہے۔ گولی مار دے گا۔ پہلے بھی چیف
برانک نے درمیان میں پڑ کر معاملہ ختم کر دیا تھا ورنہ تم جیکب
جانتے ہو وہ برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ اس کی عورت کسی دوسر
کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے"...... ایک دوسری آواز سنائی دی۔

"لیکن مارسیلا تو انتہائی شریف لڑکی تھی۔ وہ جب تک یہاں
ہے اس نے کبھی کوئی غلط حرکت نہیں کی"...... ایک اور آدمی
کہا۔

"اسی لئے تو پال نے باس جیکب کے کان بھر دیئے اور حلف

لیا کہ مارسیلا کی اس سے دوستی رہی ہے اس نے دراصل مارسیلا سے
دوستی کی کوشش کی تھی لیکن مارسیلا نے اس سے دوستی سے انکار کر
دیا جس پر اس نے یہ انتقام لیا"...... پہلی آواز سنائی دی اور پھر
خاموشی طاری ہو گئی۔

"باہر جا کر چیکنگ تو کرو۔ سب یہاں اکٹھے ہو گئے ہو"۔ ایک
اور آواز سنائی دی۔

"اب چیکنگ کے لئے کیا رہ گیا ہے ماکیرو۔ اب اس طرف کس
نے آنا ہے"...... کسی نے ہنستے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے جیب
سے بے ہوش کرنے والی گیس والا پسٹل نکالا اور اس کا رخ کمرے کی
طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی۔

"ارے یہ کیسی آواز ہے"...... دو آدمیوں نے چیختے ہوئے کہا
لیکن پھر ان کی آوازیں ان کے حلق میں گھٹتی چلی گئیں۔ کیپٹن
شکیل نے سانس روک رکھا تھا۔ اندر سے یکے بعد دیگرے چار
دھماکے سنائی دیئے اور دروازے سے سفید رنگ کا ہلکا ہلکا دھواں
نکلتا دکھائی دیا۔ کیپٹن شکیل سانس روکے کھڑا ہوا تھا۔ جب سفید
دھواں غائب ہو گیا تو کیپٹن شکیل تیزی سے کمرے میں داخل ہوا تو
اس نے چار افراد کو ٹیڑھے میڑھے انداز میں کمرے کے فرش پر پڑے
ہوئے دیکھا۔ کمرے میں باقاعدہ مشینری فٹ تھی جو چل رہی تھی۔
کیپٹن شکیل نے آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کر دیا اور پھر اس کی
نظریں ایک آدمی پر جم گئیں۔ اس کا قدوقامت اس جیسا تھا۔ اس

نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا لباس اتارا اور پھر اس آدمی کا لباس اتارنا
شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔ تھوڑی
دیر بعد وہ اپنا لباس اس آدمی کو پہنا چکا تھا جبکہ اس نے خود اس
لباس پہن لیا تھا۔ پھر اس نے اپنے لباس میں سے اپنی ضروری چیزیں
نکال کر جیبوں میں ڈالیں اور ساتھ ہی اس نے بیگ کھولا اور اس میں
سے ماسک میک اپ کا سامان نکالا اور پھر چہرے اور سر پر ماسک چڑھا
کر اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں اسے دونوں ہاتھوں سے تھپتھپانا
شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ اب اس
شکل اس آدمی جیسی ہو گئی ہے تو اس نے بیگ میں سے ضروری
ضروری اسلحہ نکال کر جیبوں میں ڈالنا شروع کر دیا۔ سب سے آخر میں
اس نے بیگ کی ایک سائیڈ کھول کر ایک چپٹا سا باکس نکال
اسے کھولا اور اس کے اندر لگے ہوئے آئینے میں اس نے اپنی شکل
دیکھنی شروع کر دی۔ پھر اس نے باکس میں موجود سامان سے اپنے
چہرے پر مزید میک اپ کرنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد اس کا
چہرہ اور اس کے بال اس آدمی جیسے ہو گئے تو اس نے باکس بند کر
کے اسے بیگ میں ڈالا اور بیگ بند کر کے اسے اس نے اٹھا کر ایک
مشین کے پیچھے خالی جگہ پر اس طرح چھپا دیا کہ جب تک خاص طور
پر نہ دیکھا جائے کسی کو دکھائی نہ دے سکے۔ پھر اس نے اس آدمی کی
ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ وہ جان بوجھ کر ایسا
گیس پسٹل لے کر آیا تھا جس کا تریاق صرف سانس روکنا ہو سکتا تھا

چونکہ ہنگامی حالات میں کوئی دوسری چیز میسر نہ آسکتی تھی۔ چند لمحوں
بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو
کیپٹن شکیل نے ہاتھ ہٹائے اور پھر جیب سے مشین پسٹل نکال کر
اس نے اس آدمی کی کنپٹی سے لگا دیا۔ وہ آدمی ہوش میں آتے ہی
کراہتا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے کہا تو
اس آدمی نے ایک جھٹکے سے گردن موڑی اور کیپٹن شکیل کو دیکھ
کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"تم۔ تم میری شکل میں۔ کون ہو تم"...... اس آدمی نے کہا۔

"نام بتاؤ۔ ورنہ ٹریگر دبا دوں گا اور تمہاری کھوپڑی ہزاروں
ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گی"...... کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے
کہا اور ساتھ ہی اس نے پسٹل دبا دیا جبکہ اس نے دوسرا ہاتھ اس کی
گردن پر رکھا ہوا تھا۔ اس ہاتھ کا انگوٹھا اس کی گردن میں دھنسا ہوا
تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ آدمی زیادہ حرکت نہ کر پا رہا تھا۔

"ماکیرو۔ میرا نام ماکیرو ہے اور میں اس چیک پوسٹ کا انچارج
ہوں۔ مگر تم کون ہو"...... ماکیرو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"جیکب کہاں ہوتا ہے۔ مارسیلا کو کہاں لے جایا گیا ہے"۔
کیپٹن شکیل نے گردن پر رکھے ہوئے انگوٹھے اور مشین پسٹل کو
بیک وقت دباتے ہوئے کہا۔

"چیف ہاؤس میں۔ اور کہاں لے جانا ہے"...... ماکیرو نے کہا۔

اسی لمحے کیپٹن شکیل نے ٹریگر دبا دیا اور ماکیرو کے جسم نے جھٹکا کھایا۔ گولی اس کی کھوپڑی کو توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی اور کیپٹن شکیل تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ماکیرو کا جسم جھٹکے سے نیچے گرا تو کیپٹن شکیل نے باقی پڑے ہوئے بے ہوش افراد پر گولیاں چلا دیں۔ جب چاروں ختم ہوگئے تو اس نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور تیزی سے باہر نکل کر وہ درخت کے ساتھ لگی ہوئی سیڑھی سے نیچے اتر آیا۔ اب وہ ماکیرو کے روپ میں تیزی سے جزیرے کے اندرونی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ جزیرے پر خاصی ہنگامی حالت دکھائی دے رہی تھی۔

"ارے ماکیرو تم۔ تم کہاں جا رہے ہو"..... ایک آدمی نے اچانک ایک درخت کی اوٹ سے نکل کر کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چیف کے پاس"..... کیپٹن شکیل نے حتی الوسع ماکیرو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ کیوں۔ اچھا مارسیلا کو دیکھنے۔ جاؤ جاؤ۔ اس بیچاری کو اگر بچا سکتے ہو تو بچا لو۔ چیف تمہاری بات بہت مانتا ہے"..... اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک لکڑی کے بنے ہوئے کیبن کے سامنے دو مسلح محافظوں کو کھڑے دیکھا۔ اس کیبن کے اوپر جھنڈا لہرا رہا تھا۔ کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ یہی چیف ہاؤس ہو گا۔ وہ قدم بڑھاتا اس

کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ماکیرو تم آگئے ہو۔ اچھا کیا۔ چیف کا غصہ عروج پر ہے۔ اگر ہو سکے تو مارسیلا کو بچا لینا۔ آخر تم جیکب کے بہنوئی ہو اور وہ تمہاری بات مانتا ہے"..... ایک محافظ نے ماکیرو کے قریب آنے پر مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل بغیر کوئی جواب دیئے صرف سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر کیبن میں داخل ہو گیا۔

"میں تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دوں گا۔ کتی۔ بتاؤ کہاں ہے وہ ایکریمی"..... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی شڑاپ کی آواز سنائی دی اور پھر مارسیلا کی کربناک چیخ سنائی دی۔

"بولو۔ بتاؤ"..... وہی چیختی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی۔ کیپٹن شکیل آگے بڑھا تو ایک راہداری سے مڑ کر وہ ایک بند دروازے پر پہنچ گیا۔ آوازیں دروازے کے اندر سے آ رہی تھیں۔ اس نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہو گا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کی ایک دیوار کے ساتھ کنڈوں میں بندھی ہوئی زنجیروں سے مارسیلا بندھی ہوئی تھی۔ اس کے جسم پر زخموں کے آڑے ترچھے نشانات تھے۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا۔ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی جبکہ ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی ہاتھ میں کوڑا اٹھائے اس کے سامنے کھڑا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر وہ تیزی سے مڑا۔

"تم۔ تم یہاں کیوں آئے ہو ماکیرو"..... اس آدمی نے غصیلے

لہجے میں کہا۔

" یہ دیکھنے کہ تم مارسیلا سے کیا سلوک کرتے ہو"...... کیپٹن
شکیل نے کہا تو جیکب بے اختیار اچھل پڑا۔

" یہ۔ یہ تمہاری آواز۔ کون ہو تم"...... جیکب نے تیزی سے
جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے کیپٹن شکیل کا ہاتھ
بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور جیکب چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا
کیپٹن شکیل نے اچھل کر لات ماری اور جیکب ہلکا سا تڑپ کر ساکت
ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

" تم۔ تم نے جیکب کو مارا ہے۔ کون ہو تم"...... نیم بے ہوش
اور زخمی مارسیلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں ماکیرو نہیں کیپٹن شکیل ہوں مارسیلا۔ مجھے افسوس ہے کہ
مجھے یہاں تک پہنچنے میں دیر ہو گئی اور تمہیں یہ تکلیف اٹھانی پڑی
میں ابھی آ رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور تیزی سے مڑ کر
کمرے سے باہر آ گیا۔

" کیا ہوا۔ کیا جیکب نے تمہیں باہر نکال دیا ہے ماکیرو"...... باہر
کھڑے اس محافظ نے جس نے پہلے اس سے بات کی تھی مسکراتے
ہوئے کہا۔

" ہاں"...... کیپٹن شکیل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ سامنے
کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس کا جیب میں موجود ہاتھ تیزی سے باہر آیا
تو اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا۔ دوسرے لمحے

ٹ کٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی دونوں محافظ اچھل کر نیچے
ے۔ عین دل پر پڑنے والی گولیوں نے انہیں چیخنے تک کا موقع نہ
ھا۔ کیپٹن شکیل نے بجلی کی سی تیزی سے مشین پسٹل جیب میں
ور پھر جھک کر ان دونوں محافظوں کے بازو پکڑے اور انہیں
یٹتا ہوا راہداری میں لے جا کر ڈال دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے
وٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا اور پتلا سا باکس نکالا اور
س کے اوپر لگے ہوئے دو بٹنوں کو یکے بعد دیگرے پریس کر کے
ہ کیبن سے باہر آ گیا اور پھر اس نے ہاتھ گھما کر وہ باکس
جھاڑی میں اچھال دیا اور مڑ کر اس نے دروازے کو بند کر کے
ے لاک کیا اور تیزی سے دوڑتا ہوا اس کمرے میں آیا جہاں
یلا ابھی تک زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی جبکہ جیکب بے ہوش
ا تھا۔ مارسیلا کا جسم ڈھلکا ہوا تھا۔ وہ زخموں کی وجہ سے بے
ہو گئی تھی۔ کیپٹن شکیل نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر
کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سانس روک لیا تھا لیکن
کے باوجود اس کا ذہن چکرانے لگ گیا تھا لیکن اس نے بھرپور
ہد کرتے ہوئے اپنے ذہن کو کنٹرول میں رکھا کیونکہ اسے
م تھا کہ باکس میں سے نکلنے والی انتہائی تیز اثر بے ہوش کر دینے
یس پورے جزیرے میں پھیل گئی ہو گی۔ کیپٹن شکیل نے
روک رکھا تھا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا لیکن اب اسے یوں
ہو رہا تھا کہ جیسے اس کا سینہ کسی بم کی طرح پھٹ جائے گا۔

پھر جب معاملہ واقعی ناقابل برداشت ہو گیا تو اس نے آہستہ آ
سانس باہر نکالنا شروع کر دیا۔ وہ جان بوجھ کر ایسا آہستہ آہستہ
تھا اور پھر جب مجبوراً اسے سانس لینا پڑا تو اس نے آہستہ آ
سانس لینا شروع کر دیا لیکن جیسے ہی اس نے سانس لینا شرو
اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے چھت پر گھومتے ہوئے
کے ساتھ باندھ دیا ہو۔ اس نے سانس لینا روک لیا اور ایک
اپنے ذہن کو کنٹرول کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہو گیا۔ چند
بعد جب اس کا تیزی سے گھومتا ہوا ذہن قدرے کنٹرول میں آیا
نے تھوڑا سا اور سانس لیا۔ لیکن اس بار اس کے ذہن پر کوئی
پڑا۔ اس نے بے اختیار سانس لیا۔ اس کا دل خوشی سے بے
دھڑکنے لگ گیا تھا۔ اس نے وہ وقت بہرحال گزار لیا تھا جو گیـ
اثر کا وقت تھا۔ اب گیس کے اثرات ختم ہو چکے تھے۔ اس
تیزی سے مڑا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ راہداری میں
لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے دونوں کی مشین گنیں اٹھا
پھر ایک مشین گن کو کاندھے سے لٹکا کر اور دوسری ہاتھ میں
وہ دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ پھر اس نے پورے جزیرے کا ر
شروع کر دیا۔ واقعی ہر جگہ مسلح افراد جھاڑیوں میں ڈھیر ہو
تھے۔ چیک پوسٹوں پر سے بھی نقل و حرکت کے کوئی آثا
رہے تھے اور پھر وہ ایک ایسے بڑے سے کیبن کے سامنے پہنچ
کے باہر چار مسلح افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ کیبن

روم کی چھوٹی سی تختی لگی ہوئی تھی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ کیپٹن
اندر داخل ہوا اور پھر ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک کافی
ہال میں پہنچ گیا۔ ہال میں چاروں طرف مشینیں نصب تھیں۔
ان تھیں لیکن ان کے سامنے بیٹھے ہوئے لوگ فرش پر ٹیڑھے
انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ کیپٹن شکیل آگے بڑھا اور اس نے
طور پر ان مشینوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن اس نے کسی
کو نہ چھیڑا اور پھر سب کا جائزہ لے کر اس نے مشین گن
لی اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی بے ہوش
ے سب افراد گولیوں سے چھلنی ہو گئے۔ کیپٹن شکیل باہر آیا
اس نے پورے جزیرے کا دوبارہ راؤنڈ لیا اور اس بار اسے جو
ہوش آدمی نظر آیا اسے گولیوں سے اڑا دیا۔ حتیٰ کہ اس نے
پوسٹوں پر چڑھ کر وہاں بے ہوش پڑے افراد کو بھی گولیوں
ا دیا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اب جزیرے پر اس کے، مارسیلا
کے علاوہ اور کوئی آدمی زندہ نہیں بچا تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا
ہاؤس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ختم شد

• وہ لمحہ ___ جب سب سے بڑے مجرم کے خلاف قدرت کا
قانون مکافاتِ عمل حرکت میں آگیا ___ پھر کیا ہوا ___
حیرت انگیز اور عبرت ناک نتیجہ ___ ؟

• وہ لمحہ ___ جب فورسٹارز نے سوپر فیاض کو بھی آ
جرم کے مجرموں کے ساتھ اغوا کرالیا اور پھر موت کے
پنجے سوپر فیاض کی طرف بڑھنے لگے ___ کیا سوپر فیا
اس جرم میں شریک تھا ___ ؟ کیا وہ بھی ہلاک ہوگیا ___

• سماجی برائی کے اس قابلِ نفرت جال کو فورسٹارز نے ک
توڑا ___ توڑ بھی سکے یا نہیں ___ ؟

• انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک
جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہوگیا

• تیز اور مسلسل ایکشن
• لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات
• اعصاب شکن سسپنس

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ م

عمران سیریز میں سسپنس اور تجسس میں ڈوبی ہوئی دلچسپ کہانی

کاریکا

مصنف ___ مظہر کلیم ایم اے

ا ___ ایک بین الاقوامی تنظیم جو صرف نوادرات چوری کرنے میں دلچسپی رکھتی تھی۔

ایک ___ کاریکا کی چیف ___ جو برملا عمران کو احمق کہتی تھی اور عمران واقعی
اس کے مقابلے میں اپنے آپ کو احمق محسوس کرنے لگ گیا۔

ایک ___ ایک ایسا کردار جس نے عمران جیسے شخص کو بھی کھلے عام شکست
تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔

ایک ___ جس نے عمران کی آنکھوں کے سامنے اپنا مشن مکمل کرلیا۔ مگر
عمران آخری لمحے تک اصل مشن کو سمجھ ہی نہ سکا ___ کیوں ___ ؟

ایک ___ جس کے مقابلے میں آکر عمران کو پہلی بار محسوس ہوا کہ ذہانت کسے کہتے ہیں۔

___ پاکیشیا کا بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر آثار قدیمہ۔ جس کا قتل کاریکا
نے اس انوکھے انداز میں کیا کہ عمران سوائے سر پیٹ کر رہ جانے کے اور کچھ نہ کرسکا۔ کیوں؟

جس کے مقابلے میں عمران کی مکمل شکست کے بعد ٹائیگر سامنے آیا تو ایک
ے میں کاریکا کی بے داغ پلاننگ کا تار و پود بکھر کر رہ گیا ___ کیا ٹائیگر
ذہانت میں عمران سے بھی آگے بڑھ گیا تھا ___ ؟

بے پناہ سسپنس اور تجسس کے ساتھ ساتھ ذہنی جنگ پر مبنی ایک ایسی کہانی
جس کی ہر سطر ذہنی ایکشن کا شاہکار ثابت ہوگی۔

سف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
پاور ایجنٹ
مظہر کلیم
ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ ناول " پاور ایجنٹ " کا دوسرا اور
آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور یقیناً اس کے مطالعہ کے لئے
آپ انتہائی بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن پہلے اپنے چند خطوط اور
ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے یہ بھی کم دلچسپی کے حامل نہیں ہیں۔

فیصل آباد سے حیدر علی لکھتے ہیں۔ " میں آپ کے ناولوں کا
خاموش قاری ہوں لیکن " پرنس کاچان " نے مجھے خط لکھنے پر مجبور کر
دیا ہے۔ " پرنس کاچان " واقعی ایک شاندار اور یادگار ناول ہے۔ اس
میں نہ صرف عمران کا مزاح اپنے پورے عروج پر ہے بلکہ اس کے
ساتھ ساتھ وہ لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہونے والا ہمدرد انسان
نظر آتا ہے جس سے اس کے کردار کی عظمت کے نقوش مزید ابھر آئے
ہیں۔ میری طرف سے ایسا شاندار ناول لکھنے پر مبارکباد قبول کیجئے۔
البتہ آپ سے ایک شکایت ضرور ہے کہ آپ نے بلیک زیرو جیسے سپر
کردار کو صرف دانش منزل تک محدود کر دیا ہے۔ اس کو فیلڈ میں
کام کرنے کا موقع دیجئے تاکہ اس کی صلاحیتوں سے پاکیشیا فائدہ
حاصل کر سکے۔ امید ہے آپ میری اس شکایت پر ضرور غور کریں
گے "۔

محترم حیدر علی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد

شکریہ۔ بلیک زیرو دانش منزل میں بیٹھ کر جو کام سرانجام دیتا ہے وہ شاید پوری ٹیم سے بھی زیادہ اہم ہے۔ اس کی وجہ سے عمران اطمینان اور پوری دلجمعی سے کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ البتہ جہاں بلیک زیرو کے فیلڈ میں کام کرنے کا کوئی موقع آتا ہے تو وہ فیلڈ میں بھی کام کر لیتا ہے لیکن اسے مسلسل فیلڈ میں رکھنے سے ظاہر ہے دانش منزل کا سارا سیٹ اپ ہی بدل جائے گا جو پاکیشیا کے لئے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا ہے اس لئے امید ہے کہ آپ اپنی اس شکایت پر مزید اصرار نہیں کریں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لاوہ سے لطف خان لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول ویسے تو بیحد پسند ہیں لیکن اب آپ کے ناولوں میں سائنس اور سائنسی آلات کا استعمال ضرورت سے کچھ زیادہ ہی بڑھتا جا رہا ہے۔ اسی طرح عمران ابھی تک مونگ کی دال ہی کھا رہا ہے۔ اس کے منہ کا ذائقہ تبدیل کر دیں تاکہ ہمارے منہ کا ذائقہ بھی تبدیل ہو سکے۔ میری درخواست ہے کہ جنگل کے ماحول پر مبنی ناول زیادہ لکھیں جن میں وحشی قبائل ہوں۔ خوفناک درندے ہوں اور ان سے جوزف، جوانا اور عمران کا بھرپور ٹکراؤ ہو لیکن یہ شرط ہے کہ ایسے ناولوں میں سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبروں کو شامل نہ کریں۔ صرف جوزف، جوانا اور عمران ہو البتہ اگر ٹائیگر شامل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ امید ہے آپ ایسے دس بارہ ناول ضرور لکھیں گے"۔

محترم لطف خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ سائنس اور اس کے آلات اور مونگ کی دال کا مسلسل استعمال واقعی آپ کو لطف نہ دے رہا ہو گا اس لئے آپ نے ذائقہ تبدیل کرنے کے لئے عمران، جوزف، جوانا اور ٹائیگر کو جنگل میں بھیجنے کی فرمائش کی ہے لیکن آپ کی یہ فرمائش کہ اس موضوع پر دس بارہ ناول مسلسل لکھے جائیں یہ بات البتہ قابل تشویش ہے کہ کیا اتنے طویل عرصے تک جنگل یاترا سے آپ کے منہ کا ذائقہ پھر خراب نہ ہو جائے گا۔ امید ہے آپ اس بات پر غور کر کے مجھے ضرور لکھیں گے۔ آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔

تلہ گنگ ضلع چکوال سے علی رضا عباس لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول گذشتہ دو سالوں سے پڑھ رہا ہوں۔ آپ کی ہر کتاب بیحد پسند آئی ہے۔ نجانے آپ کس طرح ایک سے ایک بڑھ کر اچھی کتاب لکھ دیتے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالٰی نے آپ کو خاص ذہن عطا کیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالٰی آپ کو مزید ایسے اچھے ناول لکھنے کی توفیق عطا کرے۔ مجھے ذاتی طور پر ٹائیگر کا کردار بیحد پسند ہے اور جس ناول میں ٹائیگر کو کھل کر کام کرنے کا موقع ملتا ہے وہ واقعی اپنی صلاحیتوں کے یادگار نقوش چھوڑ جاتا ہے۔ میری درخواست ہے کہ ایسی بے پناہ صلاحیتیں رکھنے والے کو ضرور سیکرٹ سروس میں شامل ہونا چاہئے۔ امید ہے آپ میری درخواست پر غور کریں گے"۔

محترم علی رضا عباس صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا

بیحد شکریہ اور ساتھ ہی آپ نے جس خلوص اور محبت سے دعا دی ہ
اس کے لئے بھی میں آپ کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ جہاں تک
ٹائیگر کے سیکرٹ سروس میں شامل ہونے کا تعلق ہے تو اصل با
ملک و قوم کے لئے کام کرنا ہے اور جب یہ کام ٹائیگر سیکرٹ سرو
میں شامل ہوئے بغیر کر رہا ہے تو پھر رسمی طور پر اس کے سیکر
سروس میں شامل ہونے کا کیا فائدہ ہو گا بلکہ اب تو وہ آزادی سے کا
کرتا ہے پھر وہ پابند ہو جائے گا اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ اس
سیکرٹ سروس میں شمولیت پر اصرار نہ ہی کریں تو یہ اس کے
میں بہتر ہو گا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

برانک اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

یس ...... برانک نے کہا۔

چیک پوسٹ۔ نمبر تھری سے جانسن بول رہا ہوں۔ ایک مچھلی
پکڑنے والا ٹرالر جزیرے کی طرف آ رہا ہے۔ وہ ابھی کافی دور ہے لیکن
اس کا رخ جزیرے کی طرف ہی ہے ...... دوسری طرف سے ایک
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

کتنے فاصلے پر ہے برانک نے پوچھا۔

چار بحری میل کے فاصلہ پر تو یقیناً ہو گا ..... دوسری طرف
سے جواب دیا گیا۔

اس کے چلنے کی کیا پوزیشن ہے۔ میرا مطلب ہے کہ اس میں
کوئی خرابی محسوس ہو رہی ہے یا وہ درست رفتار سے آ رہا ہے۔

ہمارے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ہم نے کوشش کی کہ
ہمارا رابطہ کسی سے ہو جائے لیکن ہم ناکام رہے۔ اب تمہا
اچانک آئی ہے۔ پلیز ہماری مدد کرو۔ اوور"...... روجو نے کہا

"ہیلو روجو۔ میں جزیرہ کراٹ کا انچارج برانک بول ر
تمہارے ٹرالر میں کتنے آدمی ہیں۔ اوور"...... برانک نے
سے نظریں ہٹا کر ریڈیو پر جا کر خود بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ جناب۔ آپ بڑے افسر ہیں جناب۔ میرے
میری بیوی اور دو ساتھی ہیں صرف۔ آپ ہماری مدد کریں
ہمیں نیا کمپاس اور تیل دے دیں۔ میرے ٹرالر میں کافی
موجود ہیں جناب۔ آپ بے شک ساری مچھلیاں لے لیں جن
ہماری مدد ضرور کریں جناب۔ اوور"...... روجو نے انتہا
بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم آگے بڑھتے آؤ۔ تم کراٹ جزیرے
گے۔ یہاں ہمارے مسلح آدمی موجود ہوں گے وہ تمہیں میر
لے آئیں گے اس کے بعد ہم فیصلہ کریں گے کہ تمہاری کیا
سکتی ہے۔ اوور اینڈ آل"...... برانک نے کہا اور ریڈیو آف

"باس۔ آپ نے انہیں یہاں آنے کی اجازت دے دی
یہاں ریڈ الرٹ ہے پھر یہ کیسے یہاں آئیں گے"...... جانس
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ریڈ الرٹ بھی ختم کرنا ہو گا۔ میں انہیں یقینی طور

ہا ہوں"...... برانک نے کہا اور پھر ایک طرف رکھے ہوئے
ار یسیور اٹھا کر اس نے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

یس۔ لارسن بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
۔ کراٹ کے انچارج لارسن کی آوز سنائی دی۔

رانک بول رہا ہوں لارسن"...... برانک نے کہا۔

یس باس"...... لارسن کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

ایک مچھلیاں پکڑنے والا ٹرالر کراٹ کی طرف آ رہا ہے۔ ریڈیو
ل اس کے کپتان سے بات ہوئی ہے۔ ویسے مقامی ماہی گیر ہی
یں لیکن ان کی تعداد اور ٹرالر میں ایک عورت کی موجودگی پر
الک ہے کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی ٹیم ہے اس لئے میں انہیں
طور پر ختم کرنا چاہتا ہوں۔ تم ریڈ الرٹ ختم کر دو اور اپنے
آدمی ساحل پر بھجوا دو۔ جیسے ہی وہ ٹرالر یہاں پہنچے تمہارے
اں نے ٹرالر پر قبضہ کرنا ہے اور ٹرالر میں موجود ایک عورت
ین مردوں کو زیرو ایکس سے بے ہوش کر کے انہیں سپیشل
یں لے جانا ہے۔ ان کی مکمل تلاشی لینے کے ساتھ ساتھ ان کا
اب بھی چیک کرنا ہے اور ٹرالر کی تفصیلی تلاشی بھی لینی ہے
م مجھے رپورٹ دینی ہے۔ میں خود انہیں ہوش میں لا کر ان سے
ل کروں گا اور پھر ان کے متعلق فیصلہ کروں گا اور سنو جب یہ
ساحل پر پہنچ جائیں تو ریڈ الرٹ دوبارہ آن کر دینا"۔ برانک
ہا۔

"یس باس۔ لیکن یہ سب کچھ کرنے کی کیا کوئی خاص
ہے"...... لارسن نے کہا۔
"ہاں۔ میں مکمل طور پر یقین کر لینا چاہتا ہوں۔ ایسا نہ
غلط آدمی مار کر مطمئن ہو جائیں اور اصل لوگ ا
جائیں"...... برانک نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہ
"یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی باس"...... دوسری
کہا گیا اور برانک نے رسیور رکھ دیا۔
"یہ ٹرالر ساحل پر پہنچنے کے باوجود تمہاری گنوں کی زد
جانسن۔ تم نے اس وقت تک پوری طرح ہوشیار رہنا ہے
یہ لوگ بے ہوش نہ ہو جائیں اور ٹرالر پر ہمارے آدمیوں
ہو جائے۔ اگر یہ لوگ کوئی شرارت کریں یا معاملات بگڑ
محسوس ہوں تو تم نے فوری کارروائی کر دینی ہے"......
جانسن سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یس باس"...... جانسن نے جواب دیا اور برانک واپس
کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے آفس میں پہنچ گیا تھ
پورا اطمینان تھا کہ اس کے آدمی اس کی ہدایات کے مطابق
کارروائی کریں گے لیکن بہرحال اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ
چاہے مقامی ماہی گیر ہوں یا پاکیشیائی ایجنٹ موت ان کا م
گی۔

ان شکیل تیزی سے چیف ہاؤس میں داخل ہوا اور سیدھا اس
ی طرف بڑھنے کی بجائے اس نے اب پورے چیف ہاؤس کا
نا شروع کر دیا۔ چیف ہاؤس چار کمروں پر مشتمل لکڑی کی بنی
مارت تھی جس میں سے ایک کمرہ آفس کے انداز میں سجایا گیا
ں کمرے میں فون بھی موجود تھا اور لانگ رینج ٹرانسمیٹر بھی۔
رف شراب کی بوتلوں سے بھرا ہوا ایک ریک تھا جبکہ دوسری
ایک ریفریجریٹر موجود تھا۔ کیپٹن شکیل نے ریفریجریٹر کھولا تو
ے اسے منرل واٹر سے بھری ہوئی بوتلوں کی کافی تعداد نظر
ں نے دو بوتلیں اٹھائیں اور ریفریجریٹر کا دروازہ بند کر کے وہ
یت واپس اس کمرے میں آ گیا جہاں مارسیلا اور جیکب
ے۔ وہ دونوں بے ہوش تھے۔ کیپٹن شکیل نے بوتلیں ایک
میں اور پھر مارسیلا کو ان زنجیروں سے آزاد کر کے اس نے

اسے زمین پر لٹایا اور ایک طرف بے ہوش پڑے ہوئے
گھسیٹ کر اٹھایا اور پھر اسے اسی طرح زنجیروں میں جکڑ
طرح مارسیلا زنجیروں سے جکڑی ہوئی تھی۔اس کے بعد ا
کی ایک بوتل کھولی اور ایک ہاتھ سے بے ہوش پڑی ما
بھینچ کر اس نے پانی اس کے حلق میں ڈالنا شروع کر د
تھوڑا سا پانی مارسیلا کے حلق سے نیچے اترا اس کے جسم م
کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو اس نے بوتل میں موجو
اس کے زخموں پر انڈیل دیا۔چند لمحوں بعد ہی مارسیلا
ہوئے آنکھیں کھول دیں تو کیپٹن شکیل نے پانی کی دو
اٹھائی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے بوتل مارسیلا کے
دی۔ مارسیلا اس طرح غٹاغٹ پانی پینے لگی جیسے صدیو
ہو۔آدھی بوتل پی جانے کے بعد اس نے بوتل منہ
کیپٹن شکیل نے اس بوتل کا باقی پانی بھی اس کے زخمو
دیا۔

"تم۔تم نے کہا تھا کہ تم ماکیرو نہیں ہو بلکہ کیپٹن ش
مارسیلا نے اٹھتے ہوئے کہا۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے ا
اس بات کا یقین نہ آرہا ہو۔

"ہاں۔میں کیپٹن شکیل ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ
تک پہنچنے میں دیر لگ گئی۔لیکن مجھے یہ اندازہ نہیں تھا
سابقہ شوہر اس قدر ظالم ہو گا کہ تم پر اس طرح کوڑے بر

گا"...... کیپٹن شکیل نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور
ی اس نے مارسیلا کو اٹھنے میں مدد دی اور پھر اسے ایک طرف
الی کرسی پر بٹھا دیا۔

"تم نے مجھے کیوں دھکا دے کر خطرناک پانی میں پھینک دیا
مارسیلا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔اگر میں خود
ی حالت میں آجاتا تو یہ لوگ مجھے فوراً گولی مار دیتے اور میں نے
ال مشن مکمل کرنا ہے۔تم بیٹھو میں میڈیکل باکس لے کر آتا
تاکہ تمہاری بینڈیج کر دوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور
ے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔اس نے آفس کے ایک کونے
ا سا میڈیکل باکس دیکھا تھا۔چنانچہ اس نے میڈیکل باکس
اور واپس اس کمرے میں آکر اس نے اسے کھولا اور پھر مارسیلا
موں کی بینڈیج شروع کر دی۔مارسیلا خاموش بیٹھی دیکھتی
بینڈیج کرنے کے بعد کیپٹن شکیل نے باکس بند کیا اور اسے
وہ ایک بار پھر اس کمرے سے باہر آگیا۔اس نے باکس واپس
ی جگہ پر رکھا اور پھر ریفریجریٹر سے پانی کی دو اور بوتلیں اٹھا کر وہ
بار پھر مارسیلا والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب کیسا محسوس کر رہی ہو"...... کیپٹن شکیل نے کمرے میں
مارسیلا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم سے شدید نفرت ہو گئی تھی لیکن اب جس انداز میں تم

نے معذرت کی ہے اور توجیہہ بیان کی ہے اور پھر جس
ماکیرو کے میک اپ میں یہاں پہنچے ہو اور پھر تم نے جس خلو
ساتھ میرے زخموں کی بینڈیج کی ہے میری نفرت محبت میں
ہو گئی ہے۔ تم واقعی قابل قدر آدمی ہو کیپٹن شکیل"......
کے لہجے میں واقعی مٹھاس کا عنصر موجود تھا۔

" اس بات کا شکریہ کہ تم نے مجھ سے نفرت ختم کر دا
باقی باتیں پھر ہوں گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پانی کی
ڈھکن کھول کر وہ آگے بڑھا اور اس نے زنجیروں میں جکڑے
جیکب کے جبڑے ایک ہاتھ میں بھینچے اور بوتل اس کے کھلے
منہ سے لگا دی۔ جب تھوڑا سا پانی اس کے حلق سے نیچے اتر
کیپٹن شکیل نے بوتل ہٹا لی۔

" باہر اس کے آدمی موجود ہیں لیکن تم اس طرح یہاں
حرکت کر رہے ہو جیسے تمہیں کسی بات کا خوف نہ ہو۔ یہ ہوش
آکر جیسے ہی چیخے گا بے شمار مسلح آدمی یہاں پہنچ جائیں گے"۔۔۔ما
نے کہا۔

" باہر موجود لوگوں کی فکر نہ کرو۔ اس وقت جزیرے پر صرف
تین زندہ افراد ہیں۔ باقی سب لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہ
کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو مارسیلا بے اختیار اچھل کر کھڑی ہ

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم اکیلے نے سب کا خاتمہ کر د
کیسے ممکن ہے۔ ان کی تعداد تو سو ڈیڑھ سو سے بھی کم نہ

نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

ے پاس بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر اور وسیع رینج
یل جانے والی گیس کا مخصوص باکس موجود تھا۔ میں نے
ن کر کے باہر پھینک دیا اور خود سانس روک لیا۔ اس طرح
پورے جزیرے پر پھیل گئی اور جزیرے پر موجود ہر شخص بے
ہو گیا۔ مجھ پر بھی سانس روکنے کے باوجود گیس نے اثر کیا لیکن
نے جدوجہد کر کے اپنے ذہن کو کنٹرول میں رکھا۔ اس کے بعد
نے پورے جزیرے کا راؤنڈ لگایا اور جو بھی زندہ آدمی تھا میں نے
مار کر اسے ہلاک کر دیا تاکہ کسی طرف سے کوئی مداخلت نہ ہو
کیپٹن شکیل نے کہا۔

اوہ۔ اوہ۔ پھر تو تم نے ایک طرح سے قتل عام کر دیا ہے"۔
یلا نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

میرے مشن کے لئے یہ ضروری تھا پھر یہ جرائم پیشہ لوگ ہیں۔
ب نہیں ہیں اور اگر میں اپنے ملک کے مفادات کے لئے اپنی
دے سکتا ہوں تو ان جرائم پیشہ افراد کی جانیں میرے ملک کے
دات سے زیادہ قیمتی نہیں ہیں"...... کیپٹن شکیل نے سرد لہجے
کہا تو مارسیلا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

تم واقعی انتہائی حیرت انگیز شخصیت کے مالک ہو۔ تم جس
از میں کارروائی کر کے یہاں پہنچے ہو اور پھر اب تک تم نے جو
روائی کی ہے اس نے مجھے یقین دلا دیا ہے کہ تم واقعی اکیلے ہی

کسی فوج سے کم نہیں ہو۔ لیکن میں بھی تو گیس سے بے ہو
ہوں گی اور یہ جیکب بھی۔ پھر"...... مارسیلا نے دوبارہ کرسی
ہوئے کہا۔

"اس گیس کی یہی خوبی ہے کہ اس کا توڑ سادہ پانی ہے
میسر آ جاتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور مار
اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب تم اس جیکب سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو"......
نے پوچھا۔

"کراسونا کے بارے میں معلومات۔ کیونکہ فارمولا
کراسونا میں ہے اور میں نے وہاں سے فارمولا بھی حاصل کرنا
واپس بھی آنا ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ اسی لمحے
نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں تو کیپٹن شکیل نے ہا
پکڑی ہوئی پانی کی بوتل دوبارہ اس کے منہ سے لگا دی اور جیکب
غٹاغٹ پانی پینا شروع کر دیا۔ جب بوتل میں موجود پانی اس
حلق سے اتر گیا تو کیپٹن شکیل نے بوتل ایک طرف پھینک
اسی لمحے جیکب کا ڈھیلا پڑا ہوا جسم تن گیا۔ اب وہ پوری طرح
میں آگیا تھا۔

"تم۔ تم ماکیرو۔ یہ سب کیا ہے"...... جیکب نے کہا۔

"میں نے کوشش کی تھی کہ ماکیرو جیسی آواز بنا لوں لیکن
اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ

اس جزیرے پر قتل عام کرنا پڑا ہے اور یہاں موجود تمام
تم کرنا پڑا ہے ورنہ شاید ایسا نہ ہوتا"...... کیپٹن شکیل نے
ب بے اختیار اچھل پڑا۔

یسے ہو سکتا ہے کہ تم اکیلے سو ڈیڑھ سو مسلح اور تربیت یافتہ
ہلاک کر دو اور تمہارے جسم پر خراش تک نہ آئے۔ تم
ول رہے ہو اور سنو مجھے چھوڑ دو ورنہ تمہاری موت عبرتناک
جیکب نے کہا۔

ہیں یقین نہیں آ رہا تو نہ سہی۔ تم جتنا زور سے چاہو چیخ لو اس
ے جزیرے پر میرے اور مارسیلا کے علاوہ تمہاری چیخیں سننے والا
ئی نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور جھک کر ایک
پڑا ہوا وہ خون آلود کوڑا اٹھا لیا جو جیکب مارسیلا کے جسم پر برسا
ا۔

مجھے دو۔ میں نے اس سے انتقام لینا ہے۔ اس وحشی اور ظالم
ے"...... مارسیلا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

ابھی نہیں۔ ابھی تم اطمینان سے بیٹھو۔ ابھی میں نے اس سے
ات حاصل کرنی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے مارسیلا سے کہا اور
یلا ہونٹ بھینچ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

تم کون ہو۔ کیا وہی ایکریمی۔ لیکن تم یہاں کیسے پہنچ گئے"۔
ب نے کہا۔

میرا نام کیپٹن شکیل ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ تم

لوگوں نے پاکیشیائی سائنس دان کو اغوا کر کے اور فار
بھیانک جرم کیا ہے جس کا خمیازہ تمہیں اور تمہاری پوری
بھگتنا پڑے گا۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے بتا دو کہ کرا
لیبارٹری کی کیا تفصیلات ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"مجھے وہاں کا کیا علم۔ میں تو کوماٹو کا انچارج ہوں اور
کراسونا گیا بھی نہیں"...... جیکب نے کہا۔
"یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ یہ سینکڑوں بار وہاں گیا ہے اور
ہر چیز کے بارے میں اسے علم ہے"...... مارسیلا نے کہا۔
"کیا تم بھی اس کے ساتھ کراسونا جاتی رہی ہو"......
شکیل نے چونک کر مارسیلا سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ہاں۔ میں بھی اس کے ساتھ کئی بار وہاں گئی ہوں۔ پہلے
اسی طرح کا جزیرہ تھا پھر میرے سامنے وہاں زیر زمین لیبارٹری
گئی پھر اسے بند کر دیا گیا۔ اس کا واحد راستہ اس جزیرے کی طر
دیا گیا"...... مارسیلا نے کہا۔
"وہاں کا انچارج کون ہے"...... کیپٹن شکیل نے جیکب
مخاطب ہو کر کہا۔
"مجھے کچھ نہیں معلوم اور میں تم سے بات بھی نہیں کرنا
تم جو چاہے مجھ سے سلوک کرو۔ میں بہرحال تمہیں کچھ نہیں
سکتا"...... جیکب نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا۔
"او کے۔ مارسیلا یہ پکڑو کوڑا اور یہ لو مشین پسٹل۔ اب تم

ام جانے اور جیکب جانے۔ میں مشین روم میں جا رہا
نے وہاں ایک ایسی مشین دیکھی ہے جو خفیہ راستے
کام آتی ہے۔ میں اس پر کام کرتا ہوں۔ تم وہیں آجانا لیکن
... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر جیب سے سائلنسر لگا ہوا
ں اور کوڑا مارسیلا کے حوالے کر کے وہ تیزی سے مڑا اور
باہر آ گیا۔ دوسرے لمحے اس کے کانوں میں کوڑے کے
موص آواز اور جیکب کی چیخ پڑی لیکن وہ قدم بڑھاتا اس
کلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا مشین روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
اقعی پہلے سرسری سے جائزے میں مشین دیکھ لی تھی۔
م میں داخل ہو کر اس نے ایک بار پھر مشین روم میں
ہوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور پھر ایک مشین کے سامنے
رک گیا۔ اس نے مشین کے بٹن آن کرنے شروع کر
پھر جیسے ہی اس نے اس کا ایک بٹن دبایا مشین میں سے
از نکلی اور اس کے ساتھ ہی مشین پر ایک بلب مسلسل
گا۔ وہ اسے چھوڑ کر باہر آیا اور پھر اس نے جزیرے کا راؤنڈ
کر دیا۔ وہ تھوڑا سا ہی آگے بڑھا تھا کہ بے اختیار رک گیا۔
ب کافی بڑا حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھا
نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں دکھائی دے رہی تھیں اور اندر
جل رہی تھی۔ کیپٹن شکیل نے اندر جھانکا تو بے اختیار
کیونکہ نیچے ایک کافی بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں اسلحہ کی

پیٹیاں بھری ہوئی تھیں۔ کیپٹن شکیل تیزی سے سیڑھیاں
نیچے اترا اور اس نے اسلحہ کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اچا
گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے مڑا اور دوسرے
دیکھ کر بری طرح چونک پڑا کیونکہ کھلا ہوا حصہ تیزی سے
جا رہا تھا۔ وہ سیڑھیوں کی طرف دوڑا لیکن جب تک وہ سیڑ
پہنچتا چھت برابر ہو چکی تھی اور اس کے ساتھ ہی ہال
اندھیرا ہو گیا تھا۔

"اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ ویری بیڈ"...... کیپٹن شکیل ۔
چباتے ہوئے کہا۔ اس کے پاس بیگ بھی نہیں تھا جس
ٹارچ نکال لیتا۔ اسے اب اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ
پوسٹ پر بے ہوش افراد کو ہلاک کرنے گیا تھا وہاں سے
ساتھ لے آتا لیکن ظاہر ہے اسے یہ معلوم نہ تھا کہ ایسا
سکتا ہے۔ جب اس کی آنکھیں اندھیرے کی قدرے عادی
اس نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا لیکن وہاں سوائے
پیٹیوں کے اور کوئی چیز بھی موجود نہیں تھی۔ اس کا خیا
شاید یہاں کوئی بٹن ہو یا کوئی ایسی مشین ہو جس کی مد
سے ہی راستہ کھولا جا سکتا ہو لیکن کوئی چیز اسے نظر نہ آ رہی
اسلحہ کی موجودگی اور ہال کے مکمل طور پر بند ہونے سے
وہاں کی آب و ہوا بھی بھاری بھاری ہونے لگ گئی اور ا
لینے میں تکلیف ہونی شروع ہو گئی۔ اس نے بے اختیار سیڑ

ر کو تھپتھپانا شروع کر دیا کہ شاید یہاں کوئی خفیہ میکنزم
، سود۔ الٹا اس مشقت نے اس کا سانس مزید خراب کر
دراصل سمجھ نہ آ رہی تھی کہ راستہ کیوں اور کیسے بند ہو
اس کا کوئی وقت مقرر تھا اور اس مقررہ وقت کے بعد
بخود راستہ بند کر دیتی تھی لیکن اس کا خیال تھا کہ یہاں
باہر نکالنے اور اندر اتار کر رکھنے میں کافی وقت لگتا ہو گا جبکہ
، کم وقت میں بند ہو گیا تھا۔ دوسری صورت یہ تھی کہ
ین روم میں آئی ہو گی اور اس نے مشین آف کر دی اور
، جزیرے پر تلاش کرتی رہ جائے گی جبکہ وہ یہاں بند ہو کر
جائے گا اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن پر تاریکیوں نے
نے شروع کر دیئے۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ بے ہوش ہو کر گر
شاید ہی وہ زندہ یہاں سے نکل سکے۔ اس لئے وہ مسلسل
کو کنٹرول کر رہا تھا لیکن کب تک۔ راستہ کھل ہی نہ رہا
اچانک اس کا ذہن تاریک ہوتا چلا گیا اور شاید ایسا ہمیشہ
لیئے ہوا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت مقامی ماہی گیروں کے
میں مچھلیاں پکڑنے والے ٹرالر پر سوار جزیرہ کراٹ کی طرف
جارہا تھا۔

"کیا یہ لوگ ہمیں جزیرے تک پہنچنے دیں گے"......
عمران سے پوچھا۔

"دیکھو اب کیا سچوئیشن بنتی ہے۔ بہرحال سب پو
ہوشیار رہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمیں کسی میزائل سے
جائے۔ ایسی صورت حال میں بہرحال ہمیں تیر کر جزیرے
پڑے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی صورت نکل آ
جزیرے تک اسی حالت میں پہنچ جائیں"...... عمران نے جوا

"تم جزیرے کے انچارج سے رابطہ کیوں نہیں کرتے
کہ ہم بھٹک گئے ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ ہماری تلاشی لے

حال اس طرح ہم جزیرے تک تو پہنچ ہی جائیں گے"...... جولیا
، کہا۔

"ابھی جزیرہ کافی دور ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ خود ہم سے رابطہ
یں"...... عمران نے کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ
ت ٹرالر میں نصب ریڈیو سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران
، ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ میں جزیرہ کراٹ سے بول رہا ہوں"...... ایک آواز
ئی دی اور پھر عمران نے ٹرالر کے کپتان روجو کا نام استعمال
تے ہوئے اس سے بات چیت شروع کر دی۔ وہ بات چیت اس
، اور انداز میں کر رہا تھا کہ سننے والا اسے واقعی ایک کم پڑھا لکھا
، گیری سمجھے اور پھر برانگ نے براہ راست بات چیت کی اور پھر
یں جزیرے تک آنے کی اجازت دے دی گئی اور اس کے ساتھ ہی
ریو خاموش ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اسے
، کر دیا۔

"اب زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ
ہوے وہاں پہنچتے ہی فائر کھول دیں لیکن تم لوگوں نے اس وقت
، کوئی کارروائی نہیں کرنی جب تک میں کارروائی کا آغاز نہ
اں"...... عمران نے کہا۔

"کارروائی ہم نے کیا کرنی ہے۔ تم نے تو پسٹل تک ٹرالر میں
یں رکھا اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی اسلحہ ہے"...... تنویر نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا شعر ہے کہ بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی"...... بس تم ب
اپنے آپ کو ایسا ہی سپاہی سمجھو۔ ورنہ اسلحہ تو ایک لمحے میں چیک
جائے گا اور پھر ہماری موت یقینی ہے"...... عمران نے مسکرا۔
ہوئے کہا۔

"کمانڈوز کارروائی کے لئے اسلحہ کی موجودگی ضروری نہیں ہو
تنویر۔ ضرورت پڑی تو اسلحہ ان سے بھی چھینا جا سکتا ہے"...... صف
نے جواب دیا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن وہاں جانے کا ہمارا مقصد یہی ہے کہ ہم برانک کو
کریں تاکہ اس کی مدد سے کیپٹن شکیل کی مدد کی جا سکے لیکن یہ کس
طرح ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ برانک سامنے ہی نہ آئے"...... جولیا ۔
کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ وہ تمہارے چیف جیسا نہیں ہے کہ کسی طر
سامنے آنے پر تیار ہی نہیں ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہو ۔
کہا تو جولیا نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"اب تم برانک جیسے گھٹیا آدمی کو چیف سے ملا رہے ہو۔ کچھ
سوچ کر بولا کرو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ وہاں پاکیشیا میں تو یورپ کے رہنے والے کو ا
اور ایشیائی کو ادنیٰ میرا مطلب ہے گھٹیا سمجھا جاتا ہے جیسے تم اعلیٰ
اعلیٰ ہو اور تنویر گھٹیا۔ یہاں تم الٹی بات کر رہی ہو"...... عمران نے

تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں کیوں ہونے لگا گھٹیا۔ تم اپنی مثال نہیں دے سکتے"۔
ویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"بس بس۔ یہ بحث بند کرو۔ توبہ ہے ایک بات منہ سے نکالو تو
نجانے اسے کہاں سے کہاں لے جاتے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"اب بولو۔ اب تو جولیا نے بھی میری بات کی تائید کر دی
ہے"۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے کب تمہاری بات کی تائید کی ہے"...... جولیا نے
آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"تم نے بحث بند کرنے کو کہا ہے۔ اس کا تو یہی مطلب ہوتا ہے
کہ میری بات کی تائید کرتی ہو ورنہ ظاہر ہے تم مزید بحث کرنے کا
تی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ تم پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے ریڈیو کال میں مجھے اپنی
ی کیوں کہا ہے۔ کیا میں تمہاری بیوی ہوں"...... یکلخت جولیا نے
آنکھیں نکالتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلو اگر تم اس طرح ناراض ہوتی ہو تو میں اب دوسرے انداز
ں تمہارا تعارف کرا دوں گا"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیا"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"میں کہوں گا کہ میں اس خاتون کا شوہر ہوں"...... عمران نے
کہا۔

"کیا تم جولیا کو اپنی بہن نہیں کہہ سکتے۔ بیوی کہنا ضروری تھا کیا"...... یکلخت تنویر نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب میں کیا کہوں۔ اگر تم اپنی بہن کو برانک کی بیوی بنانے پر تلے ہوئے ہو تو اب میں کیا کہوں"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"اب میں مزید کیا تفصیل بتاؤں۔ تم برانک کے لئے آسانی پیدا کرنا چاہتے ہو جبکہ میں ایسا نہیں چاہتا"...... عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آئی ایم سوری۔ واقعی تم نے درست سوچا ہے" تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یعنی اب تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ گڈ"...... عمران نے کہا۔

"تم یہ ٹاپک بند نہیں کر سکتے"...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"تم نے خود ہی اسے شروع کیا تھا۔ اب تو مرد کی مرضی ہے کہ کب اسے بند کرے۔ عورت کو تو اسے بند کرانے کے لئے قاضی کی عدالت میں جانا پڑتا ہے"...... عمران بھلا کب آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"عمران صاحب۔ تنویر نے اپنی عادت کے مطابق اپنی غلطی

لی سے مان لی ہے اس لئے اب آپ اس بات کو ختم کر دیں اور یہ بتائیں کہ آپ کے ذہن میں جزیرے پر پہنچنے کے بعد کارروائی کرنے کا نقشہ ہے"...... صفدر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نقشہ تو وہاں جا کر بنے گا۔ فی الحال تو میرے ذہن میں صرف اتنا ہے کہ ہم نے برانک کو زندہ پکڑنا ہے اور بس"...... عمران اب دیا۔

"جزیرہ اب قریب آ رہا ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ ہمیں بتائیں"...... صفدر نے کہا۔

یں کوشش کروں گا کہ انہیں یقین آ جائے کہ ہم واقعی ماہی اور بھٹک کر ادھر آ نکلے ہیں تاکہ وہاں زیادہ لمبی چوڑی ئی کی ضرورت نہ پڑے لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کی نیت بدل یا انہیں ہم پر شک پڑ جائے تو پھر جیسا موقع ہو گا ویسے ہی ئی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

پ نے ویسے شک والی کوئی بات کی تو نہیں۔ ٹرالر میں بھی موجود ہیں۔ جال بھی اور فیول ٹینک بھی لیک کر دیا ہے س بھی خراب کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے اس سے جس ور لہجے میں بات کی ہے اور جس قسم کے الفاظ استعمال کئے کے بعد شک والی کوئی بات باقی تو نہیں رہتی"...... صفدر کراتے ہوئے کہا۔

"ہمارا میک اپ بہرحال چیک کریں گے"...... تنویر نے

کہا۔

"اس کی فکر نہ کرو۔ یہ پوائنٹ بہرحال میرے ذہن میں تھا۔
میک اپ سادہ پانی سے تو واش ہو سکتا ہے اس کے علاوہ اور ک
چیز سے نہیں ہو سکتا"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں
ہلا دیئے۔ اب جزیرہ کافی قریب آ چکا تھا۔ جزیرے پر اونچی چبا
پوشیں بنی ہوئی تھیں اور ساحل پر انہیں دس کے قریب مش
گنوں سے مسلح آدمی بھی نظر آ رہے تھے۔ ایک آدمی خالی ہاتھ تھا۔
گھاٹ کے قریب تھا۔ چند لمحوں بعد انہوں نے ٹرالر ساحل سے ا
اور پھر اسے ہک کر کے وہ سب جزیرے پر پہنچ گئے۔

"میرا نام لارسن ہے اور میں کراٹ کا انچارج ہوں"......
خالی ہاتھ آدمی نے کہا۔

"میرا نام روجو ہے اور میں ٹرالر کا کپتان ہوں لیکن ریڈ
انچارج کی آواز اور تھی۔ کیا تمہاری آواز ریڈیو پر بدل جاتی ۔
عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ وہ چیف باس تھے برانک۔ آؤ"...... لارسن نے ک
پھر انہیں لے کر عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ایک راہداری ۔
کر ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔

"اندر جا کر بیٹھ جاؤ۔ ابھی چیف باس تم سے ملنے آ رہے ؟
لارسن نے کہا اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت سر ہلاتا ہوا کم ۔
داخل ہوا۔ کمرے میں کرسیاں اور میزیں موجود تھیں۔ وہ چار

رسیوں پر بیٹھ گئے۔ دوسرے لمحے اچانک چھت سے سرسراہٹ کی
سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے چھت سے زرد رنگ
ھاعوں کا دھارا سا نکل کر ان پر جا پڑا اور اس کے ساتھ ہی انہیں
ل ہوا کہ جیسے ان کے جسموں سے قوت و توانائی یکلخت غائب ہو
و۔ شعاعیں تو ایک لمحے بعد غائب ہو گئیں لیکن وہ چاروں اس
کرسیوں کی سائیڈوں سے فرش پر آ گرے جیسے ریت کے خالی
ہوئے بورے گرتے ہیں۔ وہ سب کچھ دیکھ سکتے تھے۔ سوچ
تھے لیکن نہ حرکت کر سکتے تھے اور نہ بول سکتے تھے۔ چند لمحوں بعد
ہ کھلا اور لارسن اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے چار افراد تھے۔
انہیں اٹھا کر سپیشل روم میں لے جاؤ اور کرسیوں پر بٹھا کر
یاں ڈال دو۔ میں آ رہا ہوں"...... لارسن نے کہا اور واپس چلا
ں کے آدمیوں نے آگے بڑھ کر بے حس و حرکت پڑے ہوئے
اور اس کے ساتھیوں کو اٹھا کر کاندھوں پر لادا اور تیزی سے
ے کی طرف بڑھ گئے۔ پھر مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ
ے کمرے میں آ گئے۔ یہاں انہوں نے انہیں کرسیوں پر بٹھایا
ان کے ہاتھ عقب میں کر کے کلائیوں میں کلپ ہتھکڑیاں
ں۔ کرسیاں بھی اس انداز کی تھیں کہ ان کے جسم ڈھلکنے کے
رسیوں کے اندر ہی موجود تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور
اندر داخل ہوا۔

یک اپ واشر لے آؤ"...... لارسن نے قریب کھڑے ہوئے

ایک آدمی سے کہا تو وہ آدمی ایک طرف دیوار میں موجود الماری
طرف بڑھ گیا۔
"تم ان کے لباسوں کی تلاشی لو"...... لارسن نے دوسرے آ
سے کہا اور اس آدمی نے آگے بڑھ کر باری باری سب کی تلاشی
شروع کر دی۔
"ان کی جیبوں میں کوئی چیز نہیں ہے باس"...... تلاشی
والے نے کہا اور لارسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں
عمران کے سر اور چہرے پر میک اپ واشر کا کنٹوپ چڑھا کر باند
دیا گیا اور پھر میک اپ واشر کو آن کر دیا گیا اور شیشے کے بنے ہو
اس کنٹوپ میں سرخ رنگ کی گیس سی بھر گئی۔ عمران نے آنکھ
بند کر لیں تھیں۔ وہ مطمئن تھا کہ یہ گیس اس کا میک اپ واش
کر سکے گی۔ چند لمحوں بعد کنٹوپ ہٹا لیا گیا۔
"اب دوسرے کو چیک کرو"...... لارسن نے کہا۔
"کوئی بھی میک اپ میں نہیں ہے۔ اوکے۔ میں چیف کو اطلا
دے دوں"...... سب کو چیک کرنے کے بعد لارسن نے کہا
جیب سے اس نے ایک ریموٹ کنٹرول جتنا فون پیس نکالا اور اس
موجود بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"لارسن بول رہا ہوں باس سپیشل روم سے۔ انہیں بے ہو
کے یہاں لایا گیا تھا۔ ان کی تلاشی لی گئی ہے اور میک اپ بھی
کیا گیا ہے۔ نہ ہی ان کے لباسوں سے کچھ ملا ہے اور نہ ہی ان

ن پر میک اپ ہے۔ ٹرالر کی بھی تلاشی لی گئی ہے۔ ٹرالر میں
سوائے مچھلیوں اور مچھلیاں پکڑنے کے سامان کے اور کچھ نہیں
۔ کسی قسم کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا اسلحہ بھی نہیں ہے۔ یہ واقعی
گیر ہیں جناب"...... لارسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر
ری طرف کی بات سننے لگا۔
"یس سر۔ میں نے چیک کرایا ہے۔ ٹرالر کا کمپاس بھی خراب
اور ٹرالر کے فیول ٹینک میں فیول بھی کم ہے۔ فیول ٹینک
ہے جناب"...... لارسن نے کہا۔
"بہتر جناب"...... دوسری طرف سے بات سن کر لارسن نے کہا
پھر فون پیس آف کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔
"ٹونی۔ سٹور میں جا کر گیس کے انٹی انجکشن لے آؤ۔ چیف خود آ
ہے"...... لارسن نے کہا تو ایک آدمی تیزی سے مڑ کر کمرے سے
چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر
ہوا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی پر بیٹھا ہوا لارسن اٹھ
ہوا۔ عمران سمجھ گیا کہ آنے والا برانک ہے۔
"اچھی طرح میک اپ چیک کیا ہے ان کا"...... برانک نے کہا
ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔
"یس چیف"...... لارسن نے جواب دیا۔
"اس عورت کی گردن کے نچلے حصے اور چہرے کی رنگت میں
فرق ہے"...... برانک نے غور سے جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ہوتا ہی ہے باس۔ سب کے ایسا ہی ہے"...... لارسن ن
جواب دیا تو برانک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"میرا خیال ہے کہ اس عورت کا لباس اتار کر اس کو چیک
جائے۔ کیا خیال ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ عورت وہ نہیں جو نظر آ
ہے۔ ماہی گیروں میں ایسی عورتیں نہیں ہوا کرتیں"...... برانک
نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں شیطانی چمک ابھر آئی تھی۔
"جو حکم چیف"...... لارسن نے کہا لیکن اسی لمحے ٹونی اندر داخ
ہوا۔ اس کے ہاتھ میں انجکشنز کا ڈبہ تھا۔
"میرا خیال ہے کہ چیف آپ ان سے بات چیت کر لیں پھر ا
عورت کو آپ کے پاس بھجوا دیا جائے گا چیکنگ کے لئے"۔ لار
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہاں ٹھیک ہے۔ چلو انہیں پہلے گفتگو کرنے کے قابل بنا
لیکن ان کے ہاتھ تو بندھے ہوئے ہیں ناں"...... برانک نے کہا۔
"یس چیف۔ ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے ہیں"...... لارسن
کہا تو برانک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لارسن نے ڈبہ کھول کر ا
میں سے انجکشن نکالا اور آگے بڑھ کر اس نے پہلا انجکشن صفدر
بازو میں لگا دیا۔ پھر اس نے دوسرا انجکشن عمران، تیسرا جولیا اور چو
انجکشن تنویر کے بازو میں لگا دیا اور پھر باقی ڈبہ بند کر کے اس
ٹونی کو واپس کر دیا اور خود واپس جا کر برانک کے ساتھ کرسی پر
گیا۔ کمرے میں اس وقت برانک اور لارسن کے علاوہ چار آدمی

میں سے دو مسلح تھے اور دو غیر مسلح۔ غیر مسلح افراد میں ٹونی
اور تھا۔ وہ دونوں ان دونوں کرسیوں کے پیچھے کھڑے تھے
مسلح افراد ان کے عقب میں دیوار کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔
گنیں ان کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد
کو اپنے جسم میں توانائی واپس آتی محسوس ہوئی اور پھر آہستہ
اس کا ڈھیلا پڑا ہوا جسم تن سا گیا۔ اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھا
ن نے دوسرے لمحے انگلی موڑ کر کلپ ہتھکڑی کا بٹن پریس کیا
کڑی کھل گئی اور عمران نے اسے کلائیوں سے اتار کر ہاتھ میں

یہ تم نے کیا کیا ہے صاحب۔ ہم نے تو تم سے مدد مانگی تھی اور
ہماری عورت پر بری نظر ڈال رہے ہو"...... عمران نے یکلخت
پڑنے والے لہجے میں کہا۔
اوہ۔ تو تم ہو روجو۔ یہ تمہاری بیوی ہے۔ لگتی تو نہیں۔ تم تو
مر کے ہو جبکہ یہ نوجوان اور پھر اتنی خوبصورت بیوی تمہیں مل
گئی"...... برانک نے شیطانی لہجے میں کہا۔
کیا تم نے زندگی میں پہلی بار کسی عورت کو دیکھا ہے بدمعاش
۔ تمہیں جرأت کیسے ہوئی۔ ہماری ساتھی عورت کے بارے میں
فقرات زبان پر لانے کی"...... یکلخت تنویر نے غصے سے چیختے
کہا۔
لارسن۔ ان سب کو سوائے اس عورت کے گولیوں سے اڑا

دو"۔ برانک نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس
اٹھتے ہی لارسن بھی اٹھ کھڑا ہوا لیکن دوسرے لمحے لارسن کے
سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر اس طرح نیچے گرا کہ ساتھ ہی چھنا۔
آواز سنائی دی اور وہ سب چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئے
تھے کہ صفدر، تنویر اور عمران کے ساتھ ساتھ جولیا بھی اچھل
ان کی طرف دوڑ پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے لار
ٹونی اور باقی تینوں افراد چیختے ہوئے اچھل کر فرش پر جا گرے۔
برانک پہلے ہی عمران کی کھلی ہوئی کلپ ہتھکڑی کی زور دار ضر
کنپٹی پر کھا کر نیچے گرا تھا تو پھر اٹھ نہ سکا تھا۔

" ان کی گردنیں توڑ دو"...... عمران نے کہا اور چند لمحوں
کمرے میں سوائے برانک کے لارسن سمیت باقی سب کی لاشیں پ
ہوئی تھیں۔

" اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو اور اس کے ہاتھوں میں کلپ ہتھک
ڈال دو"...... عمران نے کہا اور صفدر نے آگے بڑھ کر اس
ہدایات پر عمل کر دیا جبکہ عمران نے مڑ کر کمرے کا دروازہ بند کر
اسے اندر سے لاک کر دیا۔ پھر عمران نے جھک کر لارسن کی جیب
سے وہی ریموٹ کنٹرول جتنا فون پیس نکالا اور اس پر موجود نمبر
پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے وہی نمبر پریس کئے تھے جو اس
سے پہلے لارسن نے پریس کر کے برانک سے بات کی تھی۔ اس وقت
عمران غور سے ان نمبروں کو دیکھتا رہا تھا۔

ہر"...... ایک مؤدبانہ سی مردانہ آواز سنائی دی۔
ت بول رہا ہوں۔ اپنے جزیرے پر موجود تمام افراد کو
ل دے دو اور انہیں کہہ دو کہ وہ ساحل پر اس جگہ اکٹھے ہو
ں ماہی گیروں کا ٹرالر موجود ہے۔ میں لارسن سمیت وہاں
ں"...... عمران نے برانک کے لہجے میں بات کرتے ہوئے

چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے فون
اسے جیب میں ڈال لیا۔
اسے بے ہوش رہنے دو۔ جولیا تم یہاں ٹھہرو گی اور اس کا
گی۔ باقی تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ اور یہ دونوں مشین
لو"...... عمران نے صفدر اور تنویر سے کہا اور وہ خود
ی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ اسے معلوم تھا کہ باہر سے انہیں
میں جہاں انہیں بے حس و حرکت کیا گیا تھا اور وہاں سے
وہ کن کن راہداریوں سے گزر کر آئے تھے۔ اس لئے عمران
ہا کہ وہ اس جگہ پہنچ جائے گا جہاں ٹرالر موجود تھا اور اسی
نے سب کو وہاں اکٹھے ہونے کے لئے کہا تھا کیونکہ اس کے
ں اس عمارت یا جزیرے کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا۔
ے میں جو ملے تم نے فائر نہیں کرنا۔ ویسے ہی اسے ہلاک
نجانے باہر کتنے مسلح افراد ہوں"...... عمران نے کہا تو
تنویر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور وہ بڑے محتاط

انداز میں راہداریوں سے آگے بڑھتے چلے گئے لیکن بیرونی حصے
قریب پہنچنے تک نہ ہی انہیں کوئی آدمی ملا اور نہ ہی کسی کمرے
کوئی آدمی موجود تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے عمارت کے اس حصے میں
آدمی سرے سے موجود ہی نہ ہو۔ بیرونی راہداری کے موڑ پر پہنچ
رک گئے۔ عمران نے سر آگے کر کے جھانک کر دیکھا تو وہاں سا
اسے بیس پچیس مسلح افراد کھڑے نظر آئے۔ وہ سب آپس میں با
میں مصروف تھے۔

"رک جاؤ۔ شاید کچھ اور لوگ ابھی آ رہے ہوں"...... عمران
کہا اور صفدر اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"اپنی مشین گنیں عقب میں کر لو۔ جب تک یہ ٹارگٹ
جائیں تم نے گنیں سامنے نہیں کرنی بلکہ مجھے اس طرح کور کر
جیسے مجھے بھی ان کے ساتھ پہنچنے کا حکم دیا گیا ہے اور پھر جیسے
سارے زد میں آئیں بغیر کسی جھجک کے فائر کھول دینا"...... ع
نے چار پانچ منٹ کے بعد آہستہ سے انہیں سمجھایا اور پھر
بڑھنے لگا۔ اس کے پیچھے صفدر اور تنویر چل رہے تھے۔ ان کا انداز
تھا جیسے وہ بھی باہر کھڑے افراد میں شامل ہونے کے لئے
ہوں۔

"ارے۔ یہ ماہی گیر بھی آ رہے ہیں۔ کیا ہوا انہیں"
آواز سنائی دی اور وہ سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"ان کے ساتھ وہ عورت نہیں ہے۔ وہ چیف کے پ

...... ایک دوسری آواز سنائی دی اور وہ سب بے اختیار کھکھلا کر
پڑے۔

"ہماری عورت واقعی چیف کے پاس ہے"...... عمران نے آگے
ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

"ایسا تو ہونا تھا۔ اس عورت کی وجہ سے تو تم ابھی تک زندہ
...... ایک آدمی نے کہا۔

"لیکن تمہاری زندگی کی ضمانت کون دے گا"...... عمران نے

"کیا مطلب"...... ان میں سے ایک نے چونک کر کہا۔

"چلو فائر کرو"...... عمران نے کہا اور تیزی سے ایک طرف ہٹ
تو اس کے عقب میں آئے ہوئے صفدر اور تنویر نے بجلی کی سی
سے اپنے ہاتھ آگے کئے اور دوسرے لمحے فضا تڑتڑاہٹ کی آواز
ساتھ ہی انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ صفدر اور تنویر نے اس
تیز رفتاری کا مظاہرہ کیا تھا کہ وہ سنبھل ہی نہ سکے اور چند ہی
بعد وہ سب زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے لیکن صفدر اور تنویر
وقت تک گولیاں برساتے رہے جب تک وہ سب ساکت نہ ہو

"اب پورے جزیرے کو چیک کرو۔ خاص طور پر چیک پوسٹوں
جہاں بھی جو آدمی نظر آئے اسے اڑا دو۔ میں اس دوران اس
سے انٹرویو کر لوں"...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا جبکہ

صفدر اور تنویر تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے لیکن عمران جیسے
راہداری کے موڑ تک پہنچا اسے فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ
صفدر اور تنویر دونوں کی چیخیں سنائی دی تو اس کا ذہن جیسے بھک
سے اڑ گیا۔ دونوں کی چیخیں بتا رہی تھیں کہ وہ ہٹ ہو گئے ہیں۔

سیلا کیپٹن شکیل کے باہر جاتے ہی کرسی سے اٹھی اور اس نے
لگا مشین پسٹل کرسی پر رکھا اور کوڑا ہاتھ میں پکڑ کر وہ آگے

لو جیکب۔ اب جواب دو کہ تم نے میری وفاداری کے باوجود
یسے شرمناک اور بھیانک الزام کیوں لگائے تھے۔ بولو"۔
نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا
یا اور جیکب کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ کوڑا اس
ے پر پڑا تھا اور چہرہ لہولہان ہو گیا تھا۔
و۔ آج جواب دو"...... مارسیلا کے لہجے میں شدید غصہ عود کر

و۔ سنو۔ رک جاؤ۔ مجھے مت مارو۔ میں نے یہ الزام خود نہیں
۔ مجھے چیف باس نے مجبور کیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ میں تمہیں

آزاد کر کے اس کے حوالے کر دوں لیکن میں نے انکار کیا تو اس
کہا کہ پھر میں تم پر الزام لگا کر جزیرے سے نکال دوں ورنہ ا
ہلاک کر دے گا جس پر مجھے مجبوراً ایسا کرنا پڑا"...... جیکب
کراہتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور تم نے ایسے شرمناک الزام اپنی بیوی پر لگا دیئے۔
اپنی زندگی بچانے کے لئے تو پھر اب دیکھنا کہ تمہاری موت
عبرت ناک ہوتی ہے"...... مارسیلا نے کہا اور دوسرے لمحے ا
بازو مسلسل چلنے لگا اور کمرہ جیکب کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ کو
کی ضربوں نے جیکب کے چہرے اور جسم کے پرخچے اڑانے شرو
دیئے۔ مارسیلا جنونیوں کے انداز میں اس طرح مسلسل کوڑا چلا
تھی جیسے وہ کسی انسان کو کوڑے مارنے کی بجائے کسی کپڑ
تھیلے پر مشق کر رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد جیکب کی آواز بند ہو گ
اس کا جسم زنجیروں میں جھول گیا۔

"مر گئے۔ اتنی جلدی۔ نہیں تم جیسے لوگ اتنی جلدی نہیں
کرتے"...... مارسیلا نے چیختے ہوئے کہا اور ایک بار پھر کوڑ
شروع کر دیئے۔ اس کا اپنا سانس اب تیز ہو گیا تھا اور
مسلسل کوڑے کھا کر ایک بار پھر ہوش میں آیا اور چیخنے لگا۔

"بس اب تم مر جاؤ۔ بس"...... مارسیلا نے خون آلود کوڑا ا
طرف پھینکا اور کرسی پر پڑا ہوا مشین پسٹل اٹھایا اور دوسر
کھٹک کھٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں جیکب کے جسم

چلی گئیں۔ مارسیلا مسلسل ٹریگر دبائے چلی جا رہی تھی جبکہ
کب کا ہلاک ہو چکا تھا لیکن مارسیلا نے اس وقت تک ٹریگر
نگلی نہیں اٹھائی جب تک میگزین ختم نہیں ہو گیا۔

نانسنس۔ اتنی جلدی مر گیا۔ تھو"...... مارسیلا نے کہا اور
ں میں جھولتی ہوئی جیکب کی لاش پر تھوک کر وہ تیزی سے مڑی
رے سے باہر آ گئی۔ اس کی سانس تیز تیز چل رہی تھی۔ چہرہ
ہو گیا تھا لیکن اس کے چہرے اور آنکھوں میں سے ایسی طمانیت
رہی تھی جیسے اس نے اپنی زندگی کا مقصد پورا کر لیا ہو۔ تھوڑی
ند وہ چیف ہاؤس سے باہر آ گئی۔ اب اس کا رخ مشین روم کی
تھا۔

یہ شخص حیرت انگیز ہے۔ نجانے کس مٹی کا بنا ہوا ہے۔ نہ ہی
نے مجھ سے کوئی ایسی حرکت کی ہے اور نہ اس کی آنکھوں میں
ایسی ویسی حرکت کے کوئی تاثرات نظر آئے ہیں۔ پتہ نہیں یہ
سیارے کی مخلوق ہے"...... ایک خیال کے تحت مارسیلا نے
تے ہوئے کہا۔ اچانک اسے اس بات کا خیال آ گیا تھا کہ اس
شوہر نے جس کی وہ وفادار رہی تھی محض اپنی جان بچانے کے لئے
پر اس قدر شرمناک اور خوفناک الزامات لگائے تھے کہ مغربی
ت ہونے کے باوجود اس کی روح تک زخمی ہو گئی تھی اور کہاں
لیائی کہ اتنی دیر اکٹھے رہنے کے باوجود اس نے کبھی غلط نگاہ سے
نک نہیں۔

"واقعی۔ یہ کیپٹن شکیل کیسا آدمی ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ یہ
عورت ہی نہیں سمجھتا۔ مرد سمجھتا ہے"...... مارسیلا نے بڑبڑا
ہوئے کہا اور پھر خود ہی اپنی بات پر ہنس پڑی۔ تھوڑی دیر بعد
مشین روم میں داخل ہوئی تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔ ایک مش
چل رہی تھی۔

"اوہ۔ یہ تو اسلحہ خانہ کھولنے کی مشین ہے۔ کہیں اسلحہ خا
میں جیکب کا کوئی آدمی موجود نہ ہو اور اس ایشیائی کو پتہ ہی نہیں جا
ہو"...... مارسیلا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی
مشین کو آف کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ وہ طویل عرصے تک یہاں
رہی تھی اس لئے اسے یہاں کے بارے میں سب کچھ علم تھا۔

"اب جو کوئی بھی ہوگا اندر ہی دم گھٹ کر مر جائے گا"۔ مار
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور مشین روم سے باہر آ گئی اور پھر اس
کیپٹن شکیل کی تلاش میں جزیرے پر گھومنا شروع کر دیا۔ اس
اسے آوازیں بھی دیں لیکن کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

"یہ کہاں چلا گیا۔ کہیں واپس تو نہیں چلا گیا۔ کہیں کسی چیک
پوسٹ پر نہ ہو"...... پورا جزیرہ گھومنے کے بعد مارسیلا نے خود کلامی
کے انداز میں کہا اور پھر اس نے ہر چیک پوسٹ کے نیچے کھڑے
کر کیپٹن شکیل کو آوازیں دینا شروع کر دیں کیونکہ زخمی ہونے کی
وجہ سے وہ سیڑھیاں نہ چڑھ سکتی تھی اور پھر سارے جزیرے کا راونڈ
لگانے کی وجہ سے وہ تھک بھی گئی تھی۔

خر یہ چلا کہاں گیا"...... مارسیلا نے ایک درخت کے تنے سے
گا کر زمین پر بیٹھے ہوئے کہا اور پھر جیسے وہ بے اختیار چونک

وہ۔ اوہ۔ کہیں کیپٹن شکیل ہی اس اسلحہ خانہ میں نہ گیا ہو۔
ہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ میں نے بغیر دیکھے بھالے مشین آف کر
...... مارسیلا نے خود کلامی کے انداز میں کہا اور اس خیال کے
ا جیسے اس کے جسم میں توانائی کی ایک نئی لہر سی دوڑ گئی۔ وہ
ے اٹھی اور زخمی ہونے کے باوجود وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی
مشین روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ مشین روم میں پہنچتے ہی
، بجلی کی سی تیزی سے مشین کو آن کیا اور پھر آپریٹ کرنا
ر دیا۔ چونکہ وہ جیکب کی بیوی کے طور پر اس جزیرے پر
رصے تک رہی تھی اور اسے فطری طور پر سائنسی مشینری سے
می تھا اس لئے اس کی عادت تھی کہ وہ اکثر مشین روم میں آ
مشینوں کو آپریٹ کرتی اور ان کے بارے میں معلومات
رتی رہتی تھی۔ چنانچہ مشین کو آپریٹ کرنا اس کے لئے کوئی
تھا۔ جب مشین میں گونج کی آواز پیدا ہوئی تو وہ سمجھ گئی کہ
ر کا راستہ کھل گیا ہے۔ وہ تیزی سے مڑی اور ایک بار پھر
ئی سٹور کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ زمین کا ایک ٹکڑا کسی
کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھا ہوا تھا اور سیڑھیاں نیچے جا رہی
. اندر لائٹ بھی جل رہی تھی۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی

ہوئی نیچے گئی تو اس کی نظریں سیڑھیوں کے ساتھ ہی زمین پر
حس و حرکت پڑے ہوئے کیپٹن شکیل پر پڑیں تو اس کا دل
اختیار دھک سے رہ گیا کیونکہ کیپٹن شکیل کی بظاہر حالت بے
خستہ نظر آ رہی تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور کیپٹن شکیل پر جھ
گئی۔ پھر وہ یہ دیکھ کر بے حد خوش ہوئی کہ کیپٹن شکیل بہ حا
زندہ تھا۔ کیپٹن شکیل کو اٹھا کر سیڑھیوں پر سے باہر لے جا
مارسیلا کے لئے بہرحال ناممکن تھا اس لئے وہ ایک بار پھر دوڑتی ہو
سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئی اور ایک بار پھر مشین روم کی طرف
گئی۔ اسے معلوم تھا کہ مشین روم کی سائیڈ پر باقاعدہ کچن بنا ہوا
جہاں کھانے پینے کا سامان سٹور ہوتا تھا۔ وہ اس کمرے میں گئی
اس نے ایک ریک میں موجود شراب کی بوتلوں میں سے ایک بو
اٹھائی اور تیزی سے واپس مڑنے ہی لگی تھی کہ اچانک ایک
کے تحت رک گئی۔ اس کے ذہن میں خیال آیا تھا کہ کیپٹن شکیل
موجودہ حالت میں تیز شراب گڑبڑ نہ کر دے اس لئے اس نے شر
کی بجائے سادہ پانی استعمال کرنے کا سوچا اور پھر شراب کی بو
واپس ریک میں رکھ کر اس نے دوسرے ریک میں موجود منرل
کی دو بوتلیں اٹھائیں اور ایک بار پھر دوڑتی ہوئی مشین روم سے
اور اسلحہ سٹور کی طرف دوڑتی چلی گئی لیکن ابھی اس نے چند
اٹھائے تھے کہ اچانک ایک غراتی ہوئی آواز عقب سے اس
کانوں میں پڑی۔

ردار۔ رک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا"...... بولنے والے کا لہجہ
رخت تھا۔ مارسیلا بے اختیار مڑی اور دوسرے لمحے یہ دیکھ کر
پر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔ اس کے سامنے
ا تھا۔ جیکب کا نائب اور مارسیلا کا بدترین دشمن۔ مارسیلا پر
ڈورے ڈالنے کی کوشش کی تھی لیکن مارسیلا اسے پسند نہ
اس لئے اس نے اسے نہ صرف جھڑک دیا تھا بلکہ جیکب سے
شکایت بھی کی تھی جس پر جیکب نے مشتعل ہو کر پال کو
سے پیٹ ڈالا تھا۔ تب سے پال اس کا بدترین دشمن بن گیا
پھر آہستہ آہستہ اس نے بھی جیکب کے کان بھر کر اس پر
لگوائے اور پال کی وجہ سے ہی اسے جزیرے سے نکالا گیا تھا
وہی پال ہاتھ میں مشین گن پکڑے اس کے سامنے کھڑا تھا۔
چہرے پر شدید حیرت تھی۔
سیلا تم اور یہاں۔ اور یہ جزیرے پر قتل عام تم نے کیا ہے۔
رہی ہو اور یہ پانی کی بوتلیں کہاں لے جا رہی ہو"...... پال
ئی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
کہاں سے آئے ہو"...... مارسیلا نے ہونٹ چباتے ہوئے

کیا بتاؤں۔ میں ایک ضروری کام کر رہا تھا کہ اچانک بے
گیا۔ اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں ادھر آیا ہوں اور یہاں ہر
لاشیں بکھری ہوئی ہیں۔ پہلے تم بتاؤ کہ کیا یہ سب تم نے کیا

ہے یا کسی اور نے۔ جیکب کہاں ہے اور تم زخمی بھی ہو۔ جلد
ورنہ میں فائر کھول دوں گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں ایسے معا
میں کسی کا لحاظ نہیں کیا کرتا"...... پال نے سخت لہجے میں کہا۔
"یہ سب کیپٹن شکیل نے کیا ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ نے
اب اسلحہ سٹور میں بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ اسے ہوش میں لا
لئے یہ پانی لے کر جا رہی ہوں اور سنو اگر تم نے کوئی غلط حرکت
تو پھر تم بھی نہ بچ سکو گے۔ کیپٹن شکیل ایک لمحے میں ت
گردن اڑا دے گا"...... مارسیلا نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پاکیشیائی ایجنٹ۔ اور اسلحہ سٹور میں۔ اوہ۔ا
اب میں اس جزیرے کا انچارج بن جاؤں گا۔ اوہ۔ ویری گڈ
دکھاؤ مجھے کون سے سٹور میں ہے۔ جلدی کرو۔ چلو"...... پال
اور تیزی سے آگے بڑھا جبکہ مارسیلا ویسے ہی دونوں ہاتھوں میں
بوتلیں پکڑے کھڑی رہی۔

"میں کہہ رہا ہوں چلو ورنہ گولی مار دوں گا"...... پال
کھڑے دیکھ کر غصے سے چیختے ہوئے کہا لیکن مارسیلا تو اس ا
تھی کہ پال قریب آ جائے اور اسی لئے اس نے اسے کیپٹن ش
متعلق بتا دیا تھا تاکہ وہ فوری طور پر اس کی طرف جانے کا سو
اس کے قریب آ جائے گا۔

"چلو"...... مارسیلا نے کہا اور مڑنے لگی مگر دوسرے لمحے
بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ہاتھ میں پکڑی ہو

ے بھری بوتل پوری قوت سے آتے ہوئے پال کے چہرے پر پڑی
اور پال چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ کے بل گرا ہی تھی کہ مارسیلا نے
دوسری بوتل پوری قوت سے اس کے سر پر دے ماری۔ نیچے گر کر
اٹھتے ہوئے پال کے حلق سے بے اختیار ایک کربناک چیخ نکلی اور وہ
ماکے سے نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ مارسیلا نے اس کے ہاتھ سے
جانے والی مشین گن اٹھائی اور دوسرے لمحے فضا تڑتڑاہٹ کی
زوں سے گونج اٹھی۔ گولیوں نے پال کے جسم کو شہد کی مکھیوں
چھتے میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔

"تم ہو ہی غلیظ اور مکروہ کیڑے۔ جس کی وجہ سے جیکب اور
ے درمیان نفرت کی دیوار کھڑی ہوئی تھی۔ تم اصل مجرم ہو اس
ہ تمہاری موت بھی ضروری تھی"...... مارسیلا نے ٹریگر سے انگلی
اتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشین گن کو کاندھے سے لٹکایا اور
ی کی سالم بوتل اٹھائی اور تیزی سے اسلحہ سٹور کی طرف بڑھتی چلی
ئی۔ سیڑھیاں اتر کر وہ جب نیچے پہنچی تو بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ
ں کیپٹن شکیل موجود نہ تھا۔

"یہ کیپٹن شکیل کہاں چلا گیا"...... مارسیلا نے حیرت کی شدت
ہ ناچتے ہوئے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے اسلحے کی
یوں کی آڑ سے نکل کر کیپٹن شکیل اس کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"تمہیں خود بخود ہوش آ گیا۔ ویری گڈ"...... مارسیلا نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تازہ ہوا کی وجہ سے ہوش آگیا اور ہوش میں آتے
فائرنگ کی آوازیں سنائی دی۔ چنانچہ میں نے پیٹیوں کی سائیڈ
پوزیشن لے لی تھی کیونکہ فائرنگ بالکل نزدیک ہو رہی تھی۔ پھر
سیڑھیاں اترتی دکھائی دی"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہو
کہا اور خود ہی اس نے مارسیلا کے ہاتھ سے پانی کی بوتل لے لی
اسے کھول کر منہ سے لگالیا۔ شاید وہ شدید پیاس محسوس کر رہا تھا۔
"مجھے شدید پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ شکر ہے تم پانی لے
ہو۔ شراب نہیں۔ یہ اسلحہ سٹور تم نے بند کیا تھا یا کسی اور نے
پھر یہ فائرنگ کیسی تھی"...... کیپٹن شکیل نے خالی بوتل ای
طرف پھینکتے ہوئے کہا اور مارسیلا نے اسے پال سے اچانک ملاقا
اور اس پر حملے سے لے کر اس کی موت تک کی ساری روئیداد
دی۔

"گڈ۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے"...... کیپٹن شکی
نے کہا۔

"تم یہاں آئے کیوں تھے۔ میں نے پہلے اس لئے اسے بند کر
تھا کہ شاید جیکب کا کوئی آدمی یہاں موجود نہ ہو۔ پھر میں نے تمہی
پورے جزیرے پر تلاش کیا۔ آوازیں دیں لیکن تم نہ ملے تو
اچانک مجھے خیال آیا کہ کہیں تم ہی اندر نہ بند ہو گئے ہو۔ چنانچہ می
نے اسے کھولا اور یہاں آئی تو تم بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ میں
جا کر مشین روم سے پانی لیا اور پھر واپسی پر پال نے روک لیا"

نے کیپٹن شکیل کے ساتھ سیڑھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
ں نے اپنے طور پر تو ٹنل کا راستہ کھولا تھا لیکن یہاں آکر
ا کہ سٹور کا راستہ کھلا ہے تو میں نے یہاں کی تلاشی لی۔ میرا
ا کہ شاید مخصوص ساخت کا حساس اسلحہ مل جائے لیکن پھر
راستہ بند ہو گیا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
ں کا راستہ تو میں کھول لوں گی لیکن یہ ٹنل تو کمپیوٹر کنٹرول
کمپیوٹر کراسونا میں ہے جس کا انچارج بگ ہے اور بگ
ں طرح احمق نہیں ہے۔ وہ حد درجہ ہوشیار اور ذہین آدمی
ارسیلا نے کہا۔
بھی ہو بہرحال میں نے کراسونا پہنچ کر مشن تو مکمل کرنا ہی
... کیپٹن شکیل نے آتے ہوئے کہا۔
ن ٹنل کو تم کیسے پار کرو گے اس کے اندر چیکنگ مشینیں
ں"...... مارسیلا نے کہا۔
انگ تمہیں جانتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
ں۔ میں جیکب کے ساتھ اس کے پاس جاتی رہی ہوں اور وہ
کئی بار یہاں آچکا ہے"...... مارسیلا نے جواب دیا۔
کے۔ پھر اب تمہاری ذہانت کا امتحان ہے۔ کیا تم اسے کسی
ح یہاں بلا سکتی ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ وہ دونوں
ین روم کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔
لی بات تو یہ ہے کہ وہ یہاں نہیں آئے گا۔ میں نے بتایا ہے

کہ وہ حد درجہ ہوشیار اور تیز آدمی ہے۔ اگر اسے یہاں کے حالا
بھنک بھی پڑ گئی تو پھر ہمارا یہاں زندہ رہنا محال ہو جا۔
دوسری بات یہ کہ وہ میرے کہنے پر کبھی یہاں نہیں آئے گا۔ وہ
کے کہنے پر تو آ سکتا ہے لیکن میرے کہنے پر نہیں"...... مارسیا
جواب دیا۔

"یہ ٹنل کتنی طویل ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چار کلو میٹر تو بہرحال ہو گی"...... مارسیلا نے جواب دیا۔

"کس چیز کی بنی ہوئی ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔ کسی دھات کی ہے لیکن اس کے باوجود چمکدا
ہے۔ بہرحال اس میں آدمی آسانی سے چل سکتا ہے حتیٰ کہ
ٹرک بھی چل سکتا ہے۔ اندر سے تو لرزتی تک نہیں جبکہ باہر
بہرحال سمندر کی تہہ میں نہیں ہے بلکہ پانی کے اندر ہی تیرتی
ہے"...... مارسیلا نے جواب دیا۔

"اس کے اندر چیکنگ مشینیں کہاں کہاں نصب ہیں"...
شکیل نے پوچھا۔

"اس کی چھت میں ہوں گی یا سائیڈوں میں۔ مجھے نہیں معلو
ویسے تو اندر سے ٹنل ہر طرح سے سپاٹ ہے صرف چھت سے
نکلتی رہتی ہے اور تازہ ہوا بھی کسی پراسرار ذریعے سے اندر آتی
ہے"...... مارسیلا نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہے کہ ٹنل میں چیکنگ مشینری نصب

تعلق کمپیوٹر سے ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔
ات ایک بار نگ نے بتائی تھی"...... مارسیلا نے جواب دیا
شکیل نے اثبات میں سرہلا دیا۔ اب وہ دونوں مشین روم
پہنچ چکے تھے۔
اسلحہ کے کتنے سٹور ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔
ہیں۔ یہ سب سے چھوٹا سٹور ہے۔ باقی اس سے بھی بڑے
... مارسیلا نے کہا۔
سمیت باقی تین بھی کھولو میں انہیں چیک کر لوں۔ ہو
کہ وہاں سے ایسا اسلحہ مل جائے جو کراسونا میں کام آسکے"۔
شکیل نے کہا تو مارسیلا نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ
مشین روم میں داخل ہو گئے۔
لا تو کھلا ہوا ہے۔ باقی تین کھول دیتی ہوں"...... مارسیلا نے
کیپٹن شکیل نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر واقعی مارسیلا نے
تینوں کو آپریٹ کیا اور سب میں سے گونج کی آوازیں سنائی
کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ باقی تین اسلحہ سٹور بھی کھل گئے

ب مجھے ان کی لوکیشن بتا دو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
یں تمہارے ساتھ چلتی ہوں"...... مارسیلا نے کہا۔
نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم پہلے ہی کافی تھکی ہوئی ہو
ہاں ٹھہرو اور مجھے صرف لوکیشن بتا دو۔ میں تھوڑی دیر میں ہی

واپس آجاؤں گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو مارسیلا نے اسے
کی لوکیشنز بتادی۔

" یہ خیال رکھنا کہ جب تک واپس نہ آجاؤں کوئی سٹور بند
جائے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اب ایسا نہیں ہوگا"...... مارسیلا نے ہنستے ہوئے کہا اور
شکیل مسکراتا ہوا باہر نکل گیا جبکہ مارسیلا ایک کرسی پر بیٹھ
تقریباً پون گھنٹے بعد کیپٹن شکیل واپس آگیا۔ وہ خالی ہاتھ تھا۔

" کچھ ملا"...... مارسیلا نے کہا۔

" نہیں۔ میرے مطلب کا اسلحہ یہاں موجود نہیں ہے۔
میں ایک جیسے اسلحے کی پیٹیاں پڑی ہوئی ہیں"...... کیپٹن شکیل
جواب دیا۔

" پھر انہیں بند کردوں"...... مارسیلا نے کہا۔

" انہیں کھلا رہنے دو۔ تم ٹنل کا راستہ کھولو۔ اب یہاں
وقت ضائع کرنے کے اور کچھ نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل
اور مارسیلا سر ہلاتی ہوئی ایک کونے میں موجود مستطیل شکل
مشین کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع
دیا۔ تھوڑی دیر بعد سرسراہٹ کی آواز دور سے سنائی دی۔

" آؤ۔ ٹنل کا راستہ کھل گیا ہے"...... مارسیلا نے کہا۔

" کہاں سے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

" ادھر ساتھ خصوصی کمرہ ہے وہاں سے راستہ جاتا ہے"......

اور ایک طرف موجود دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ کیپٹن
بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
طرف واقعی ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان میں فرش کا
حصہ غائب تھا اور سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔
شنی بھی تھی۔

لیکن تم جیسے ہی ٹنل میں داخل ہو گے دوسری طرف بگ کو
ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ تم دو قدم بھی نہ اٹھا سکو"۔
انے کہا۔

جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ تم اگر یہاں رہنا چاہتی ہو تو بے شک
یں تمہیں ساتھ چلنے پر مجبور نہیں کرنا چاہتا"...... کیپٹن شکیل
ہا۔

میں اکیلی یہاں کیسے رہ سکتی ہوں۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں
لیکن اس طرح بغیر کسی انتظامات کے جانا تو خودکشی کے مترادف
...... مارسیلا نے کہا۔ اسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ کیپٹن شکیل آخر
کسی پیشگی حفاظت کے کیوں اس طرح ٹنل میں جانے پر مصر
۔

" تو پھر مت کرو خودکشی۔ یہیں رہ جاؤ"...... کیپٹن شکیل نے
ور آگے بڑھ کر اس نے سیڑھیاں اترنا شروع کر دیں۔

" ٹھیک ہے۔ تمہارے لئے خودکشی بھی کی جا سکتی ہے۔ ویسے
اب میں نے اپنا انتقام تو لے لیا ہے نہ صرف جیکب سے بلکہ

پال سے بھی۔ اب اگر موت آبھی جائے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں
ہے"...... اچانک مارسیلا نے کہا اور کیپٹن شکیل کے پیچھے سیڑھیاں
اترتی چلی گئی۔ نجانے کیا بات تھی کہ اس کا دل کیپٹن شکیل پر مکمل
اعتماد کرنے کو چاہ رہا تھا حالانکہ اسے سو فیصد یقین تھا کہ وہ واقعی
خودکشی کرنے جا رہے ہیں لیکن نجانے مارسیلا کے دل میں کیپٹن
شکیل کے لئے کیا جذبہ پیدا ہو گیا تھا کہ اب اسے موت بھی بہت
معمولی سی بات محسوس ہو رہی تھی۔

"اس اعتماد کا شکریہ"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا
اور پھر وہ دونوں ٹنل میں داخل ہو گئے اور پھر آگے بڑھتے چلے گئے۔
ٹنل بے حد وسیع و عریض تھی اور اس میں نہ صرف روشنی تھی بلکہ
واقعی تازہ ہوا کا بھی ایسا سسٹم تھا کہ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا
جیسے وہ سمندر کے اندر کی بجائے زمین پر چل رہے ہوں لیکن ابھی وہ
تھوڑی دور آگے بڑھے ہوں گے کہ اچانک چھت سے کٹک کی آواز
سنائی دی۔

"ماکیرو۔ تم ٹنل میں کیوں آ رہے ہو اور یہ مارسیلا تمہارے ساتھ
کیوں ہے۔ جیکب کہاں ہے۔ وہ کال کا جواب کیوں نہیں دے
رہا"...... ایک چیختی ہوئی آواز چھت سے آتی سنائی دی اور کیپٹن
شکیل اس کا لہجہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ بولنے والا ٹگ ہو گا۔

"جزیرے پر اس وقت موت کا راج ہے ٹگ۔ جیکب، پال اور
باقی سارے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ مارسیلا ایک ایکریمی کے ساتھ

آئی تھی پھر اچانک وہ ایکریمی ہلاک ہو گیا۔ اس کا جسم اس
ن گیا جیسے اس کے جسم کے اندر کوئی خوفناک بم پھٹا ہو۔
ں کے ہلاک ہوتے ہی اچانک جزیرے پر کوئی زہریلی گیس
ر سب ہلاک ہو گئے۔ میں اس وقت چیک پوسٹ پر تھا۔
ہوش ہو گیا۔ پھر جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ
ب ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ ان کی حالت ایسی تھی جیسے
ر کے انجکشن لگا دیئے گئے تھے۔ میں بوکھلا کر نیچے آیا تو پورے
ر یہی حال تھا۔ چیف ہاؤس میں جیکب بھی مردہ پڑا تھا اور
جبکہ مارسیلا بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ میں نے مارسیلا کو
یا تو وہ بھی حیران تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ جیکب سے باتیں
ی کہ اچانک وہ بے ہوش ہو گئی۔ میں نے اسے ساتھ لیا اور
جزیرے کا راؤنڈ لیا اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اسلحہ
ر کھلے پڑے تھے۔ میں یہاں مشین روم میں آیا تو یہاں بھی
اک ہو چکے تھے لیکن اسلحہ کے سٹور کھولنے والی مشینیں چل
ہیں۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ میں مارسیلا کو
لے کر تمہارے پاس آ جاؤں۔ اس لئے میں نے ٹنل کا راستہ
ر اندر آ گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ تم بہرحال مجھے کمپیوٹر پر دیکھ کر
سے بات کرو گے۔ ایسے ہی ہمیں ہلاک نہ کر دو گے"۔ کیپٹن
نے ماکیرو کی آواز بناتے ہوئے تفصیل بتا دی۔
یکن تم میرے پاس آنے کی بجائے چیف برانک کو فون کال

بھی تو کر سکتے تھے"...... بگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
" تمام فون ڈیڈ پڑے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے یہاں پر کوئی ش
وجود پہنچ گیا ہو۔ نجانے میں اور مارسیلا ہلاک کیوں نہیں ہوئے۔
تو ایک طرح سے پاگل ہو رہا ہوں اس لئے تم خود ہی چیف
بات کرو اور خود ہی کوماٹو کو کنٹرول کرو۔ یہ کام میرے بس کا
ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
" مارسیلا۔ تم کیسے جزیرے پر پہنچ گئی اور وہ ایکریمی کون تھا
کی بات ماکیرو کر رہا ہے"...... اس بار بگ نے مارسیلا سے مخا
ہوتے ہوئے کہا۔
" میں اس ایکریمی کو لے کر آئی تھی۔ یہ ایکریمی اسلحے کا بہت
تاجر تھا۔ اس نے جیکب سے فون پر بات کی تھی۔ میں نے ا
رابطہ جیکب سے کرایا تھا۔ پھر جیکب نے اسے کوماٹو آنے کی د
دی اور مجھے اس کے ساتھ آنے کو کہا۔ میں اس کے ساتھ یہار
اور اس کے بعد اچانک اس کا جسم ایک دھماکے سے پھٹ گ
اس کے ساتھ ہی میں بے ہوش ہو گئی۔ پھر مجھے ہوش آیا تو ا
چیف ہاؤس میں موجود تھا۔ اس نے مجھے ہوش دلایا تھا۔ جیک
پال دونوں ہلاک ہو چکے تھے اور جزیرے پر موجود سارے افرا
ہلاک ہو چکے تھے۔ میں نے ماکیرو سے کہا کہ واپس چلتے ہیں لیکن
حد خوفزدہ ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ تم عقل مند اور ہوشیار آدمی
تمہاری پناہ میں جانا چاہئے۔ تم خود ہی سارے حالات کو کنٹرا

ئے۔ اسے خطرہ ہے کہ سمندر کا پانی بھی زہر آلود ہو گیا ہو گا اس
اس نے شٹل کھولی اور ہم تمہارے پاس آنے کے لئے چل
"۔ مارسیلا نے جواب دیا۔ وہ دونوں باتیں کرنے کے ساتھ
مسلسل چل رہے تھے۔
" حیرت ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ اب تو مجھے پہلے جزیرے
حالات خود دیکھنے پڑیں گے پھر چیف سے بات کرنی ہو گی۔
ب ہے تم دونوں آجاؤ تاکہ تم سے مزید تفصیل معلوم ہو سکے۔
ں کچھ کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے بگ کی آواز سنائی دی
س کے ساتھ ہی کٹک کی آواز کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو

" میں نے تمہیں کہا نہیں تھا مارسیلا کہ بگ بے حد عقل مند اور
یار ہے وہ خود ہی سب کچھ کنٹرول کر لے گا"...... کیپٹن شکیل
مڑ کر مارسیلا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اسے
ص انداز میں اشارہ کر دیا۔
" ہاں۔ تم درست کہتے ہو۔ بگ کی عقل مندی میں کیا شک
"...... مارسیلا نے ہنستے ہوئے کہا۔
" یہ ایکریمی لازماً کسی مخالف تنظیم کا ایجنٹ ہو گا۔ لیکن یہ کیسا
ث تھا کہ اس نے اپنی جان دے دی"...... کیپٹن شکیل نے

" میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ سب ہلاک ہو گئے لیکن تم

اور میں بچ گئے آخر اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے"...... مارسیلا نے کہ

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ ویسے میں تو بے ہو
ہونے سے پہلے شراب پی رہا تھا۔ کیا تم نے بھی شراب تو نہیں پی
تھی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی یہی بات ہو گی۔ میں اس وقت جب ا
ایکریمی کا جسم دھماکے سے پھٹا تھا شراب پی رہی تھی۔ اوہ۔ اس
مطلب ہے کہ شراب کی وجہ سے ہم ہلاک نہیں ہوئے اور بچ گئے
گڈ گاڈ"...... مارسیلا نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں س
دیا۔ وہ دونوں اب اطمینان بھرے انداز میں لیکن تیز تیز قدم اٹھا
آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک چھت سے تیز روشنی کا دھارا
نکل کر ان پر پڑا اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہن جیسے تاریکی م
ڈوبتے چلے گئے۔ آخری احساس انہیں یہی ہوا تھا کہ وہ اس طرح
گر رہے ہیں جیسے زہر کا سپرے کرنے سے حشرات الارض زمین
گرتے ہیں۔

تھ باتھ روم سے باہر نکلا ہی تھا کہ اس نے دور سے تیز فائرنگ
سانی چیخوں کی آوازیں سنیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ مشین
سے مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی۔ وہ اس وقت چھت کے
بنے ہوئے باتھ روم کے باہر کھڑا تھا۔ فائرنگ کی آوازیں
ساحل کی طرف سے آ رہی تھیں اور چھت سے وہ اس سارے
لو آسانی سے دیکھ سکتا تھا اس لئے اس نے کاندھے سے لٹکی
مشین گن اتاری اور بجلی کی سی تیزی سے چھت کی طرف جاتی
سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا وہ چھت پر آ گیا اور پھر انتہائی تیزی سے
ہوا وہ آگے بڑھتا چلا تھا۔ چھت کا آگے کا حصہ آگے کو اٹھا ہوا
نچ کوئی ڈیزائن بنا ہوا تھا اس لئے اس حصے کے پیچھے اوٹ لے
رکی طرف نظریں دوڑائیں تو بے اختیار اچھل پڑا۔ وہاں ساحل
جزیرے پر موجود تقریباً سب افراد زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے

اور عمارت کی اندرونی طرف سے ان پر مسلسل فائرنگ ہو رہی
تھی۔ فائرنگ کرنے والے عین اس جگہ کے نیچے کھڑے تھے جہاں
اوپر سمتھ موجود تھا۔ سمتھ چیف برانک کا مخصوص باڈی گارڈ تھا اس
لئے اس کی ڈیوٹی اس عمارت پر تھی۔ اس عمارت میں سوائے اس
کے اور چیف کے اور کوئی تیسرا آدمی ہر وقت موجود نہ رہتا تھا کیونکہ
چیف سکیورٹی کے لحاظ سے علیحدہ رہنا پسند کرتا تھا اور وہ سمتھ پر اندھا
اعتماد کرتا تھا۔ سمتھ طویل عرصہ سے اس کے ساتھ تھا۔ اب بھی وہ
چیف کے آفس کے باہر موجود تھا اور چیف برانک ماہی گیروں کے
پاس سپیشل روم میں گیا تو سمتھ کو باتھ روم کی ضرورت محسوس
ہوئی تو وہ اوپر باتھ روم میں آ گیا اور اب عجیب و غریب صورت حال
اس کے سامنے موجود تھی۔ ہلاک ہونے والوں میں اسے نہ ہی چیف
برانک نظر آ رہا تھا اور نہ ہی لارسن۔ وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ یہ
سب کون کر رہا ہے کہ اس نے اچانک ماہی گیروں کو ہاتھوں میں
مشین گنیں اٹھائے ان ہلاک ہونے والوں کی طرف بڑھتے ہوئے
دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ ماہی گیروں نے جزیرے پر قبضہ کرنے کے لئے
یہ سارا کھیل کھیلا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ ماہی گیروں کی تعداد چار
ہے جس میں ایک عورت بھی تھی جبکہ دو ماہی گیر سامنے آئے تھے۔
اس کا مطلب تھا کہ دو عمارت کے اندر موجود تھے۔ اس نے ایک بار
تو سوچا کہ نیچے جا کر ان چاروں کا خاتمہ کر دے لیکن دوسرے لمحے
اس نے اپنا ارادہ بدل دیا کیونکہ ان لوگوں نے جس طرح سب کو

ناکی سے قتل کر دیا تھا اس سے تو یہی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ
طرناک لوگ ہیں۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ پہلے ان دو کا
دے پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ اس نے مشین گن
اور دوسرے لمحے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ
دں چیختے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت
ہ دوسری لاشوں کی اوٹ میں تھے اس لئے گو سمتھ کا دل تو
کہ پورا میگزین ان دونوں پر خالی کر دے لیکن جس انداز
ے تھے اس سے سوائے اس کے کہ وہ اپنے ساتھیوں کی
فائر کرتا رہتا اور کوئی فائدہ نہ تھا۔ پھر اس کے پاس فالتو
ی نہ تھا اس لئے اس نے ٹریگر سے انگلی اس لئے ہٹا لی کہ
عورت اور مرد ماہی گیر باقی تھے اور اس کے پاس مزید
تھا اس لئے وہ اس میگزین کو سوچ سمجھ کر استعمال کرنا
وہ اب انتظار کر رہا تھا کہ باقی دونوں بھی باہر آئیں تو وہ
ھول دے اور پھر اسے ایک آدمی تیزی سے زگ زیگ کے
بھاگ کر ان ہلاک ہونے والے دونوں ماہی گیروں کی
تا دکھائی دیا۔ یہ بھی ماہی گیر تھا لیکن وہ واقعی بے حد
از میں بھاگ رہا تھا۔ سمتھ نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور
لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی یہ ماہی گیر بھی ہوا میں
ھماکے سے نیچے گرا اور پھر ساکت ہو گیا۔ وہ بھی اس کے
ی لاشوں کے پیچھے تھا لیکن سمتھ کو بہرحال یقین تھا کہ وہ

بھی ہٹ ہو گیا ہے۔

" اب ایک عورت رہ گئی ہے۔ اب جانا چاہئے۔ اب وہ
میرا کیا بگاڑ سکتی ہے"...... سمتھ نے کہا اور اٹھ کر تیز
سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیڑھیاں اتر کر وہ جیسے ہ
راہداری میں پہنچا اچانک ایک سائیڈ سے اس پر کوئی سایہ سان
دوسرے لمحے سمتھ کے حلق سے چیخ سی نکل گئی اور اس کے سا
اس کا سانس اس کے گلے میں پھنس گیا۔ اس کے ذہن میں
احساس یہی ہوا تھا کہ وہ اچھل کر ہوا میں قلا بازی کھاتا ہوا
ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام احساسات تاریکی میں
چلے گئے۔

لیا اس کمرے میں برانک کے ساتھ موجود تھی۔ عمران اور
ے ساتھیوں کو گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی لیکن ابھی ان کی
نہ ہوئی تھی۔ برانک بے ہوش تھا۔ جولیا کو بے چینی سی
ہونے لگی تو وہ دروازے کی طرف بڑھی اور پھر جیسے ہی وہ
ی میں سے گزر کر موڑ کی طرف آئی اس نے کسی کے تیزی سے
ں اترنے کی آواز سنی۔ آنے والا قریب ہی سیڑھیوں سے اتر رہا
خاصی تیزی میں تھا۔ جولیا ٹھٹھک کر ایک ستون کی اوٹ میں
و اسی لمحے اس نے ایک آدمی کو ہاتھ میں مشین گن پکڑے
ی میں نمودار ہوتے دیکھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا جولیا
اس پر جھپٹی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے مخصوص انداز میں
ھا کر گردن کے بل فرش پر پھینکا اور ساتھ ہی اس نے اس کے
ھ نکلنے والی مشین گن کو نیچے گرنے سے پہلے ہی جھپٹ لیا۔ وہ

دراصل فائرنگ یا مشین گن کے فرش پر گرنے کی آواز پیدا نہ ہونے
دینا چاہتی تھی کیونکہ اسے باہر کے حالات کا علم نہیں تھا۔ وہ آدمی
کے بل مخصوص انداز میں نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کا
زور سے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ جولیا کو معلوم تھا کہ اس کا
انجام ہونا تھا۔ وہ اب مشین گن ہاتھ میں پکڑے تیزی سے
طرف آگے بڑھنے لگی اور پھر جب وہ اس جگہ آئی جہاں سے ساحل نظر
رہا تھا تو وہ بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ سامنے دوسری لاشوں کے
ساتھ ہی صفدر، تنویر اور عمران کو گرے ہوئے دیکھا۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ یہ کیا ہو گیا"...... جولیا نے
بوکھلائے ہوئے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور پھر بے تحاشا دوڑتی ہوئی
آگے بڑھی۔

" ارے تم کہاں سے آگئیں۔ میں تو حملہ آور کے انتظار میں تھا"
یکلخت عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی
مختلف لاشوں کے پیچھے پڑے ہوئے صفدر اور تنویر بھی اٹھ کر کھڑے
ہو گئے تو جولیا بے اختیار ایک جھٹکے سے رک گئی۔

" تم زندہ ہو۔ خدا کا شکر ہے"...... جولیا نے بے اختیار ایک
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" وہ حملہ آور کہاں ہے جو چھت پر تھا اور جس کے انتظار میں ہم
مردہ حالت میں پڑے ہوئے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

" وہ۔ وہ۔ اسے تو میں نے ہلاک کر دیا ہے۔ میں باہر آ رہی تھی

میں نے سیڑھیوں پر سے کسی کے اترنے کی آوازیں سنیں تو میں
میں ہو گئی۔ ایک آدمی مشین گن اٹھائے راہداری میں آیا تو
نے اسے اٹھا کر سر کے بل نیچے پھینکا تو اس کی گردن ٹوٹ گئی
وہ ہلاک ہو گیا اور اس کی مشین گن لے کر یہاں آ گئی"۔ جولیا
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ وہاں ایک ہی آدمی تھا"...... عمران نے
ینان بھرے انداز میں کہا۔

" لیکن ہوا کیا تھا۔ مجھے تو بتاؤ"...... جولیا نے کہا۔

" مس جولیا۔ ہم دونوں آگے بڑھے ہی تھے کہ ہم نے اوپر سے
آواز سنی جیسے اسلحہ کسی دیوار سے ٹکراتا ہے۔ ہم دونوں صورت
سمجھ گئے اور ہم نے بیک وقت چھلانگیں لگائیں اور لاشوں کی
لے لی۔ اسی لمحے فائرنگ ہوئی لیکن بروقت چھلانگیں لگانے سے
بچ گئے۔ اب ہمیں انتظار تھا کہ وہ آدمی چھت سے اٹھے تو اسے
بنایا جائے لیکن وہ آدمی مکمل طور پر اوٹ میں تھا۔ صرف مشین
کی نال دکھائی دے رہی تھی۔ اسی لمحے عمران صاحب دوڑتے
ئے آگے بڑھے اور زگ زیگ انداز میں دوڑتے ہوئے ہماری
آئے۔ ان پر بھی فائرنگ ہوئی لیکن انہوں نے بھی ہماری طرح
انگ لگا کر لاشوں کی اوٹ لے لی۔ پھر وہ مشین گن غائب ہو گئی
ہم سمجھ گئے کہ اب یہ آدمی نیچے آئے گا۔ ہم اس کے انتظار میں تھے
آپ مشین گن اٹھائے آتی دکھائی دیں۔ آپ کے چہرے پر موجود

تاثرات دیکھ کر ہی ہم سمجھ گئے تھے کہ آپ کو ہمارے ہٹ ہو جانے
یقین ہو گیا ہے اس لئے پہلے عمران صاحب اور پھر ہم اٹھ کھڑے
ہوئے"...... صفدر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر میں کچھ لمحے پہلے نکل پڑتی تو
آدمی عقب سے مجھے ہٹ کر دیتا"...... جولیا نے کہا اور صفدر نے
اثبات میں سرہلا دیا۔
"تنویر اور صفدر تم دونوں اس پورے جزیرے کا راؤنڈ لگاؤ اور
چیک کرو کہ یہاں کیا حالات ہیں اور یہ جزیرہ کس کام کے لئے
استعمال کیا جا رہا ہے۔ میں اور جولیا جا کر اس برانک سے معلومات
حاصل کرتے ہیں"...... عمران نے صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر
کہا اور پھر جولیا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے وہ عمارت کی طرف
بڑھ گیا۔ برانک کرسی پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ
عقب میں کر کے کلپ ہتھکڑی ڈال دی گئی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ
ان کی عدم موجودگی میں یہ کام جولیا نے کیا ہے۔ وہ آگے بڑھا اور اس
نے برانک کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ جب
برانک کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو عمران نے
ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ جولیا پہلے ہی ساتھ والی
کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔ تھوڑی دیر بعد برانک نے کراہتے ہوئے
آنکھیں کھول دیں۔
"تمہارا نام برانک ہے اور تم کاراکاز کے اٹیمک سیکشن کے

ہو"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو برانک نے
کر سامنے بیٹھے ہوئے عمران کو اس طرح دیکھا جیسے وہ پہلی بار
دیکھ رہا ہو۔
"تم۔ تم کون ہو۔ تم ماہی گیر تو نہیں ہو سکتے۔ کون ہو تم"۔
ک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بے اختیار اٹھنے لگا لیکن ہاتھ
ب میں بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔
"تم چونکہ چیف ہو اس لئے تم سے مکمل تعارف ہونا چاہئے۔ میرا
علی عمران ہے اور یہ میری ساتھی مس جولیا نافٹر واٹر ہے۔ باقی
نوں ساتھیوں کا نام صفدر اور تنویر ہے۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے
ے اور یہ بھی بتا دوں کہ اس جزیرے پر سوائے تمہارے، تمہارا اور
ئی ساتھی زندہ حالت میں موجود نہیں ہے"...... عمران نے اسی
رح سنجیدہ لہجے میں کہا تو برانک بے اختیار اچھل پڑا۔
"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا"...... برانک
نے کہا۔
"اس بات کو چھوڑو۔ یہ ہمارا کام ہے اور ہم نے کر دیا ہے۔
ہیں صرف اطلاع دے رہا ہوں تاکہ تم ان کی یہاں آمد کے انتظار
یں اپنی انرجی ضائع نہ کرو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
"مگر تمہارے میک اپ کیوں صاف نہیں ہوئے"...... برانک
نے کہا۔
"اب دنیا میں میک اپ کا فن اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ اب یہ

عام سے میک اپ واشر خصوصی میک اپ کو واش نہیں کر سکے
ہاں اگر تم سادہ پانی سے ہمارے منہ دھو دیتے تو دوسری بات
اور یہ بھی بتا دوں کہ موجودہ دور میں میک اپ چیکنگ کا اگر ...
ہو تو پھر میک اپ صرف چہرے اور بالوں کا ہی نہیں کیا جاتا
پورے جسم کو چہرے سے ہم رنگ کیا جاتا ہے ...... عمران
کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں
میں تمہارے مقابل شکست کھا چکا ہوں۔ میرے تصور میں بھی
تھا کہ تم ایسی صلاحیتوں کے مالک بھی ہو سکتے ہو۔ تم نے میک
اپ ہی خصوصی کئے تھے۔ تم نے کلپ ہتھکڑیاں بھی خود بخود کھو
لیں۔ تم نے کراٹ جزیرے پر موجود تمام افراد کو بھی ہلاک کر ...
اگر تم یہ سب کچھ کر سکتے ہو تو پھر میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا
بولو کیا چاہتے ہو" ...... برانک نے کہا۔

" گڈ۔ تم نے اب واقعی چیف والی بات کی ہے۔ آدمی کو ایسا
سٹیٹ فارورڈ ہونا چاہئے۔ ہمیں وہ فارمولا چاہئے جو تم نے پاکیشیا
سائنس دان ڈاکٹر قاضی کو اغوا کرنے سے پہلے بینک لاکر سے ...
تھا" ...... عمران نے کہا۔

" تمہارا سائنس دان تو ایک پراسرار اور خطرناک بیماری میں
مبتلا تھا۔ وہ تو ہلاک ہو گیا ہے اور فارمولا میرے پاس نہیں ہے۔
لیبارٹری پہنچ چکا ہے" ...... برانک نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ ڈاکٹر قاضی کا تم نے خون تبدیل کرنے کی
کوشش کی اور وہ اس کوشش میں ہلاک ہو گیا" ...... عمران نے کہا
برانک کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" حیرت ہے۔ آخر تم کون ہو۔ تم سب کچھ بھی کر لیتے ہو اور
تمہیں سب کچھ معلوم ہے۔ پھر یہاں آنے کی بجائے تمہیں وہاں
لیبارٹری میں جانا چاہئے تھا" ...... برانک نے کہا تو عمران بے اختیار
مسکرا دیا۔

" تم اس سیکشن کے سربراہ ہو اور تمہارے حکم پر اگر فارمولا
لیبارٹری میں جا سکتا ہے تو تمہارے حکم پر واپس بھی آ سکتا ہے۔ اگر
ہم وہاں جاتے تو پھر تمہیں زیادہ نقصان ہوتا۔ تمہاری لیبارٹری بھی
ساتھ ہی تباہ ہو جاتی اس لئے ہمارا یہاں آنا تمہارے ہی فائدے میں
ہے" ...... عمران نے جواب دیا۔

" لیکن مجھے افسوس ہے مسٹر عمران کہ تم دیر سے پہنچے ہو۔ چونکہ
پاکیشیائی سائنس دان ہلاک ہو گیا تھا اور اس کے بغیر فارمولا مکمل
نہیں ہو سکتا تھا۔ لیبارٹری کے سائنس دانوں نے پہلے بھی یہی
رپورٹ دی تھی کہ یہ فارمولا بنیادی طور پر نامکمل ہے اس لئے تو
اس ڈاکٹر کو اغوا کیا گیا تھا لیکن اس کی پراسرار بیماری نے ہمارے
ہاتھ باندھ دیئے تھے۔ وہ کسی طرح بھی ہمارے ساتھ تعاون کرنے
پر رضامند نہ تھا حالانکہ میں نے اسے بے حد لالچ دیئے دھمکیاں دیں
لیکن اس کی ایک ہی ضد تھی کہ چاہے مار ڈالو وہ کسی مجرم تنظیم سے

تعاون نہیں کرے گا۔ اس پر تشدد نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ
طرح وہ ہلاک ہو جاتا۔ خون تبدیل کرنے میں ہلاکت کا رسک تو
چنانچہ آخر کار یہ رسک لینے کا فیصلہ ہوا اور پھر وہ واقعی ہلاک ہو
اب ہماری لیبارٹری کے سائنس دانوں کے لئے یہ فارمولا
اس لئے مجبوراً یہ فارمولا ہیڈ کوارٹر بھیجنا پڑا تاکہ اگر دنیا میں
سائنس دان اسے مکمل کر لے تو اس سے کرایا جا سکے"...... برانک
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اپنی یہ بات کسی طرح کنفرم کرا سکتے ہو"...... عمران
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے میں ہیڈ کوارٹر سے یہ بات نہیں کر سکتا کیونکہ میں
خود یہ فارمولا بھجوایا ہے اور لیبارٹری سے اس لئے بات نہیں ہو
کہ میں نے خود ان سے فارمولا منگوایا ہے۔ تمہیں میری بات
اعتماد کرنا چاہئے۔ میں نے کوئی غلط بیانی نہیں کی"...... برانک
کہا۔

"تم لیبارٹری انچارج ڈاکٹر رچرڈ سے فون پر بات کرو۔ جو
بات کرو لیکن یہ بات کنفرم کراؤ کہ فارمولا اب لیبارٹری میں
نہیں ہے اور تم نے اسے وہاں سے منگوا لیا ہے"...... عمران
کہا۔

"سوری۔ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ یہ میری عزت کے خلاف
ہے۔ میرے متعلق وہ لوگ کیا سوچیں گے"...... برانک نے کہا۔

لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر رچرڈ سے تمہارا رابطہ تو بہرحال ہو
...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہے۔ سیٹلائٹ فون کے ذریعے"...... برانک نے کہا۔

"کیا نمبر ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... برانک نے کہا۔

"تم نے سیٹلائٹ فون کی بات کی ہے اس لئے میں نے نمبر پوچھا
تاکہ میں ان سے ہی اندازہ لگا لوں کہ تم سچ بول رہے ہو یا
"...... عمران نے کہا تو برانک نے فوراً ہی نمبر بتا دیئے۔

"جولیا اندر سے فون پیس لے آؤ"...... عمران نے جولیا سے کہا تو
سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"میں نے کہا ہے کہ میں اس انداز میں بات نہیں کر سکتا۔ پھر تم
فون پیس کیوں منگوایا ہے"...... برانک نے کہا۔

"میں خود بات کر لوں گا۔ میری عزت خراب نہیں ہو گی"۔
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سے کوئی بات بھی نہیں کرے گا۔ وہاں کمپیوٹر چیکنگ
تمہاری آواز کمپیوٹر آگے پاس آن ہی نہ کرے گا"...... برانک
کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"مجھے تم سے زیادہ کمپیوٹر کے بارے میں علم ہے چیف برانک
سیٹلائٹ فون کے جو نمبر تم نے بتائے ہیں یہ براہ راست
اگر یہ رابطہ بذریعہ کمپیوٹر ہوتا تو پھر ان نمبروں کے آغاز میں

تین صفر موجود ہوتے"...... عمران نے جواب دیا تو برانک ـ
اختیار ہونٹ بھینچ لئے ـ
"ٹھیک ہے ـ کر دیکھو بات"...... چند لمحوں کی خاموشی ـ
برانک نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر ایک بار پھر ہنس
"میں تمہارے ذہن میں ابھرنے والا خیال پڑھ رہا ہوں ـ
یہ سوچ کر یہ فقرہ کہا ہے کہ جب تمہاری جگہ میں بولوں گا تو
آواز سنتے ہی فون بند کر دے گا لیکن تمہاری اطلاع کے لئے
کہ میں یہ بات تمہاری آواز اور لہجے میں کروں گا اور ظاہر ہے
سے بات کرنے سے ڈاکٹر رچرڈ انکار کر ہی نہیں سکتا"......
نے کہا ـ

"میری آواز اور لہجے کی نقل ہی کرو گے ناں ـ کر کے دیکھ
برانک نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا
اسی لمحے جولیا واپس کمرے میں آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک
پیس موجود تھا ـ عمران نے فون پیس اس کے ہاتھ سے لیا اور
وہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو برانک نے بتائے تھے ـ
خاموش بیٹھا ہوا تھا ـ

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی
"چیف برانک بول رہا ہوں ـ ڈاکٹر رچرڈ سے بات کراؤ
نے برانک کے لہجے اور آواز میں کہا تو برانک بے اختیار اچھل
اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے ـ

یس ـ ڈاکٹر رچرڈ بول رہا ہوں چیف"...... چند لمحوں بعد
طرف سے ایک اور آواز سنائی دی ـ
ے پی ایس فارمولے کا کیا ہوا ڈاکٹر رچرڈ"...... عمران نے

اس پر کام جاری ہے چیف ـ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ
اہم اور میں نے مل کر اس پر کام کیا ہے ـ ہم بہرحال اسے
لیں گے"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا ـ
ب تک مکمل ہو جائے گا"...... عمران نے پوچھا ـ
را اندازہ ہے کہ ایک ماہ تو لگ ہی جائے گا"...... ڈاکٹر رچرڈ

ب دیا ـ
لن اب اس بارے میں نیا حکم ملا ہے کہ اے پی ایس فارمولا
رٹر بھجوا دیا جائے ـ تم ایسا کرو کہ فارمولا یہاں کراٹ بھجوا
... عمران نے برانک کے لہجے میں کہا ـ
ہیں ـ نہیں ڈاکٹر ـ یہ نقلی آدمی ہے اور اصل برانک میں بول
ں ـ فارمولا مت بھیجیں"...... یکلخت برانک نے حلق کے بل
ئے کہا ـ جولیا اس کے بولتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور
جھپٹ کر برانک کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا ـ
کیسی آواز ہے ـ یہ نقل اور اصل کیا ہے"...... ڈاکٹر رچرڈ کی
بھری آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو
نے طویل سانس لیتے ہوئے فون آف کر دیا تو جولیا نے ہاتھ

ہٹالیا۔
" مجھے تم سے ایسی گھٹیا حرکت کی توقع نہیں تھی اس
نے بات کرنے سے پہلے نہ تمہیں بے ہوش کیا اور نہ تمہار
یں کپڑا ٹھونسا تھا" ...... عمران نے کہا۔
" مجھے یقین ہی نہ آرہا تھا کہ تم میری آواز اور لہجے کی
کامیاب نقل کر لو گے اور پھر تم نے اسے فارمولا واپس بھج
دیا تھا۔ وہ واقعی بھجوا دیتا اور یہ بات میں برداشت نہ کر سکا"
نے کہا۔
" بہرحال یہ بات کنفرم ہو گئی کہ تم نے جھوٹ بولا
عمران نے کہا۔
" ہاں۔ واقعی میں نے جھوٹ بولا تھا۔ لیکن اب ڈا
مشکوک ہو گیا ہے اور وہ انتہائی وہمی آدمی ہے اس لئے میں
گا کہ جب تک وہ فارمولا مکمل نہیں کر لے گا وہ فارمولا لیبار
نہیں نکالے گا" ...... برانک نے کہا۔
" فارمولا اس سے لیبارٹری کے اندر جا کر بھی لیا جا
ہمیں بس صرف اتنا کنفرم کرنا تھا کہ فارمولا وہاں موجو
نہیں" ...... عمران نے کہا۔
" تم چاہے لٹے کیوں نہ ہو جاؤ تم لیبارٹری میں داخل
ہو سکتے" ...... برانک نے کہا۔
" تمہیں شاید علم نہیں ہے کہ پاکیشیائی سائنس دان ڈا

رڈ دونوں یونیورسٹی میں اکٹھے پڑھتے رہے ہیں اور ڈاکٹر
یں تو یہی رپورٹ دی ہے کہ ڈاکٹر قاضی ہلاک ہو گیا ہے
ے دراصل ڈاکٹر قاضی کو واپس بھجوا دیا ہے اور اس وقت
پاکیشیا پہنچ چکا ہے اس لئے اب ہمیں فارمولے کی
یں ہے کیونکہ ڈاکٹر قاضی دوبارہ اس پر کام کر سکتا ہے
صرف اتنا چاہتے ہیں کہ لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے تاکہ
اراکاز جیسی مجرم تنظیم کے ہاتھ نہ لگ سکے اور یہ لیبارٹری
برے پر ہے اور کراسونا جزیرے کو ہی سمندر میں غرق کیا
" ...... عمران نے کہا۔
و چاہو کرو اور جو چاہو کہو لیکن تمہارا مقصد پورا نہیں ہو
ں علم ہی نہیں ہے کہ کاراکاز نے لیبارٹری اور جزیرے کی
کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں۔ یہ لیبارٹری کاراکاز کی
اہم ترین لیبارٹری ہے اور کاراکاز نے اپنے تمام وسائل اس
ی تعمیر پر خرچ کر دیئے ہیں۔ ایسی لیبارٹریاں سوائے سپر
اور کسی ملک میں بھی نہیں اس لئے تمہارا کیا خیال ہے کہ
ہم اور قیمتی لیبارٹری کی حفاظت کا کوئی بندوبست نہیں کیا
...... برانک نے کہا۔
ارا جزیرہ کوناٹو پر انچارج کون ہے" ...... عمران نے اس کی
ظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔
ناٹو کا انچارج۔ کیوں۔ تم یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو"۔

برانک نے چونک کر پوچھا۔
"اگر تم نہیں بتاؤ گے تو تمہارے کاغذات سے مجھے علم ہو
گا۔ یہ کون سی حیران ہونے والی بات ہے"...... عمران نے
بناتے ہوئے کہا۔
"سوری۔ اب میں تمہاری کسی بات کا کوئی جواب نہیں
گا"...... برانک نے کہا۔
"اوکے۔ میں تو اس لئے تم سے اس انداز میں ڈیل کر رہا
تم بہرحال چیف ہو لیکن اگر تمہارا رویہ چیف جیسا نہیں رہا
میرا رویہ بھی تبدیل ہو جانا چاہئے"...... عمران نے سرد لہجے میں
"تم جو چاہے کر لو لیکن اب میں تمہیں کوئی بات نہیں
سکتا"۔ برانک نے انتہائی مضبوط لہجے میں کہا۔
"جولیا۔ اس آدمی نے تمہارے بارے میں ناپسندیدہ باتیں
تھیں"...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ میں بھی اس وقت سے سوچ رہی ہوں کہ اس کی
کس طرح زیادہ سے زیادہ عبرتناک ہو سکتی ہے"...... جولیا
جواب دیا۔
"یہ بہرحال چیف ہے اس لئے تم مشین گن اٹھاؤ اور اسے
کر دو"...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
"تم نے اس سے جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لیا"...... جولیا نے
"ہاں۔ اب مزید پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی"......

اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جولیا اس کے
کمرے سے باہر آ گئی۔
یا میں واقعی اسے ہلاک کر دوں"...... جولیا نے کہا۔
ں۔ میں اس کے آفس کی تلاشی لیتا ہوں۔ وہاں سے مجھے
مطلب کی معلومات مل جائیں گی"...... عمران نے کہا۔
ؤ میں تمہیں اس کا آفس دکھا دوں۔ میں فون پیس وہیں سے
ی تھی"...... جولیا نے کہا اور آگے چلنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ
رے کے دروازے پر رک گئی۔
یہ اس کا آفس ہے"...... جولیا نے کہا۔
وکے۔ ٹھیک ہے۔ تم اسے ختم کر دو"...... عمران نے دروازہ
کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور جولیا واپس مڑ گئی۔ عمران
میں داخل ہوا تو وہ واقعی آفس کے انداز میں ہی سجا ہوا تھا۔
نے آفس کی تلاشی لینی شروع کر دی اور ابھی وہ تلاشی لینے میں
ے تھا کہ دروازہ کھلا اور جولیا اندر داخل ہوئی۔ اس کا منہ بنا
ا۔
کیا ہوا۔ تمہارا منہ کیوں بنا ہوا ہے"...... عمران نے چونک
ت بھرے لہجے میں کہا۔
برانک نے دانتوں میں موجود زہریلا کیپسول چبا کر خودکشی کر
ہ۔ میں واپس گئی تو وہ ہلاک ہو چکا تھا"...... جولیا نے کہا۔
اسے تو تمہاری دہشت ہی سے مر جانا چاہئے تھا۔ اس نے تو پھر

بھی خودکشی کی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" اب میں اتنی بھی بدصورت نہیں ہوں"...... جولیا نے "
ہوئے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔
" اسی کا مطلب ہے کہ کچھ نہ کچھ بہرحال ہو۔ لیکن یہ بات ت
کر سکتی ہو میں نہیں کر سکتا"...... عمران نے کہا۔
" کیوں۔ تم کیوں نہیں کر سکتے"...... جولیا نے بڑے اشتبا
آمیز لہجے میں کہا۔
" اس لئے کہ تنویر نے مجھے گولی مار دینی ہے"...... عمران
بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو جولیا کا کھلا ہوا چہرہ بے اختیار
گیا۔
" اس کا تو مطلب ہے کہ تم مجھے بدصورت سمجھتے ہو۔ لیکن "
کے خوف سے ایسا نہیں کہتے۔ کیوں"...... جولیا نے بگڑے ہو
لہجے میں کہا۔
" میں نے بدصورت نہیں کہا بلکہ خوبصورت کہا ہے۔ تنویر
خوف سے میں تمہاری تعریف نہیں کر سکتا"...... عمران نے جولیا
ناک کو غصے کی شدت سے پھولتے پچکتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے
تو جولیا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا کو
جواب دیتی اچانک میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھ
بج اٹھی تو عمران نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ ب
کر رسیور اٹھا لیا۔

ہیلو"...... عمران نے برانک کے لہجے میں کہا۔
بول رہا ہوں چیف کراسونا سے۔ آپ کو کوماٹو کے بارے
ٹ ملی ہے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی

ں۔ کیوں۔ کیسی رپورٹ"...... عمران نے کہا۔
ماٹو پر موجود جیکب اور اس کے نائب پال سمیت تمام افراد
د چکے ہیں۔ ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے"۔
طرف سے کہا گیا اور عمران کے ذہن میں فوراً کیپٹن شکیل کا
ر آیا۔
س نے ایسا کیا ہے اور کیوں"...... عمران نے برانک کے
کہا۔
رسیلا اور اس کے ایک ایشیائی ساتھی نے"...... دوسری طرف
گیا۔
یشیائی ساتھی۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے کسی کو پکڑ لیا ہے"۔
نے کہا۔
باس۔ ہوا یہ کہ اچانک ٹنل کا راستہ کھولا گیا تو یہاں کاشن
اور میں چونک پڑا۔ میں نے مشینری آن کی تو میں نے مارسیلا
جیکب کے بہنوئی ماکیرو کو ٹنل میں چلتے ہوئے دیکھا۔ ان کا
راسونا کی طرف ہی تھا۔ میں ان دونوں کو دیکھ کر حیران رہ
نے ان سے بات کی تو ماکیرو نے عجیب سی کہانی سنائی کہ

مارسیلا کے ساتھ ایک ایکریمی کو ماٹو پہنچا اور پھر اس کے جسم میں
پھٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی جزیرے کی ہوا زہریلی ہو گئی ا
بے ہوش ہو گیا۔ پھر جب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ جز
پر موجود سب لوگ ہلاک ہو چکے ہیں البتہ مارسیلا بے ہوش
تھی۔ اس نے مارسیلا کو ہوش دلایا اور اب وہ خوفزدہ ہو کر ما
سمیت میرے پاس آ رہا ہے تاکہ میں جزیرے کو کنٹرول کر
میرے حلق سے یہ کہانی نہ اتری لیکن میں نے اپنی طرف سے
چیت ختم کر دی لیکن وائس کنٹرول میں نے بند نہ کیا۔ میں
دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سننا چاہتا تھا۔ ان
درمیان جو گفتگو ہوئی اس سے بھی ان کی پہلی بات کی تائید ہوئی
اور یہ بات بھی سامنے آئی کہ چونکہ انہوں نے اس وقت شراب
تھی اس لئے وہ ہلاک نہ ہوئے لیکن میں نے انہیں پھر بے ہوش
اور پھر انہیں اٹھوا کر یہاں کراسوتا لے آیا۔ یہاں میں نے ان
میک اپ چیک کیا۔ مارسیلا کے چہرے پر تو میک اپ نہیں تھا
ماکیرو میک اپ میں تھا۔ اس نے حیرت انگیز انداز میں میک اپ
ہوا تھا۔ پہلے اس نے سر اور چہرے پر ماسک چڑھایا ہوا تھا اور ما
کے خدوخال بنائے تھے پھر اس ماسک پر میک اپ کر کے مکمل
پر ماکیرو بن گیا تھا۔ بہرحال وہ ایشیائی تھا۔ میں نے جیکب کو کال
تو وہاں سے کوئی جواب نہ ملا تو میں اپنے ساتھیوں سمیت کو ماٹو
میں نے دیکھا کہ جیکب اور پال سمیت سب افراد ہلاک ہوئے پڑ

انہیں گولیاں ماری گئی تھیں اور ان کی حالت دیکھ کر اندازہ
تھا کہ انہیں پہلے بے ہوش کیا گیا اور پھر انہیں گولیاں ماری
ں۔ اس کے علاوہ جزیرے کے گرد ریڈ الرٹ ویسے ہی قائم تھا۔
واپس آیا اور اب آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں۔ میں نے اس لئے
کو کال کیا ہے کہ میں اس ایشیائی اور مارسیلا دونوں کو ہوش میں
حقائق معلوم کرنا چاہتا ہوں لیکن آپ کا حکم ہے کہ مشکوک
کو فوراً ہلاک کر دیا جائے اگر میں نے انہیں ہلاک کر دیا تو پھر
ے پر جو کچھ ہوا ہے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکے گا۔
آپ جیسے حکم دیں"...... بگ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے

"تم اس ایشیائی کو ہلاک نہیں کرو گے۔ سمجھے۔ یہ انتہائی اہم
ہے تم اسے ہوش میں لا کر مجھ سے اس کی بات کراؤ"۔ عمران
کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں بات کراتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا
اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل
ں لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔
"کیا ہوا ہے۔ کیا کیپٹن شکیل کے بارے میں بات ہو رہی
"...... جولیا نے کہا۔
"ہاں۔ کیپٹن شکیل کو ماٹو جزیرے پر قتل عام کر کے کراسوتا پہنچ
ہے لیکن اس نے ایسی کمزور کہانی اس بگ کو سنائی کہ جیسے کوئی

سمجھ دار آدمی بھی تسلیم نہیں کر سکتا اس لئے اسے شک پڑ گیا اور ا
نے اسے پکڑ لیا ہے۔ وہ اب بے ہوش ہے اور بگ کے قبضے میں
ہے"...... عمران نے کہا۔
"اب تم کیپٹن شکیل سے کیا بات کرو گے"...... جولیا نے کہا۔
"میں اس سے کوڈ میں بات کروں گا تاکہ یہ معلوم ہو سکے
کیپٹن شکیل مزید کارروائی کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ نہیں کر سکتا
پھر بگ کو کہہ کر اسے یہاں منگوا لوں گا اور پھر اس کے بعد ہم س
مل کر وہاں جا کر کارروائی کریں گے۔ اب اس کے سوا اور کو
صورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں س
دیا۔

کیپٹن شکیل کو جیسے ہی ہوش آیا اس کے ذہن میں تنل کے اندر
ت سے پڑنے والی روشنی کے دھارے کا منظر کسی فلم کے سین کی
ح گھوما اور اس کے ساتھ ہی اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔
سرے لمحے اس کے حلق سے اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا
نکہ وہ لکڑی کے بنے ہوئے ایک کمرے میں رسیوں سے بندھا
ی پر بیٹھا ہوا تھا لیکن یہ کمرہ کوماٹو کے چیف ہاؤس کا بہرحال نہیں
ا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کراسو نا میں ہے اس کے ساتھ ہی کرسی پر
سیلا بھی رسیوں سے بندھی ہوئی بیٹھی تھی اور ایک آدمی اس کے
زو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ انجکشن لگا کر وہ مڑا اور جب اس نے
پٹن شکیل کو ہوش میں دیکھا تو اس کے چہرے پر حیرت کے
ثرات ابھر آئے۔
" تمہیں اتنی جلدی کیسے ہوش آ گیا۔ تمہیں تو دس منٹ بعد

ہوش آنا چاہیئے تھا۔ابھی تو میں نے تمہیں انجکشن لگایا ہے"...... اس
آدمی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے تم نے مقدار سے زیادہ دوا انجکٹ کر دی ہو۔ ویسے
میں کہاں ہوں۔کراسونا میں یا کوماٹو میں"...... کیپٹن شکیل نے
کہا۔

"کراسونا میں۔لیکن تمہارا اصل چہرہ نکل آیا ہے۔تم ماکیرو نہیں
ہو بلکہ ایشیائی ہو"...... اس آدمی نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل بے
اختیار چونک پڑا کیونکہ اسے اپنا چہرہ تو ظاہر ہے نظر نہ آرہا تھا اور پھر
اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل کچھ کہتا وہ آدمی تیزی سے مڑ کر کمرے
سے باہر چلا گیا اور کیپٹن شکیل نے فوراً ہی اپنی انگلیوں کو حرکت
دینی شروع کر دی۔ظاہر ہے ان حالات میں وہ بندھا کیسے رہ سکتا تھا
ورنہ تو بگ اسے لامحالہ گولی مار دیتا۔اس کے دونوں ہاتھ عقب میں
کر کے رسی سے باندھے گئے تھے اور پھر اس کے جسم کے گرد کرسی
کے ساتھ ہی رسیاں باندھی گئی تھیں۔وہ سب سے پہلے اپنے ہاتھ
آزاد کرنا چاہتا تھا۔چنانچہ اس نے اپنی انگلیاں موڑیں اور کلائی پر
بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ ٹٹولنا شروع کر دی۔چند لمحوں کی کوشش
کے بعد بہرحال وہ گانٹھ کو تلاش کر کے انگلیوں میں پکڑنے میں
کامیاب ہو گیا اور پھر مخصوص انداز میں جھٹکا دینے سے رسی کھل گئی
اور اس کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔اس نے دونوں بازوؤں کو آگے کی
طرف کرنے کے لئے زور لگایا اور پھر آہستہ آہستہ وہ اپنی کوشش میں

ہو گیا۔اس کے دونوں بازو اس کی سائیڈوں پر آگئے تو اس
زور لگایا تو ہاتھ آگے کی طرف کھسک آئے تو اس نے دونوں
سے ایک رسی پکڑی اور اپنے جسم کو پیچھے کی طرف کر کے اس
ں کو آگے کی طرف پورے زور سے دھکیلا لیکن رسی نائیلون
.وہ ٹوٹ نہ سکتی تھی لیکن کیپٹن شکیل بھی یہ بات جانتا تھا
طرح نائیلون کی رسی ٹوٹ نہیں سکتی۔وہ دراصل اس طرح
لو اس حد تک ڈھیلا کر دینا چاہتا تھا کہ اپنے جسم کو نیچے کی
سکا کر ان رسیوں سے گزر سکے۔اس نے دوسری رسی کھینچی
یک ایک کر کے سامنے کے رخ پر موجود کچھ رسیوں کو اس
حد تک ڈھیلا کر دیا تو اس نے اپنے جسم کو نیچے کی طرف
شروع کر دیا۔چونکہ اس کی ٹانگیں کھلی ہوئی تھیں اس لئے وہ
ے نیچے کھسکتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ نیچے فرش پر بیٹھا
تبکہ کرسی پر رسیاں ویسے ہی بندھی ہوئی موجود تھیں۔کیپٹن
لی کی سی تیزی سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا کیونکہ
سری طرف سے کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی
وہ دروازے کی سائیڈ میں دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔
بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تیزی
داخل ہوا ہی تھا کہ کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی سے اس پر
دوسرے لمحے وہ آدمی اس کے سینے سے لگا ہوا تھا۔اسی لمحے
سلح آدمی اندر داخل ہوا ہی تھا کہ کیپٹن شکیل نے یکلخت پہلے

آدمی کو اس دوسرے آدمی پر پوری قوت سے دھکیل دیا۔ یہ سب
اس قدر تیز رفتاری سے ہوا تھا کہ پہلے آدمی کے حلق سے چیخ بھی
وقت نکلی تھی جب وہ دوسرے آدمی سے ٹکرایا تھا۔ دونوں
دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے ہی تھے کہ کیپٹن شکیل نے جھپ
دوسرے آدمی کے ہاتھ سے نکل کر زمین پر گری ہوئی مشین
جھپٹ لی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہ
کیپٹن شکیل کے بازو بجلی کی سی تیزی سے گھومے اور مشین
بٹ پہلے اندر آنے والے آدمی کے سر پر ایک دھماکے سے پڑا
کربناک انداز میں چیختا ہوا اچھل کر دوبارہ گرا۔ اسی لمحے
شکیل کی لات گھومی اور دوسرا آدمی جو اٹھتے ہوئے جیب میں ہاتھ
رہا تھا چیختا ہوا دو قدم دور جا گرا۔ دوسرے لمحے کیپٹن شکیل کے
گھومے اور اس بار مشین گن کا بٹ اس دوسرے آدمی کے سر
اور اس کا منہ کھلا ضرور لیکن منہ سے کوئی آواز نہ نکلی اور وہ سا
ہو گیا۔

"یہ تو تگ ہے۔ کراسونا کا انچارج"...... اچانک مارسیلا کی
سنائی دی تو کیپٹن شکیل بے اختیار اچھل پڑا۔

"کون۔ یہ"...... کیپٹن شکیل نے پہلے اندر داخل ہونے
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہی تگ ہے"...... مارسیلا نے کہا اور کیپٹن شکیل
اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے دروا

کے اسے اندر سے لاک کر دیا اور پھر مڑ کر وہ مارسیلا کی کرسی کے
ب میں آیا اور پھر اس نے اس کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔

"تو تمہاری اصل شکل یہ ہے۔ تم نے خواہ مخواہ بدصورت سا
رکھی میک اپ کر رکھا تھا۔ تم تو بے حد وجیہہ اور خوبصورت
"۔ مارسیلا نے کہا لیکن کیپٹن شکیل نے اس کی بات کا کوئی جواب
دیا اور پھر اس نے اس کے جسم کے گرد رسیاں کھولنے کے بعد اس
کلائیوں میں بندھی ہوئی رسی بھی کھول دی۔

"اسے کرسی پر باندھنے میں میری مدد کرو"...... کیپٹن شکیل نے
ی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اسے اٹھا کر اس نے اس کرسی پر
جہاں چند لمحے پہلے مارسیلا بندھی ہوئی تھی اور پھر مارسیلا کی مدد
اس نے تگ کو کرسی پر جکڑ دیا۔

"تمہارا چہرہ اس قدر بے تاثر کیوں ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے تم
ا تک میک اپ میں ہو"...... مارسیلا نے کہا۔ وہ شاید رسیاں
ھتے ہوئے غور سے کیپٹن شکیل کے چہرے کو دیکھتی رہی تھی۔

"نہیں۔ یہ میرا اصل چہرہ ہے۔ ایسا بچپن سے ہی ہے"۔ کیپٹن
ں نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"دوسری کرسی کے گرد ابھی بھی رسیاں بندھی ہوئی ہیں اس کے
ود تم باہر موجود ہو۔ کیا تم جن یا بھوت ہو یا کوئی دوسری
ائی مخلوق تو نہیں ہو"...... مارسیلا نے کہا تو اس بار کیپٹن
ں بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے پہلے انگلیوں کی مدد سے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی رسیاں کھولیں اور پھر ان رسیوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ڈھیلا کیا اور پھر نیچے کی طرف کھسک کر باہر آگیا۔ اس میں جن بھوت یا کوئی ماورائی مخلوق ہونے کا کیا تعلق"...... کیپٹن شکیل نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ نجانے تم نے یہ سب کچھ کہاں سے سیکھ لیا ہے کہ ویسے جو کام ناممکن نظر آتا ہے جب تم وضاحت کرتے ہو تو بالکل سادہ اور عام سا لگتا ہے"...... مارسیلا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"تم میری والی کرسی سے رسی کھولو اور اس دوسرے آدمی کے ہاتھ اور پیر باندھ دو۔ جلدی کرو۔ نجانے باہر کیسے حالات ہوں۔ میں باہر جا رہا ہوں تم یہیں ٹھہرو گی"...... کیپٹن شکیل نے مشین گن اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تم اپنا خیال رکھنا"...... مارسیلا نے ایسے لہجے میں کہا کہ کیپٹن شکیل نے بے اختیار مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور پھر مسکراتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر جھانکا۔ یہ ایک راہداری تھی۔ کیپٹن شکیل باہر آگیا۔ راہداری آگے جا کر مڑ رہی تھی اور کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ یہ بھی کومانو جزیرے کی طرح کا بنا ہوا چیف ہاؤس ہے۔ بالکل ویسا ہی نقشہ تھا۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ موڑ کے قریب پہنچ کر وہ رکا اور اس نے سر آگے کر کے جھانکا تو بیرونی دروازے کے پاس اسے دو مسلح آدمی کھڑے نظر آئے۔

بل نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی۔ دوسرے لمحے وہ تیزی
ڑھا اور پھر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے قدموں
ں سن کر باہر موجود دونوں آدمیوں نے اندر جھانکا اور
لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑے۔

۔ تم اور آزاد"...... ان دونوں کے منہ سے بے اختیار نکلا
ے ہاتھ تیزی سے کاندھوں سے لٹکی ہوئی مشین گنوں کی
ھے لیکن کیپٹن شکیل اس دوران ان تک پہنچ چکا تھا۔ پھر
ہلے کہ وہ سنبھلتے کیپٹن شکیل کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے
ں آئے اور وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر اندر راہداری میں
پٹن شکیل نے ایک ایک ہاتھ میں ان دونوں کی گردنیں
ئی تھیں۔ دوسرے لمحے اس نے ان دونوں کے سر پوری
، ایک دوسرے سے ٹکرا دیئے۔ ان دونوں کے منہ سے
یں۔ انہوں نے کیپٹن شکیل کو پکڑنے کے لئے ہاتھ اٹھائے
۔ کیپٹن شکیل نے دوسری بار یہی کارروائی کر دی اور پھر ان
ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ کیپٹن شکیل مسلسل ان دونوں کے
یں ٹکراتا رہا اور جب وہ بے ہوش ہو گئے تو اس نے انہیں
ڈالا اور پھر ان کے بازو پکڑ کر انہیں گھسیٹتا ہوا مڑ کر دوسری
ھ گیا تا کہ بیرونی دروازے سے وہ نظر نہ آئیں۔ اس نے
ان کی تلاشی لی تو دونوں کی جیبوں میں ریوالور موجود تھے
ہر حال بغیر سائلنسر کے تھے لیکن کیپٹن شکیل نے پھر بھی

دونوں ریوالور نکال کر اپنی جیبوں میں ڈالے اور پھر اس عمارت
بیرونی دروازے سے باہر آ گیا۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ اس کے
جزیرے میں پھیلانے والی بے ہوشی کی گیس بھی موجود نہیں تھ
نہ ہی اسے یہ معلوم تھا کہ اس جزیرے پر کہاں کہاں کتنے کتنے
موجود تھے۔ البتہ اس نے نظریں گھما کر یہ دیکھ لیا تھا کہ جزیر
چیک پوسٹیں نہیں بنی ہوئی تھیں۔ وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔
معلوم تھا کہ یہاں بھی مشین روم موجود ہو گا۔ وہ اب سب ۔
اس مشین روم پر قبضہ کرنا چاہتا تھا اور پھر تھوڑا ہی آگے بڑھنے
نے دور سے مشین روم دیکھ لیا۔ یہ جزیرہ کوماٹو کی نسبت کافی
تھا۔ مشین روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ راستے میں اسے کوئی آدی
تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا لیکن وہ دروازے کی بالکل
میں جانے کی بجائے سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھ رہا تھا لیکن وہ اس
طرح رہا تھا جیسے وہ اس جزیرے کا ہی آدمی ہو تا کہ اگر کہیں ۔
اسے دیکھے تو مشکوک ہو کر اس پر فائر نہ کھول دے۔ مشین ،
سائیڈ پر پہنچ کر اس نے ایک بار پھر ادھر ادھر کا جائزہ لیا اور
بڑھ کر اس نے مشین روم کے اندر جھانکا تو وہاں پانچ آدمی
تھے۔ چار آدمی مشینوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک
درمیان میں موجود میز کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اب ا
سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ کیپٹن شکیل فائرنگ کرے چنانچہ ا
جیب سے ریوالور نکالا اسے کھولا کر اس کا میگزین چیک کیا او

دروازے سے اندر داخل ہوا۔
۔ یہ کون ہے"...... اچانک ایک آدمی نے حیرت سے چیختے
ا اور باقی افراد بھی دروازے کی طرف مڑ رہے تھے کہ کیپٹن
نے ٹریگر دبا دیا اور پھر خوفناک دھماکوں سے پلک جھپکنے میں
پانچوں کو ہٹ کر دیا اور وہ سب فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔
کیل نے دوسرا راؤنڈ چلایا اور چند لمحوں بعد وہ سب ہلاک ہو
۔ کیپٹن شکیل نے سر باہر نکال کر جھانکا کیونکہ فائرنگ کی
ظاہر ہے جزیرے پر ہر جگہ سنائی دی ہوں گی لیکن ابھی تک
نہ آیا تھا۔ کیپٹن شکیل تیزی سے باہر نکلا اور پھر کچھ ہی دور
یک گھنے درخت پر کسی پھرتیلے بندر کی طرح چڑھتا چلا گیا۔
اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور کیپٹن
ی شاخوں اور پتوں کے درمیان چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس نے
ے مشین گن اتار کر ہاتھوں میں پکڑ لی۔ اسی لمحے اس نے
دیگرے چار آدمیوں کو مشین روم کے دروازے پر رکتے
یکھا۔
۔ اوہ۔ یہ کیا ہوا۔ یہ کس نے کیا ہے"...... ایک آدمی کی
ی آواز سنائی دی۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے ٹریگر دبا دیا۔
لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ چاروں ہی
ے نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ کیپٹن شکیل نے دوسرا راؤنڈ
تڑپتے ہوئے جسم اس بار ساکت ہو گئے۔ کیپٹن شکیل اور

اونچا چڑھ گیا اور پھر اس نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھنا شروع ک
چند لمحوں بعد اسے دور سے دو آدمی دوڑ کر ادھر آتے ہوئے
دیئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور بے تحاشا اند
دوڑتے ہوئے آرہے تھے۔ کیپٹن شکیل نے مشین گن کا رخ
طرف کیا اور ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز
ساتھ ہی ان دونوں کے حلق سے چیخیں نکلیں اور وہ دونوں
ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ چند لمحوں بعد وہ سا
گئے۔ کیپٹن شکیل ایک بار پھر ادھر دیکھنے لگا لیکن جب کافی د
اور کوئی آدمی نہ آیا تو اس نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی او
سے درخت سے نیچے اترا اور واپس چیف ہاؤس کی طرف بڑھنے
پوری طرح چوکنا تھا کیونکہ کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے
فائر ہو سکتا تھا۔ لیکن چیف ہاؤس پہنچ جانے کے باوجود کسی
سے نہ ہی اس پر فائر ہوا اور نہ ہی کوئی آدمی اسے نظر آیا تو و
سے اندر داخل ہوا۔ راہداری کے موڑ پر پہنچ کر اس نے ان
افراد کو دیکھا۔ وہ ویسے ہی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ کیپٹن
آگے بڑھ گیا۔

"مارسیلا"...... کیپٹن شکیل نے دروازے پر رک کر آواز د
پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

"گڈ گاڈ۔ میں تو فائرنگ کی آوازیں سن کر سہم گئی تھی۔ ش
تم زندہ سلامت ہو"...... مارسیلا نے کہا۔

"میں تمہاری وجہ سے آیا ہوں کیونکہ یہاں دو آدمیوں کو بے
ں کر کے چھوڑ گیا تھا اور مجھے خطرہ تھا کہ کہیں وہ ہوش میں نہ آ
ں۔ اس وقت میں فائر نہ کھول سکتا تھا کیونکہ باہر موجود افراد
ب پڑتے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ بگ اور
کا ساتھی ابھی تک بے ہوش تھے۔ اس نے جیب سے ریوالور نکالا
دوسرے لمحے راہداری دھماکوں سے گونج اٹھی اور وہ دونوں بے
ں پڑے ہوئے افراد کے جسم گولیاں کھا کر ایک بار اچھلے اور پھر
ت ہو گئے۔

"ان کی مشین گنیں اٹھا لو اور دروازے کے قریب ٹھہر جاؤ۔ جو
آئے بلا جھجک گولی مار دو۔ میں جزیرے کا راؤنڈ لگا کر آ رہا
ں"...... کیپٹن شکیل نے مارسیلا سے کہا اور پھر وہ بیرونی
ازے سے نکلا اور تیزی سے دوڑتا ہوا باہر آ گیا۔ اس بار اس کا رخ
یڈ پر تھا۔ وہ بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر ساحل پر
کر وہ مڑا اور ساحل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد
اس چھوٹے سے جزیرے کا راؤنڈ مکمل کر چکا تھا۔ پھر اس نے
رونی حصے کا راؤنڈ لگایا لیکن جب کوئی آدمی اسے نظر نہ آیا تو اس
اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ جزیرے پر
ہ ہی افراد تھے جنہیں وہ ختم کر چکا تھا۔ اب صرف بگ اور اس کا
تھی زندہ رہ گئے تھے۔ وہ تیزی سے واپس چیف ہاؤس کی طرف مڑا۔
"فون کی گھنٹی بج رہی ہے کیپٹن شکیل کافی دیر سے۔ جلدی آؤ۔

مارسیلا نے اسے دور سے دیکھتے ہی کہا اور کیپٹن شکیل دوڑتا ہوا آ
بڑھا اور پھر اس نے خود بھی گھنٹی بجنے کی آواز سن لی۔ وہ تیزی سے
اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے
رہی تھی۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ میز پر سرخ رنگ ا
فون موجود تھا جس کی گھنٹی بج رہی تھی۔ کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ
کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کیپٹن شکیل نے بگ جیسی آواز نکالنے کی کوشش
کرتے ہوئے کہا۔

"چیف برانک بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک سخت
سی آواز سنائی دی۔

"یس۔ بگ بول رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے ایک بار
بگ جیسی آواز اور لہجے میں بات کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

"تم نے اس ایشیائی کی مجھ سے بات نہیں کرائی بگ۔ اور نہ
تم نے کال کی ہے۔ میں اتنی دیر سے انتظار کر رہا ہوں۔ اور اب مجھے
خود ہی کال کرنا پڑی ہے"...... دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں
گیا۔

"سوری چیف۔ میں مصروف تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا مصروفیت تھی"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"وہ ایشیائی ہوش میں ہی نہ آ رہا تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا
ظاہر ہے اب وہ مزید کیا کہتا۔

"اب ہوش میں آ گیا ہے"...... برانک نے کہا۔

"یس چیف۔ میں بات کراتا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
ہ گیا تھا کہ اس کی بے ہوشی کے دوران بگ نے برانک کو اس
تعلق رپورٹ دی ہو گی اور برانک نے خود اس سے بات کرنے
اہش ظاہر کی ہو گی۔

"میں اعظم بول رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے چند لمحے
ن رہنے کے بعد اصلی آواز میں کہا۔

"واہ۔ اس کا مطلب ہے کہ بگ کا پاکیشیائی ترجمہ بول رہے
...... دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی تو
شکیل بے اختیار اچھل پڑا۔

"عمران صاحب۔ آپ"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی حیرت
لہجے میں کہا۔

"بگ کا پاکیشیائی زبان میں ترجمہ اعظم ہی ہوتا ہے۔ ویسے میں
رے پہلے فقرے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ بگ بہرحال نہیں بول
ہونکہ بگ سے پہلے میری بات چیت ہو چکی ہے لیکن میں صرف
نا چاہتا تھا کہ بگ کے پردے میں کون ہے۔ اس لئے میں نے
ہی کر دی اور پھر تم نے جو فقرے بولے اس سے مجھے یقین ہو
بگ کے پردے میں تم ہی ہو۔ میرا خیال تھا کہ تم اپنا اصلی
ؤ گے لیکن شاید مارسیلا نے تمہیں شکیل ماننے کی بجائے اعظم
ہے"...... عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور کیپٹن شکیل

بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ چیف برانک بن گئے۔ میری سمجھ میں تو یہ نہیں آ رہا
کیپٹن شکیل نے عمران کے مارسیلا والے فقرے کا کوئی جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا کہ چیف نے اگر کیپٹن کو واقعی کپتانی دے د
ہے تو مجھے اب چیف ہی بن جانا چاہئے۔ اس لئے میں صفدر تنویر ا
جولیا کے ساتھ کراٹ پہنچ گیا اور اب اگر تم اعظم ہو تو میں چیف
ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل ایک بار پھر ہنس
پڑا۔

"میں نے یہاں تگ اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا۔ اب
میں نے لیبارٹری کا راستہ کھولنا ہے اور لیبارٹری میں جا کر فارم
حاصل کرنا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اور قاضی"...... عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر قاضی تو شاید اب تک پاکیشیا پہنچ کر پرانا بھی ہو چکا ہو گا
آپ کو اطلاع نہیں ملی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مجھے نہ صرف اطلاع مل چکی ہے بلکہ چیف کے حکم پر صالحہ ا
ساتھ لے کر ماکیہ سے پاکیشیا گئی ہے۔ میں نے تو قاضی کہا تھا
قاضی تو نہیں کہا تھا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صرف قاضی۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں"...... کیپٹن شکیل
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب مارسیلا تمہارے ساتھ ہو اور تم دونوں قدیم رومن
ہنشاہوں کی طرح ملکہ عالیہ کے جلو میں مخالفوں کا قتل عام کرتے
ئے اور ان کے سروں کے پہاڑ بناتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا
ہے ہو تو پھر قاضی کے بارے میں پوچھنا ہی پڑتا ہے کیونکہ ظاہر ہے
ہ اور شہنشاہ کے درمیان آخری فیصلہ تو بہرحال قاضی ہی کرتا
"...... عمران نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل اپنی عادت کے
اف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"عمران صاحب آپ نے تو خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بنا لیا ہے۔
ا کوئی بات نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چلو اتنا تو تم نے تسلیم کر لیا ہے کہ بات تو ہے اور اگر بات
تو پھر بتنگڑ بنتے دیر نہیں لگتی۔ صرف نیت نیک ہونی چاہئے"۔
ن بھلا کہاں باز آنے والا تھا اور کیپٹن شکیل ایک بار پھر ہنس

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے"...... کیپٹن شکیل نے شاید
وع بدلنے کے لئے کہا۔

"ڈاکٹر قاضی کی صحیح سلامت واپسی کے بعد اب فارمولے کی اتنی
ت نہیں رہی۔ اب مشن اس لیبارٹری کی تباہی کا رہ گیا ہے
ہ اگر یہ لیبارٹری تباہ نہ ہوئی تو کارا کاز فارمولے کے پیچھے بھاگتی
گی اور اس کی وجہ سے سپر پاورز اور دوسرے ایجنٹ بھی اس
الے کے پیچھے پڑ جائیں گے جب کہ اگر لیبارٹری تباہ ہو جائے تو

کاراکاز کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ ایسی لیبارٹری روز روز نہیں بن سکتی
اس طرح فارمولا بھی محفوظ ہو جائے گا اور پاکیشیا بھی"...... عمران
نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تو پھر فارمولا حاصل نہیں کرنا۔ صرف لیبارٹری تباہ کرنی
ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" میں نے ترجیح کی بات کی ہے۔ فارمولا واپس مل جائے تو
پاکیشیا کو مزید آسانی ہو جائے گی ورنہ ڈاکٹر قاضی کو اس حد تک
پہنچنے میں نجانے مزید کتنا عرصہ لگ جائے لیکن لیبارٹری بہرحال تباہ
ہونی چاہئے اور سنو۔ اگر ہو سکے تو ڈاکٹر رچرڈ کو زندہ بچا لینا کیونکہ
اس نے ڈاکٹر قاضی کو زندہ واپس بھجوا کر پاکیشیا پر احسان کیا ہے"۔
عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے عمران صاحب۔ ایسا ہی ہو گا"...... کیپٹن شکیل
نے جواب دیا۔

" ہم تمہارا مشن مکمل ہونے تک کراٹ میں ہی رہیں گے۔ اگر
تمہیں کسی بھی لمحے ہماری ضرورت محسوس ہو تو ہمیں کال کر سکتے
ہو"...... عمران نے کہا۔

" آپ بس میرے حق میں دعا کرتے رہیں"...... کیپٹن شکیل
نے کہا۔

" ظاہر ہے دعا تو کریں گے کیونکہ دعوت ولیمہ جو کھانی ہے"۔
عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے خدا حافظ کہا!

ان آف کر دیا۔

" کون تھا۔ جس سے تم نے اتنی لمبی بات کی اور اس طرح ہنستے
ہے ہو۔ حالانکہ میں نے دیکھا ہے کہ تم اس طرح کھلکھلا کر ہنسنا تو
یک طرف مسکرانے میں بھی انتہائی کنجوس ہو"...... مارسیلا نے
یا۔

" اس کا نام علی عمران ہے اور یہ ہمارا لیڈر ہے"...... کیپٹن
لیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارا لیڈر۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا بھی کوئی لیڈر ہے"۔ مارسیلا
نے حیران ہو کر کہا۔

" کیوں میرا لیڈر کوئی نہیں ہو سکتا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" لیڈر تو وہ ہوتا ہے جس میں دوسروں سے زیادہ صلاحیتیں ہوں
رمجھے تو یقین نہیں آتا کہ تم سے زیادہ صلاحیتیں کسی اور میں بھی
سکتی ہیں"...... مارسیلا نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

" تمہیں معلوم ہی نہیں کہ صلاحیتیں کسے کہتے ہیں۔ عمران
احب کے مقابل تو میری حیثیت طفل مکتب کی سی ہے۔ بہرحال آؤ
ں تگ اور اس کے ساتھی سے بھی دو دو باتیں ہو جائیں"۔ کیپٹن
لیل نے کہا۔

" وہ تمہاری عدم موجودگی میں ہوش میں آ گئے تھے۔ تگ نے
ش میں آ کر مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں تو میں نے ان دونوں کی
ڑیوں پر پسٹل رکھ کر فائر کر دیا"...... مارسیلا نے جواب دیا۔

"میں چاہتا تھا کہ اس سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کروں کیونکہ اب ہم نے لیبارٹری میں داخل ہونا ہے۔ لیبارٹری کا راستہ تو اس مشین روم سے ہی کھلتا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ لیبارٹری کا راستہ وہاں سے نہیں ہے بلکہ اس راستہ جزیرے کے شمال کی طرف بنے ہوئے ایک لکڑی کے بڑے سے کیبن کے اندر سے کھلتا ہے لیکن اسے لیبارٹری کے اندر سے ہی کھولا اور بند کیا جا سکتا ہے۔ باہر سے نہیں اور اس کی ساخت ایسی بنائی گئی ہے کہ تم چاہو اس پر ایٹم بم کیوں نہ مار دو۔ یہ راستہ نہیں کھل سکتا۔ اس کے علاوہ اس لیبارٹری کی حفاظت کے انتظامات ایسے ہیں کہ بغیر لیبارٹری والوں کی اجازت کے مکھی بھی اندر داخل نہیں ہو سکتی"...... مارسیلا نے کہا۔

"یہاں اس جزیرے پر بھی تو اسلحے کا سٹور ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"ہاں ہے۔ اس چیف ہاؤس کے پیچھے ہے"...... مارسیلا نے جواب دیا۔

"وہ کس طرح اوپن ہوتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ میں اسے کھولتی ہوں"...... مارسیلا نے کہا اور اسی دفتر والے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ دفتر میں پہنچ کر اس نے دیوار میں نصب ایک تصویر ہٹائی اور اس کے پیچھے موجود ایک ہینڈل

دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے کھینچا تو باہر سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں۔

"لو۔ وہ کھل گیا ہے"...... مارسیلا نے کہا۔

"بہت خوب۔ تم واقعی ایک اچھی گائیڈ ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو مارسیلا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"میں تمہیں زندگی کے ہر موڑ پر گائیڈ کر سکتی ہوں کیپٹن شکیل"۔ مارسیلا نے یکلخت جذباتی لہجے میں کہا لیکن کیپٹن شکیل سنی ان سنی کرتا ہوا تیزی سے دفتر کے دروازے سے نکل کر راہداری میں بڑھتا چلا گیا۔ چیف ہاؤس کے عقب میں واقعی اسلحے کا سٹور موجود تھا جس کا راستہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں کیپٹن شکیل سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے اتر گیا اور اس نے سٹور میں موجود اسلحے کی پیٹیوں کی چیکنگ شروع کر دی لیکن اسے یہ دیکھ کر شدید مایوسی ہوئی کہ سوائے عام اسلحے کے اور کوئی خاص چیز نہ تھی۔ وہ باہر واپس آ گیا۔

"اس میں میرے مطلب کی کوئی چیز نہیں ہے۔ تمہیں لیبارٹری انچارج ڈاکٹر رچرڈ کا فون نمبر معلوم ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور مارسیلا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے نمبر بتا دیا۔

"اس قدر تفصیل سے یہاں کی ہر چیز کا تمہیں کیسے علم ہے"۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جیکب اور نگ گہرے دوست تھے اور میں جیکب کے ساتھ بے

شمار بار یہاں آئی ہوں۔ میرے سامنے سب کام ہوتا رہتا تھ
مارسیلا نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
ایک بار پھر چیف ہاؤس کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس نے ارادہ
تھا کہ وہ ڈاکٹر رچرڈ کو فون پر کوئی چکر چلا کر لیبارٹری کھلوانے
آمادہ کر لے گا لیکن پھر اس کے ذہن میں اچانک ایک خیال آ گیا
عمران چیف بنا ہوا ہے۔ اگر چیف حکم دے تو لامحالہ ڈاکٹر ر
لیبارٹری کا راستہ کھول دے گا۔

" تمہیں چیف برانک کے فون نمبر کا علم ہے"...... کیپٹن شک
نے آفس میں پہنچ کر اپنے پیچھے آتی ہوئی مارسیلا سے پوچھا۔

" ہاں۔ مگر تم کیا کرنا چاہتے ہو"...... مارسیلا حیران ہو کر پوچھ

" تم نمبر تو بتاؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ چیف برانک سے کہہ
لیبارٹری کا راستہ کھلواؤں"...... کیپٹن شکیل نے رسیور اٹھا
ہوئے کہا۔

" یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا تم خودکشی کرنا چاہتے ہو"...... مار
نے اچھلتے ہوئے کہا۔

" تم نمبر تو بتاؤ"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو مارسیلا نے نمب
دیئے اور پھر کیپٹن شکیل نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ا
بار مارسیلا نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر فون پیس میں موجود لاؤڈر کا ب
پریس کر دیا تھا۔

" یس۔ برانک بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ا

ی اور مارسیلا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔
کیپٹن شکیل بول رہا ہوں۔ کیا آپ ڈاکٹر رچرڈ کو کہہ کر
ی کا راستہ نہیں کھلوا سکتے۔ کیونکہ کراسونا سے اس کا راستہ
مل سکتا اور لیبارٹری کی ساخت اس طرح بنائی گئی ہے کہ وہ
ور پر بھی باہر سے نہیں کھولی جا سکتی"...... کیپٹن شکیل نے
ل آواز میں انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
ہیں۔ میں نے تم سے پہلے یہ کوشش کی ہے لیکن ڈاکٹر رچرڈ
ہہ کر رسیور رکھ دیا کہ جب تک فارمولا مکمل نہیں ہو جاتا وہ
اعتماد نہیں کر سکتا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
نا کوئی خاص بات ہو گئی ہے کہ اس نے چیف کی بات ماننے
کار کر دیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں

۔ مجھ سے ایک حماقت ہو گئی ہے۔ میں نے چیف برانک پر
اعتماد کر لیا کہ وہ بہرحال چیف ہے اس لئے کوئی گھٹیا
ہیں کرے گا اور میں نے اس کے سامنے برانک کے لہجے میں
ڈ سے بات کی لیکن اصل چیف برانک نے چیخ کر کہا کہ میں
ی ہوں نقلی ہوں اس پر ڈاکٹر رچرڈ مشکوک ہو گیا۔ البتہ
فائدہ ہو گیا کہ مجھے بہرحال یہ معلوم ہو گیا کہ فارمولا ابھی
ٹری میں ہی ہے ورنہ وہ چیف برانک پہلے کہہ رہا تھا کہ ڈاکٹر
ہلاکت کے بعد فارمولا چونکہ بے مصرف ہو گیا تھا اس لئے

کاراکاز کے ہیڈ کوارٹر بھجوا دیا گیا ہے اور ویسے اس کی بات عام میں درست بھی ہو سکتی تھی۔ اس لئے میں نے اس بات کو کرنے کے لئے ڈاکٹر رچرڈ سے بات کی تھی"...... عمران نے دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر میں خود ہی کوئی کارروائی کرتا ہوں خدا حا کیپٹن شکیل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ چیف برانک تم سے کیسے اس انداز میں ڈیل کر رہا ہے تو اس کے مخالف ہو"...... مارسیلا کے لہجے میں حیرت کی موجود تھی۔

"یہ چیف برانک نہیں ہے۔ علی عمران ہے۔ اس نے جزیرے پر قبضہ کر لیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"نہیں۔ میں نے ہزاروں بار برانک کی باتیں سنی ہیں اور آواز اور لہجہ لاکھوں میں پہچان لیتی ہوں۔ ایسا ممکن ہی نہیں مارسیلا نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے تمہیں کہا تھا کہ عمران صاحب کے میری حیثیت طفل مکتب کی سی ہے"...... کیپٹن شکیل نے اس کے ساتھ ہی اس نے وہ نمبر پریس کرنے شروع کر د مارسیلا نے لیبارٹری کے بتائے تھے۔

"یس" رابطہ قائم ہوتے ہی مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر رچرڈ سے بات کرائیں۔ میں نگ بول رہا ہوں"۔

نے نگ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ ڈاکٹر صاحب کا حکم ہے کہ وہ ایک ماہ تک تنظیم کے عہدیدار سے بات نہیں کریں گے"...... دوسری طرف سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیپٹن شکیل نے ایک سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہاں لیبارٹری کا نقشہ ضرور موجود ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی درازیں کھولیں اور تلاشی لینی شروع کر دی۔

"...ک کا ایک علیحدہ انتہائی خفیہ سیف بھی ہے جسے وہ کسی کے نہیں کھولتا۔ ایک بار اتفاق سے میں نے اسے کھولتے ہوئے دیکھا۔ ہو سکتا ہے کہ نقشہ اس میں ہو"...... مارسیلا نے کہا۔

"کہاں ہے یہ سیف"...... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

"اسی کمرے میں ہے لیکن اسے کھولو گے کیسے"...... مارسیلا نے

"تم سیف تو دکھاؤ"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو مارسیلا آگے اور اس نے ایک سائیڈ کی دیوار کے تقریباً درمیان میں ایک مارا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر ں میں ہو گئی۔ اب وہاں ایک بڑا سیف نظر آ رہا تھا۔ کیپٹن گے بڑھا اور اس نے غور سے سیف کو دیکھا اور دوسرے لمحے ہونٹ بھینچ لئے۔ یہ ساؤنڈ لاکڈ سیف تھا جسے موجودہ دور کا

سب سے محفوظ سیف سمجھا جاتا تھا کیونکہ اس کے اندر ایک
مخصوص ساخت کا کمپیوٹر نصب ہوتا ہے۔ جو ایک مخصوص
اسے کھولتا ہے ورنہ اسے کھولنے کی اور کوئی صورت نہ تھی
ہے یہ آواز بگ کی ہو سکتی تھی لیکن اب مسئلہ تھا کہ وہ جا
کیوں نہ کر لیتا۔ بگ جیسی آواز منہ سے نہ نکال سکتا تھا جو
بھی دھوکہ دے جائے۔

"جب بگ یہ سیف کھول رہا تھا تو کیا وہ بول رہا تھا"......
شکیل نے مارسیلا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ وہ تو خاموش تھا"...... مارسیلا نے جواب دیا
شکیل بے اختیار چونک پڑا۔

"کوئی اور کسی قسم کی آواز تم نے سنی تھی"...... کیپٹ
نے پوچھا۔

"نہیں۔ کیوں"...... مارسیلا نے جواب دیا۔

"اچھی طرح سوچ کر جواب دو۔ کوئی آواز کسی قسم کی"
شکیل نے کہا تو مارسیلا نے آنکھیں بند کر لیں۔

"ارے ہاں۔ واقعی اب مجھے یاد آ رہا ہے۔ اس وقت
آواز آئی تھی اور یہ آواز سن کر میں حیران رہ گئی تھی کہ جھ
صاف ستھرے آفس میں کہاں سے آ گیا۔ پھر میں نے سوچا کہ
کسی طرح آ گیا ہو گا اندر"...... مارسیلا نے یکلخت آنکھیں
ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا۔ دوسرے

ے جھینگر کی آواز نکلی تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی سیف کا
گیا۔ مارسیلا یہ آواز سن کر بے اختیار اچھل پڑی۔
ے ابھی میں نے بات کی ہے۔ یہ جھینگر کی آواز"۔ مارسیلا
ا بھرے لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے
ں دیا۔
کیا مطلب۔ کیا یہ کھلا ہوا تھا"...... مارسیلا کے لہجے میں
یرت تھی۔
ؤنڈ لاکڈ سیف ہے۔ اس کے اندر ایک مخصوص ساخت کا
پیوٹر نصب ہے جو ایک مخصوص آواز پر سیف کھولتا ہے ورنہ
لسی صورت بھی نہیں کھل سکتا اور اس کے لئے بگ نے
جھینگر کی آواز فیڈ کر رکھی ہے۔ اس وقت تم نے جھینگر
سنی تھی وہ بگ کے منہ اور ناک سے نکل رہی تھی اور اب
ا نے نکالی ہے"...... کیپٹن شکیل نے سیف کی تلاشی لینے

ـ اوہ۔ انتہائی حیرت انگیز۔ اوہ اسی لئے تم آواز کے بارے
رہے تھے۔ میرے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو
"...... مارسیلا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور
لیل جواب میں صرف مسکرا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک
ے سے نکال لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اس نقشے کو
دیکھا اور پھر سامنے موجود ایک میز پر اسے بچھا دیا اور خود وہ

کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے نقشے کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا
"اس سیف میں تو بہت دولت جمع ہے"...... مارسیلا نے
بڑھ کر سیف کو دیکھتے ہوئے کہا لیکن کیپٹن شکیل نے اس کی
کوئی جواب نہ دیا۔ وہ نقشے پر ہی جھکا رہا۔ یہ واقعی لیبارٹری کا
ہے پھر اس کی آنکھیں ایک سپاٹ کو دیکھ کر چمک اٹھیں۔
قلمدان میں سے ایک بال پوائنٹ نکالا اور اس جگہ کے گرد
دیا۔

"یہاں جزیرے پر کوئی دلدل بھی ہے"...... کیپٹن شکیل
اٹھا کر مارسیلا سے کہا جو سیف میں موجود کرنسی نوٹوں کے بنڈ
اٹھا کر دیکھنے میں مصروف تھی۔

"ہاں۔ ایک چھوٹی سی دلدل ہے تو سہی۔ اس کے گرد بڑ
چار دیواری کروا رکھی ہے تاکہ کوئی انجانے میں اس کے ا
دھنس جائے لیکن تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا"...... مارسیلا ۔
میں پکڑا ہوا بنڈل واپس سیف میں ڈالتے ہوئے مڑ کر کہا۔

"یہ لیبارٹری کا نقشہ ہے اور اس جگہ تازہ ہوا اندر پہنچا
سسٹم ہے جبکہ خراب ہوا سمندر کے اندر پائپ لگا کر نکالی جاتی
اس جگہ پر اوپر سوامپ یعنی دلدل کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ اس کا
ہے کہ یہ اصل نہیں بلکہ مصنوعی دلدل ہے اور اس کے اندر
چھپائے گئے ہیں۔ اندر ایئر سکنگ نظام ہو گا جو ان پائپوں سے
ہوا کھینچ کر اندر لیبارٹری میں پہنچاتا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے

اوہ واقعی۔ حیرت انگیز۔ عجیب انتظام ہے۔ لیکن تم اس کا کیا
ے۔ پائپ تو ظاہر ہے چھوٹے ہوں گے۔ ان سے ہم اندر تو
نچ سکتے"...... مارسیلا نے کہا۔

آؤ پہلے اس کا جائزہ لے لیں پھر کچھ سوچیں گے"...... کیپٹن
نے اٹھتے ہوئے کہا اور مارسیلا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر
وں اس کیبن سے باہر آ گئے۔ مارسیلا کی راہنمائی میں چلتے ہوئے
ے کے ایک حصے میں پہنچے تو وہاں واقعی چار چار فٹ اونچی
ایک دائرے کی صورت میں بنی ہوئی تھی۔ کیپٹن شکیل نے
و اس دائرے کے اندر واقعی دلدل موجود تھی جو عام نظر سے تو
اصل دلدل نظر آتی تھی لیکن کیپٹن شکیل کی تیز نظروں نے
کے درمیان میں موجود پائپوں کے دہانے چیک کر لئے جن پر
جالیاں لگی ہوئی تھیں جبکہ ایک سائیڈ پر ایک اور پائپ تھا
سائیڈ پر ہی جا رہا تھا۔ کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ مدوجزر کے دنوں
سائیڈ پائپ کے ذریعے سمندر کا پانی اس دلدل میں بھر جاتا ہو گا
طرح یہ دلدل خشک نہ ہوتی ہو گی اور ہمیشہ تر رہتی ہو گی۔

مجھے تو اس میں کہیں پائپ نظر نہیں آتے"...... مارسیلا نے

ابھی نظر آ جائیں گے۔ تم یہیں ٹھہرو میں آ رہا ہوں"۔ کیپٹن
نے کہا اور اس طرف کو بڑھ گیا جدھر اسلحہ کا سٹور تھا۔ اس
کا راستہ ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل نے سٹور میں داخل

ہو کر ایک پیٹی کھولی اور اس میں موجود ہلکی پاور کے وائرلیس کنٹ
بم نکالے اور انہیں جیب میں ڈال کر وہ ایک اور پیٹی کی طرف
گیا۔ اس نے اس پیٹی میں سے چار پانچ طاقتور پن بم نکال کر
میں ڈالے اور پھر سٹور سے باہر آکر وہ دوبارہ دلدل کی طرف
لگا۔

" یہ بم کیا اندر پھینکو گے۔ مجھے معلوم ہے کہ اندر بموں کو نا
کرنے کا باقاعدہ سسٹم موجود ہے۔ مجھے جیکب نے ایک بار بتا
کہ لیبارٹری کے اندر چاہے بم کیوں نہ پھینک دیئے جائیں وہاں
سسٹم موجود ہے کہ بم خود بخود ناکارہ ہو جاتے ہیں اور اس طرح
بے ہوش کرنے والی گیس کو بے اثر کرنے کا بھی باقاعدہ
موجود ہے"...... مارسیلا نے کہا۔

" اچھا۔ ویری گڈ۔ واقعی زبردست حفاظتی انتظامات کئے
ہیں"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو پھر تم کیا کرو گے"...... مارسیلا نے کہا۔

" تم ایسا کرو کہ چیف ہاؤس سے لکڑی کا ایک مضبوط سا تختہ
لاؤ۔ جلدی کرو"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو مارسیلا سر ہلاتی
مڑی اور تیزی سے چیف ہاؤس کی طرف بڑھ گئی جبکہ کیپٹن شک
نے بموں کے اوپر موجود پیکنگ ہٹائی اور پھر ان دونوں بموں کو
کر دیا۔ اس نے ان دونوں کا ڈی چارجر اکٹھا کر دیا اور ڈی چا
جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد مارسیلا واپس آئی تو اس کے

ی کا موٹا سا مضبوط تختہ پکڑا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اس
وں سے تختہ لیا اور پھر اس نے تختہ اندر دلدل میں دیوار کے
ر کے دلدل کی سطح پر رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے دونوں بم
جیبوں میں ڈالے اور اس دیوار پر چڑھ کر اس نے دونوں
اندر کی طرف لٹکائیں اور پھر جھک کر اس نے دونوں پیر اس
رکھے اور دیوار کو پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحے وہ اپنا توازن
رتا رہا اور پھر اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور اسے نال سے
ہ تختے پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ اس نے وہ ہاتھ بڑھا کر جس میں اس
الور کی نال پکڑی ہوئی تھی پائپ کی جالی پر زور زور سے مارنا
ر دیا۔ دو تین ضربوں کے بعد جالی ٹوٹ گئی۔ یہی کارروائی
، دوسری جالی کے ساتھ کی اور پھر جیب سے ایک بم نکال کر
، ایک پائپ کے اندر ڈال دیا۔ ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی
بم پائپ کے دھانے سے کچھ نیچے جا کر رک گیا۔ کیپٹن شکیل
کہ مزید حفاظتی انتظامات کے تحت یہاں سے پائپ کی سائیڈ
ی ہو گی تاکہ کوئی چیز براہ راست لیبارٹری کے اندر نہ پہنچ
ا اس موڑ پر جا کر رک گیا تھا۔ اس نے دوسرا بم دوسرے
ں ڈالا اور ایک بار پھر پہلے جیسی ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی
یپٹن شکیل اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے دیوار پر دونوں
ہ اور اچھل کر دیوار کی دوسری طرف زمین پر آکھڑا ہوا۔
ہ مجھے بتاؤ کہ راستے والا کیبن کہاں ہے"...... کیپٹن شکیل

نے کہا تو مارسیلا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کیپٹن شکیل
رہنمائی کرتی ہوئی اسے ایک اور حصے پر لے آئی۔ یہاں واقعی لکڑ
ایک بڑا سا کیبن موجود تھا لیکن یہ کیبن خالی پڑا ہوا تھا۔
" تم یہیں ٹھہرو۔ میں آرہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے مار
سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ چیف ہاؤس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ا
نے وہاں سے مشین گن اٹھا کر کاندھے سے لٹکائی اور پھر میز پر ر
ہوئے سرخ فون کے نچلے حصے میں لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا
ساتھ ہی اس نے کریڈل پر رکھا ہوا رسیور اٹھایا۔ وہ اب فون
علیحدہ ہو چکا تھا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر وہ چیف ہاؤس سے
اور ایک بار پھر اس کیبن کی طرف بڑھنے لگا جس سے لیبارٹر
راستہ کھلتا تھا۔
" اب دیکھنا کس طرح لیبارٹری کا راستہ کھلتا ہے"...... کی
شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" کیا مطلب۔ کیا پائپ میں بم ڈالنے سے لیبارٹری کا راستہ
بخود کھل جائے گا"...... مارسیلا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں
" ہاں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور پھر اس کے ساتھ
اس نے جیب سے ڈی چارجر نکالا اور پھر اس کا بٹن پریس کر دیا۔
" ڈی چارجر پر زرد رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اس
مطلب تھا کہ دونوں بم درست حالت میں ہیں اور چارج ہونے
لئے تیار ہیں۔ کیپٹن شکیل نے دوسرا بٹن پریس کیا تو سرخ رنگ

جلا اور پھر دونوں بلب بجھ گئے اور دلدل کی طرف سے ہلکے سے
ے سنائی دیئے اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔
بم پھٹے ہیں لیکن"...... مارسیلا نے کہا۔
ابھی کچھ دیر انتظار کرو"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور مارسیلا
ں ہو گئی۔ کیپٹن شکیل بھی خاموش کھڑا رہا۔ اس نے جیب
ن کا رسیور نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے
نتظار کے بعد رسیور کے اندر سے فون کی گھنٹی بجتی سنائی دی تو
شکیل کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔
اب خاموش رہنا"...... کیپٹن شکیل نے مارسیلا سے کہا اور پھر
ن کر دیا۔
ہیلو۔ بگ بول رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے بگ کی آواز
ہوئے کہا۔
ڈاکٹر رچرڈ بول رہا ہوں۔ یہ دلدل میں کیسے دھماکے ہوئے
پائپ پھٹ گئے ہیں۔ پانی اور مٹی اندر آ گئی ہے۔ تازہ ہوا کا
بند ہو گیا ہے۔ یہ کیا ہوا ہے"...... دوسری طرف سے ایک
ہوئی آواز سنائی دی۔
میں نے پہلے آپ کو کال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن مجھے بتایا
اب آپ کسی عہدیدار سے بات نہیں کریں گے اس لئے میں
ل ہو گیا۔ دلدل میں پہلے بھی دھماکے ہوئے ہیں۔ میں اپنے
ں کے ساتھ وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ پائپوں کی جالیاں

پھٹ گئی تھیں۔ شاید اندر سے کچھ ہوا ہے اس لئے میں نے کال ک
تھی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اندر سے کیا ہو سکتا ہے۔ یہ جو کچھ بھی ہوا ہے باہر سے ہ
ہے"...... ڈاکٹر رچرڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔
غصے اور پریشانی کی وجہ سے شاید اس نے تگ کی آواز اور لہجے
غور ہی نہیں کیا تھا کہ وہ محسوس کرتا کہ تگ کی آواز بدلی ہوئی ہے

"جناب باہر سے کیا ہو سکتا ہے۔ باہر تو ہم موجود ہیں اور
کوئی اجنبی تو یہاں آ ہی نہیں سکتا۔ جو کچھ بھی ہوا ہے اندر سے ہی ہ
ہے۔ آپ اندر سے چیکنگ کریں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا

"نہیں۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ اندر سے کچھ نہیں ہوا تو پھر ت
ضد کیوں کر رہے ہو"...... ڈاکٹر رچرڈ نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں
کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اب بتائیے م
کیا کر سکتا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو تازہ ہوا کا راستہ بھی بند ہو گیا ہے۔ اس
طرح تو نہ صرف ہم سب ہلاک ہو جائیں گے بلکہ یہاں انتہائی ق
مشینری بھی گرم ہو کر بیکار ہو جائے گی۔ اسے باہر سے ٹھیک ک
ہو گا۔ اوکے۔ میں دو انجینئروں کو باہر بھیج رہا ہوں تم اپنے آدمیوں
کے ساتھ ان کی پوری مدد کرو"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

کیپٹن شکیل نے فون آف کر کے کاندھے پر لٹکی ہوئی مشین گن اتار
لی۔

"اب دیکھنا۔ کیسے اندر سے لیبارٹری کا راستہ کھلتا ہے"۔ کیپٹن
شکیل نے مارسیلا سے کہا۔

"تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو۔ میرے تصور سے بھی زیادہ حیرت
انگیز۔ جس طرح تم لیبارٹری کھلوا رہے ہو میں کیا کوئی بھی ایسا
سوچ ہی نہیں سکتا تھا لیکن اب تم کیا کرو گے۔ کیا ان انجینئروں کو
پکڑو گے اور ان سے اندر کے بارے میں پوچھ گچھ کرو گے"۔ مارسیلا
نے کہا۔

"نہیں۔ ہم نے ان کے باہر آتے ہی فوری اندر جانا ہے۔
تمہارے پاس ریوالور ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں"...... مارسیلا نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔ وہ دونوں اس کیبن کے بیرونی دروازے کی سائیڈ میں کھڑے
ہوئے تھے۔ اسی لمحے کیبن کی اندرونی طرف سے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی
آوازیں سنائی دیں۔ کیپٹن شکیل کا جسم بے اختیار تن سا گیا۔ تھوڑی
دیر بعد اسے دو آدمیوں کے قدموں کی آوازیں کیبن کے دروازے کی
طرف آتی سنائی دیں۔ مارسیلا کا چہرہ بھی ستا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے دو
آدمی کیبن سے باہر آگئے۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے مشین گن کا ٹریگر
دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ان دونوں کے حلق سے
چیخیں نکلیں اور وہ اچھل کر نیچے گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔

"آؤ مارسیلا۔ ریوالور نکال لو"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور تیزی
سے مڑ کر کیبن کے اندر داخل ہوا تو اس نے زمین کا ایک بڑا حصہ
ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھا ہوا دیکھا۔ سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں
کیپٹن شکیل تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے گیا۔ اس کے پیچھے
مارسیلا تھی۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک راہداری تھی جس کے اختتام
ایک کمرے کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ یہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل
دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر وہ کمرے میں پہنچ گیا۔ مارسیلا اس کا
پورا ساتھ دے رہی تھی لیکن جیسے ہی وہ دونوں کمرے میں داخل
ہوئے اچانک سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ان کے عقب میں
دروازہ بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ کسی لفٹ کی طرح
اترتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی کمرے کی حرکت رکی اچانک سائیڈ دیوار
تیز روشنی کی دھار سی نکلی اور یہ دونوں اس تیز روشنی میں نہا سے گئے
اس کے ساتھ ہی دوسری دیوار سے اچانک سفید رنگ کا دھواں
نکلا اور کیپٹن شکیل نے یہ دھواں دیکھتے ہی سانس روکنے
کوشش کی لیکن اس کا ذہن اس قدر تیزی سے تاریک ہوتا چلا گیا
کیپٹن شکیل کا آخری احساس بھی اس پر حیرت کا تھا اور پھر جیسے
کچھ مکمل تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

عمران برانک کے آفس میں موجود تھا۔ وہ زیادہ تر یہیں رہتا تھا
اگر فون کال کسی بھی طرف سے آئے تو وہ اسے فوری طور پر
کر سکے۔ اچانک میز پر موجود سرخ رنگ کے فون سے گھنٹی کی
بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون پیس اٹھایا اور اس کا بٹن
کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر کالنگ"...... ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی
دی۔

"یس۔ برانک بول رہا ہوں"...... عمران نے برانک کے لہجے
کہا۔

"چیف باس سے بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس چیف باس۔ میں برانک بول رہا ہوں"...... عمران نے

کہا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے"
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ابھی تک تو مطلع صاف ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"ابھی تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کوئی رپ
نہیں ملی چیف باس"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا تم نے جیکب اور نگ سے رپورٹ لی ہے"...... چیف باس
نے کہا۔

"یس چیف باس۔ وہاں بھی صورت حال اوکے ہے"۔ عمر
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہیڈ کوارٹر سے انہیں کال کی گئی ہے تو کسی نے جواب
نہیں دیا۔ کیوں"...... چیف باس نے کہا۔

"میں نے انہیں سیکورٹی کے لئے حکم دے رکھا ہے کہ جب تک
پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خطرہ دور نہ ہو جائے وہ کوئی کال بھی اٹنا
کریں کیونکہ وہ لوگ کسی بھی طرح فون پر بھی کوئی چکر چلا سکتے
ہیں"...... عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"ٹرانسمیٹر پر تو بات ہو سکتی ہے۔ وہاں سے تو ٹرانسمیٹر کال ا
اٹنڈ نہیں کی جا رہی"...... چیف باس نے کہا۔

"میں نے بتایا ہے چیف باس کہ میں نے انہیں منع کر ر

"...... عمران نے کہا۔

"لیکن تم ان سے کیسے رپورٹ لو گے"...... چیف باس نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے چیف باس۔ یہ دونوں جزیرے ہر لحاظ
محفوظ ہیں۔ صرف فون یا ٹرانسمیٹر پر رابطہ ہو سکتا تھا وہ بھی میں
بند کرا دیا ہے۔ اب اگر کوئی مسئلہ ہوا تو وہ خود مجھے کال کر سکتے
۔ ان کی طرف سے کال نہ آنے کا مطلب ہے کہ وہاں سب اوکے
...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے
ہی رابطہ ختم ہو گیا لیکن عمران اس چیف باس کے انداز سے
گیا کہ چیف باس بہرحال مطمئن نہیں ہوا۔ وہ مشکوک ہے۔
اسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں وہ براہ راست ڈاکٹر رچرڈ سے
نہ کر لے اس طرح اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہاں کراٹ میں
ہے لیکن بہرحال اسے اتنا اطمینان تھا کہ یہاں آکر وہ لوگ کچھ
سکتے ہیں۔ وہاں ہیڈ کوارٹر میں بیٹھے بیٹھے کچھ نہ کر سکتے تھے کیونکہ
نے یہاں موجود تمام مشینری اچھی طرح چیک کر لی تھی۔ یہ
نری اس جزیرے کی باہر سے آنے والوں سے حفاظت تو کر سکتی
۔ باہر سے اندر اس مشینری کے ذریعے کوئی کارروائی نہ کی جا سکتی
۔ ویسے اسے یقین تھا کہ جب تک کوئی کارروائی ہو گی کیپٹن
ل لیبارٹری والا مشن مکمل کر لے گا۔ ابھی وہ بیٹھا یہ سب کچھ
رہا تھا کہ سرخ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے

ہاتھ بڑھا کر فون پیس اٹھا کر اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر کالنگ"...... وہی آواز سنائی دی جس نے پہلے کال دی تھی۔

"یس برانک اٹنڈنگ یو"...... عمران نے کہا۔

"چیف باس سے بات کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چیف باس کی آواز سنائی دی۔

"یس چیف باس۔ میں برانک بول رہا ہوں"...... عمران نے برانک کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اصل برانک کہاں ہے اور تم کون ہو"...... اس بار دوسری طرف سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"میں اصل برانک ہی بول رہا ہوں چیف باس"...... عمران نے کہا۔

"شٹ اپ۔ مجھے ڈاکٹر رچرڈ نے بتا دیا ہے اس لئے میں تمہیں کال کرنے سے پہلے کال کا رابطہ کمپیوٹر سے کر دیا ہے اور کمپیوٹر بتا رہا ہے کہ تم برانک نہیں ہو۔ کہاں ہے برانک اور کون ہو تم"...... چیف باس نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"چیف باس۔ میں اصل برانک ہوں۔ ڈاکٹر رچرڈ غلط کہہ رہا ہے"...... عمران نے اسی طرح ٹھنڈے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا کمپیوٹر بھی غلط بتا رہا ہے۔ کیوں"...... چیف باس نے

"ظاہر ہے جب میں اصل ہوں تو کمپیوٹر میں کوئی فنی خرابی بھی ہو سکتی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اچھا بتاؤ میرا نام کیا ہے"...... چیف باس نے کہا۔

"آپ کا نام راڈک ہے چیف باس"...... عمران نے اس طرح مطمئن لہجے میں جواب دیا کیونکہ وہ اس دوران برانک کے آفس میں بیٹھ کر اس کے تمام کاغذات اور اس کی ذاتی ڈائری سب پڑھ چکا تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تمہیں میرے اصل نام کا کیسے علم ہو گیا"۔ چیف باس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے پہلے سے معلوم ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں سپیشل کوڈ بھی دہرا دوں"...... عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے کراٹ پر قبضہ کر لیا ہے اور تم نے برانک کے تمام کاغذات پڑھ لئے ہیں اور سب کچھ برانک سے معلوم کر لیا ہے۔ اوکے۔ پھر مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوا تو عمران نے تیزی سے فون آف کر دیا اور کرسی سے اٹھ کر دوڑتا ہوا دفتر سے باہر نکلا اور راہداری سے گزر کر وہ باہر اس جگہ آ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ وہ اس کے دوڑنے کی آواز سن کر ہی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا عمران صاحب"...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جلدی باہر آؤ۔ یہ عمارت ابھی تباہ ہونے والی ہے۔ جلدی

کرو"...... عمران نے کہا اور پھر باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔ اس
پیچھے اس کے ساتھی بھی دوڑنے لگے۔ پھر جیسے ہی وہ باہر نکلے ان
عقب میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید تھ
ان کے قدم زمین سے اٹھتے چلے گئے اور وہ اڑتے ہوئے دھماک
زمین پر جا گرے لیکن ظاہر ہے اپنی مخصوص تربیت کی وجہ سے وہ
انداز میں گرے تھے کہ چوٹوں سے محفوظ رہے۔ عمارت کا در
حصہ کسی آتش فشاں کی طرح پھٹا تھا اور عمارت کے درمیانی حص
اچھا خاصا نقصان ہوا تھا۔ ہوا میں گرد کے بادل سے اٹھ رہے
لیکن بہرحال وہ عمارت کے اڑتے ہوئے ٹکڑوں سے محفوظ رہے تھ

" یہ کیا ہوا ہے۔ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا تھا"...... صفدر
کہا تو عمران نے چیف باس کی کال کی تفصیل بتا دی۔

" لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ عمارت میں دھماکہ ہو
صفدر نے کہا۔

" درمیانی کمرے میں ایک مشین ایسی تھی جو ویسے تو چیک
مشین تھی لیکن اگر اسے ڈی چارج کیا جائے تو اس کے اندر مو
مواد کسی خوفناک بم کی طرح پھٹ سکتا تھا اور جیسے ہی اس پر
نے کہا کہ اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ تو ویسے ہی مجھے اس مشین
خیال آ گیا۔ وہ ویسے بھی وائرلیس کنٹرول مشین تھی اس لئے
سمجھ گیا تھا کہ چیف باس اسے ہی استعمال کرے گا۔ لیکن اتنا
معلوم تھا کہ اسے ڈی چارج ہونے اور بلاسٹ ہونے میں اتنا ا

لگ جاتا تھا جتنے وقت میں ہم عمارت سے باہر پہنچ جائیں۔
ں کا مطلب ہے کہ کیپٹن شکیل اپنے مشن میں ناکام رہا
...... جولیا نے کہا۔

ناکام رہنے والوں میں سے نہیں ہے۔ بہرحال لیبارٹری کو
اور اندر پہنچنا آسان کام نہیں ہے۔ یہ کاراکاز کی سب سے قیمتی
ں ہے اور اگر وہ جزیروں کی حفاظت کے لئے ایسے جدید ترین
انتظامات کر سکتے ہیں تو ظاہر ہے لیبارٹری کی حفاظت کے
وں نے کم انتظامات نہ کئے ہوں گے"...... عمران نے جواب

لیکن اب ہم یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہیں"...... جولیا نے

اب تک تو بہرحال مقصد تھا کہ چیف برانک کے روپ میں
بھی وقت کیپٹن شکیل کی مدد کی جا سکتی تھی لیکن اب واقعی
ہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔ چلو واپس اپنے ٹرالر پر"۔
نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔
نے ایسے ہی کسی وقت کے لئے ٹرالر کا فیول ٹینک بھی
کر دیا تھا اور کمپاس بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ جزیرے پر
فیول سے اس نے ٹرالر کے دونوں ٹینک بھر لئے تھے۔ چنانچہ
ٹرالر میں پہنچے اور چند لمحوں بعد ٹرالر تیزی سے جزیرے سے
تا چلا گیا۔

"ہمیں اس کوماٹو جزیرے پر جانا چاہئے جہاں وہ لیبارٹری موجود ہے تاکہ ضرورت پڑنے پر کیپٹن شکیل کی مدد کی جاسکے"....... صفدر نے کہا۔

"لیبارٹری کراسونا جزیرے پر ہے لیکن اس کا راستہ کوماٹو جزیرے پر ہے اور ان دونوں کے گرد انتہائی سخت سائنسی حفاظتی انتظامات ہیں جو کیپٹن شکیل نے برقرار رکھے ہیں تاکہ بیرونی مداخلت نہ ہوسکے۔ اس لئے ہم اس جزیرے میں داخل تو نہیں ہو سکتے اس لئے وہاں جانا فضول ہے"....... عمران نے کہا۔

"تو پھر اب کہاں جا رہے ہیں ہم"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"دارالحکومت ماکیہ۔ وہاں بیٹھ کر کیپٹن شکیل کی واپسی کا انتظار کریں گے"...... عمران نے کہا اور سب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہمارا تو یہاں آنا ہی بیکار ثابت ہوا"......چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جولیا نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اچانک دور سے ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔ جلدی کرو۔ سمندر میں کود جاؤ۔ اٹھو جلدی کرو"...... عمران نے ہیلی کاپٹر دیکھ کر چیختے ہوئے کہا تو وہ سب بوکھلائے ہوئے انداز

ھے اور پھر عمران کے ساتھ ہی ان سب نے بے تحاشا سمندر میں ں لگا دیں۔ اسی لمحے تیز رفتار ہیلی کاپٹر ٹرالر کے اوپر سے گزر کر نکلتا چلا گیا لیکن کچھ آگے جا کر اس نے چکر کاٹا اور ایک بار پھر آیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر سے ایک میزائل ٹرالر پر فائر کیا گیا یک خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی ٹرالر کے ٹکڑے سمندر میں ئے۔ ہیلی کاپٹر نے ایک بار پھر راؤنڈ لگایا اور پھر تیزی سے مڑ کر جزیرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اب کیا کریں۔ اس کھلے سمندر میں ہم کب تک تیریں ...... جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی تختہ پکڑ لیتے ہیں"۔ عمران کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ٹرالر کا ایک بڑا سا تختہ پکڑ لینے میں اب ہو گئے اور ایک ایک کر کے وہ اس پر بیٹھ گئے۔

ہیلی کاپٹر واپس آئے گا اور ظاہر ہے ہم اس سے چھپ نہ سکیں ...... صفدر نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"جب ہیلی کاپٹر آتا دکھائی دے تو ہم نے سمندر میں اتر جانا ہے تختے کے نیچے رہنا ہے تاکہ تختہ دور نہ چلا جائے۔ عمران نے کہا اور نے اثبات میں سرہلا دیئے۔ پھر دور سے خوفناک دھماکوں کی زیں سنائی دینے لگی اور وہ سمجھ گئے کہ جزیرے پر میزائل فائر کئے جا ہے ہیں۔

"عمران صاحب اس تختے پر بیٹھ کر ہم ساحل تک تو نہیں پہنچ

سکتے۔ پھر آپ نے کیا سوچا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"سوچنے کی کیا ضرورت ہے صفدر۔ تم خواہ مخواہ سوچ سوچ ہلکان ہو رہے ہو۔ کہیں نہ کہیں تو پہنچ ہی جائیں گے۔ ساحل پ ہی کسی جزیرے پر سہی۔ اگر جزیرے پر نہ سہی تو اگلی دنیا ہ سہی"...... تنویر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"گڈ تنویر۔ اسے کہتے ہیں حوصلہ"...... عمران نے کہا تو تنویر ب اختیار مسکرا دیا جبکہ صفدر بھی ہنس پڑا۔ اب دھماکوں کی آوازی آنی بند ہو گئی تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد دور سے ہیلی کاپٹر آتا دکھائی دیا تو وہ سب تیزی سے سمندر میں اتر گئے۔ ہیلی کاپٹر ان کے سر او سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور جب وہ نظروں سے غائب ہو گیا ت ایک ایک کر کے ایک بار پھر وہ سب تختے پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ تخ سمندری لہروں کے ساتھ بہتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ شام پڑنے لگ گئی لیکن انہیں نہ ہی ساحل نظر آیا اور نہ ہی کوئی جزیرہ۔ عمران کی پیشانی پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں جبکہ باقی ساتھی اس طرح بار بار عمران کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے بچے کس شعبدہ باز کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ اب کون سا حیرت انگیز شعبدہ دکھاتا ہے لیکن عمران بھی خاموش تھا۔ ظاہر ہے ان حالات میں وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

"عمران صاحب۔ رات پڑنے والی ہے"...... اچانک صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ ہر رات کے بعد صبح ہوتی ہے اس طرح عمر تمام ہو جاتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کی جیب میں کوئی ٹرانسمیٹر بھی نہیں ہے کہ ڈاکن سے رابطہ ہو جائے"...... صفدر نے کہا۔

"کاش ایسا ہوتا۔ میرے ذہن میں یہ خیال ہی نہ تھا کہ یہ لوگ حکومت سے اس طرح ہیلی کاپٹر بھیج کر ٹرالر پر فائرنگ کرا دیں گے۔ میرا خیال تھا کہ جب تک ہیڈ کوارٹر سے کوئی یہاں پہنچے گا ہم یہاں سے دارالحکومت پہنچ جائیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ہیلی کاپٹر کو دیکھتے ہی کیسے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ ٹرالر پر میزائل فائر کرے گا"...... صفدر نے کہا۔

"مجھے میزائل گن کی جھلک نظر آ گئی تھی"...... عمران نے جواب دیا اور صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اس طرح بھوکے پیاسے اس تختے پر بیٹھ کر ہم کب تک زندہ رہ سکیں گے۔ ہمیں کوئی نہ کوئی حل بہرحال سوچنا ہی ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

"ابھی تو تم خود صفدر کو سوچنے سے منع کر رہے تھے اب خود اتنی جلدی سوچنے پر آمادہ ہو گئے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب مس جولیا کی زندگی کو خطرہ ہو تو سوچنا تو پڑے گا"۔ تنویر

نے کہا تو عمران اور صفدر دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

" اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔ ہم میں مس جولیا واحد خاتون ہیں اور ہمیں بہرحال ان کا خیال رکھنا ہے"...... تنویر نے ان دونوں کے اس طرح ہنسنے پر بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" چلو تم نے کسی طرح سوچنا تو شروع کیا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے"...... اچانک جولیا نے کہا۔

" واہ۔ کمال ہے۔ ادھر تنویر نے سوچنا شروع کیا ادھر جولیا کے ذہن میں تجویز آ گئی۔ کمال رابطہ ہے بہن بھائی میں"...... عمران نے کہا۔

" میں تمہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دوں گا۔ سمجھے"...... تنویر نے یکلخت بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" پہلے میری تجویز سن لو پھر آپس میں لڑ لینا"...... جولیا نے بھی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اچھا۔ چلو ٹھیک ہے۔ تجویز پہلے اور لڑائی بعد میں۔ جیسے اول طعام اور پھر کلام والا محاورہ ہے"...... عمران نے کہا۔

" تم اس طرح باتیں کر رہے ہو جیسے ہم سمندر کے اندر بے یار و مددگار نہ ہوں بلکہ کسی موٹر بوٹ میں بیٹھے تفریح کر رہے ہوں"۔ جولیا نے اور زیادہ بگڑے ہوئے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تخت پر بیٹھے بیٹھے تھک گئے تھے اس لئے قدرت نے تختے پر بٹھا

۔ اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے"...... عمران مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران صاحب۔ مس جولیا کی تجویز تو سن لیں۔ مس جولیا آپ لریں"...... صفدر نے کہا۔

میرے ذہن میں یہ تجویز آئی ہے کہ ہماری جیبوں میں ریوالور ہیں۔ اگر ہم مل کر ہوائی فائرنگ کریں تو شاید دور کوئی بحری ماہی گیروں کے ٹرالر پر سوار کوئی آدمی یا کسی جزیرے پر موجود آدمی یہ آوازیں سن لے اور اس طرح ہمارے بچ جانے کا کوئی بن جائے"...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

تجویز تو واقعی قابل عمل ہے لیکن اس کے لئے ہمیں آج کی پوری اور کل کا سارا دن اس تختے پر گزارنا ہو گا۔ اس کے بعد ہی اس پر عمل ہو سکے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

وہ کیوں"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

اس لئے کہ ہم دو بار سمندر میں غوطے کھا چکے ہیں اور جیبوں موجود اسلحے کا میگزین گیلا ہو چکا ہے اور اسے مکمل طور پر سوکھنے ائرنگ پوزیشن میں آنے کے لئے وقت بھی چاہئے اور تیز دھوپ ...... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سا لیا۔

واقعی جب پریشانی آتی ہے تو سامنے کی چیزیں بھی نظر نہیں ہ میرے ذہن میں یہ خیال ہی نہ آیا تھا کہ واقعی اسلحہ تو گیلا ہو

چکا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تختے کو
تعالیٰ کی طرف سے مدد سمجھو کہ ہم چار افراد کا بوجھ اٹھائے ہوئے
میں نے اس سارے علاقے کا نقشہ دیکھا ہے اور جس سمت میں
وقت ہوا چل رہی ہے اس طرح ہم رات پڑنے سے پہلے ایک
پہنچ جائیں گے۔ وہاں پہنچ کر ہم کوئی کشتی بھی تیار کر سکتے ہیں اد
بھی حاصل کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو سب کے چہرے
اختیار کھل اٹھے اور پھر واقعی ایسا ہی ہوا۔ رات پڑنے سے پہلے ا
دور سے ایک جزیرہ سا نظر آنے لگ گیا۔ تختے کا رخ واقعی اس ط
تھا اور ان سب کے چہروں پر بے اختیار رونق آ گئی۔

" یہ ٹاپو بھی کارا کاز کے قبضے میں نہ ہو"...... صفدر نے کہا۔

" نہیں۔ ٹاپو ایسے چھوٹے جزیرے کو کہتے ہیں جہاں پانی کا
نہیں ہوتا۔ صرف بارش کے پانی سے درخت اور جھاڑیاں اگ آتی ہ
ایسے جزیرے پر آبادی نہیں ہوتی۔ اسے صرف سفر کے دوران ر
کے لئے استعمال کیا جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہ
کہا۔

" پانی نہ ملا تو پھر"...... جولیا نے کہا۔

" ہم وہاں صرف رات گزاریں گے۔ صبح کو لکڑیاں توڑ کر
بیلوں کی مدد سے کشتی تیار کر کے چپوؤں کی مدد سے یہاں سے ش
مشرقی کی طرف ایک بڑے جزیرے کی طرف روانہ ہو جائیں۔

یرے پر آبادی موجود ہے اور اب اتنا بھی معاملہ گیا گزرا نہیں
بغیر پانی کے ایک رات بھی نہ گزار سکیں۔ ویسے یہ بھی ہو سکتا
۔ بارش کا پانی جزیرے پر کسی جگہ جمع ہو تو اسے کپڑے میں
کر استعمال میں لایا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا نے
میں سر ہلا دیا۔

تختہ آہستہ آہستہ جزیرے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور اب
واضح طور پر نظر آنے لگ گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی تختہ
پر جا کر لگ گیا اور وہ چاروں اچھل کر جزیرے پر چڑھ گئے۔
نے جھک کر تختے کو پکڑ کر کھینچا اور جزیرے کے اوپر زمین پر
یا تاکہ اگر کوئی اور بندوبست نہ ہو سکے تو کم از کم اس تختے کو تو
استعمال میں لایا جا سکے۔ اس کے بعد وہ چاروں آگے بڑھنے ہی
تھے کہ اچانک ادھر ادھر موجود قد آدم جھاڑیوں میں سے بھوتوں
رح آٹھ مسلح افراد نکل کر ان کے گرد اکٹھے ہو گئے اور وہ چاروں
ختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔ آنے والے کسی قدیم دور کے
ے نہیں تھے بلکہ ان کے جسموں پر جدید لباس تھے اور ان کے
میں جدید ساخت کی مشین گنیں تھیں اور وہ شکل و صورت
س سے کاٹلی کے مقامی باشندے ہی لگتے تھے۔

خبردار اپنے ہاتھ سروں پر رکھ لو اگر کسی نے غلط حرکت کی تو
مار دی جائے گی"...... اچانک ایک آدمی نے انتہائی سخت لہجے
ہا۔

" بھائی۔ اس چھوٹے سے جزیرے پر کیا غلط حرکت ہو سکتی ۔
تم خواہ مخواہ اپنی انرجی ضائع کر رہے ہو۔ ہم تو ماہی گیر ہیں۔ ہ
ٹرالر سمندر میں تباہ ہو گیا تو ہم ایک تختے پر بہتے ہوئے یہاں پہنچ
ہیں۔ میرا نام کماچو ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں"...... عمران
دونوں ہاتھ سر پر رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" ان کے ہاتھ عقب میں کر کے ہتھکڑیاں ڈال دو اور سنو اگر
نے کوئی مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو دوسرا سانس نہ لے
گے"...... اسی آدمی نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ عمران اور ا
کے ساتھیوں سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" کمال ہے۔ اتنی جلدی تو لوگ لباس نہیں بدلتے جتنی جلدی
اپنے احکامات بدل رہے ہو۔ پہلے تم نے کہا کہ ہاتھ سر پر رکھ لو ا
کہہ رہے ہو ہاتھ نیچے کر لو تاکہ ان میں ہتھکڑیاں ڈالی جا سکیں۔ ا
ایک بات پر کچھ دیر تو برقرار رہو"...... عمران نے منہ بناتے ہو
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ خود ہی اپنے عقب
کر لئے۔

" اب اگر تم نے زبان چلائی تو زبان کاٹ دوں گا سمجھے۔ خام
رہو"...... اس آدمی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" تمہارا نام ٹنگ بچر ہے۔ میرا مطلب ہے زبان کا قصائی
عمران نے کہا۔ وہ بھلا کہاں اتنی آسانی سے خاموش ہونے والوں
سے تھا۔

" شٹ اپ۔ میرا نام مارٹی ہے"...... اس آدمی نے اور زیادہ
یلے لہجے میں کہا۔ اس دوران اس کے ساتھیوں نے عمران اور اس
ساتھیوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی تھیں۔

" ان کی تلاشی لو"...... مارٹی نے کہا اور پھر ان کی جیبوں سے
الور نکال لیے گئے۔

" اوکے۔ اب انہیں لے آؤ"...... مارٹی نے اپنے ساتھیوں سے
اور عمران اور اس کے ساتھی مشین گنوں کے سائے میں آگے
ہنے لگے۔ جزیرے کی دوسری طرف ایک کافی جدید ساخت کی بڑی
موٹر بوٹ موجود تھی۔ اسے ساحل کے ساتھ ہک کیا گیا تھا۔

" جیمز اور ٹونی۔ تم جا کر انجن ٹھیک کر لو۔ میں چیف سے بات
تا ہوں"...... مارٹی نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

" انجن تو ٹھیک ہو جائے گا لیکن تم انہیں ہلاک کیوں نہیں کر
ہے"...... ایک آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم اپنا کام کرو جیمز۔ جو میں کر رہا ہوں ٹھیک کر رہا
ں"...... مارٹی نے کہا تو وہ دونوں خاموشی سے مڑ کر موٹر بوٹ کی
ف بڑھ گئے جبکہ مارٹی نے جیب سے ایک فکسڈ فریکونسی کا
میٹر نکالا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ شاید فریکونسی اس پر
سے ہی ایڈجسٹ تھی۔

" ہیلو ہیلو۔ مارٹی کالنگ۔ اوور"...... مارٹی نے بٹن دبا کر بار بار
دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی اور عمران یہ آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی انگلیاں تیزی سے اپنی ہتھکڑی کے گرد کلبلانے لگ گئیں کیونکہ یہ آواز سنتے ہی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ان کا تعلق بھی کارمان سے ہے اور ظاہر ہے جب وہ چیف باس یہ سنے گا کہ عمران اور اس کے ساتھی بچ گئے ہیں تو وہ انہیں فوری طور پر گولی سے اڑا دینے کا حکم دے دے گا اس لئے عمران اس سے پہلے ہتھکڑی سے اپنی کلائیاں آزاد کر لینا چاہتا تھا اور پھر اس کی انگلیاں کلپ ہتھکڑی کے بٹن تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئیں اور ہلکی سی کٹک کی آواز کے ساتھ ہی ہتھکڑی کھل گئی۔ عمران نے اسے ایک ہاتھ میں پکڑ لیا اور اپنے ہاتھ ویسے ہی پیچھے رکھے۔ مارٹی کے ساتھی جو ان کے عقب میں موجود تھے وہ سب مارٹی کی طرف متوجہ تھے جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ٹرانسمیٹر کال کرنے میں مصروف تھا۔

"چیف باس سے بات کرائیں۔ انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔ اوور"...... مارٹی نے کہا۔

"ہیلو۔ چیف باس اٹنڈنگ یو۔ کہاں سے بول رہے ہو۔ کیا تم نے اس ایشیائی کو وصول کر لیا ہے کراسونا سے جس کے لئے تمہیں بھیجا گیا تھا۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران چیف باس کی بات سن کر ایک بار پھر چونک پڑا۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ کیپٹن شکیل کو کراسونا میں پکڑ لیا گیا ہے اور یہ لوگ اسے وہاں

صول کرنے جا رہے ہیں۔

چیف باس۔ ہماری موٹر بوٹ کا انجن خراب ہو گیا تھا اس لئے مجبوراً ٹاپو پر رکنا پڑا۔ ابھی ہم انجن کو درست کرنے کی کوشش ہے تھے کہ ہم نے ٹاپو کی دوسری سمت جو کہ کراٹ جزیرے کی پڑتی ہے دور سے ایک تختے کو بہہ کر ٹاپو کی طرف آتے ہوئے ۔ میں نے دوربین سے چیک کیا تو اس پر ایک عورت اور تین موجود تھے اور یہ چاروں مقامی تھے اور لباس کے لحاظ سے ماہی گیر تھے۔ ہم نے انہیں ٹاپو پر آنے دیا اور پھر جیسے ہی یہ لوگ یہاں ہم نے انہیں گرفتار کر لیا۔ انہوں نے بھی یہی بتایا ہے کہ یہ گیر ہیں اور ان کا ٹرالر سمندر میں تباہ ہو گیا ہے اور یہ تختے پر بہتے ئے یہاں پہنچے ہیں لیکن چونکہ ان کا تختہ کراٹ جزیرے کی طرف ہی آ رہا تھا اور مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ آپ کے حکم پر انتھونی ہیلی کاپٹر سے میزائل فائر کر کے ایک ٹرالر تباہ کیا تھا اس لئے نے سوچا کہ آپ سے احکامات لے لوں۔ اوور"...... مارٹی نے ب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے برانک کو ہلاک کر کے ٹ پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ دراصل پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ اوہ۔ اوہ یں فوری گولی مار دو۔ ابھی اور اسی وقت۔ بغیر کوئی وقت ضائع اور پھر مجھے رپورٹ دو۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا تو مارٹی نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسی لمحے عمران بجلی کی سی تیزی

سے مڑا اور دوسرے لمحے اس نے سامنے موجود آدمی کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹ لی۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک اور غیر متوقع طور پر ہوا کہ کوئی سمجھ ہی نہ سکا۔ دوسرے لمحے جزیرہ ریٹ ریٹ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے عقب میں موجود چھ کے چھ آدمی نیچے گر کر بری طرح تڑپنے لگے جبکہ مارٹی حیرت سے منہ کھولے کسی بت کی طرح ساکت کھڑا تھا۔ اسی لمحے جولیا، صفدر اور تنویر تینوں نے بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر ان تڑپنے والوں کے ہاتھوں سے نکل کر گرنے والی مشین گنیں پکڑ لیں۔ وہ بھی اپنی ہتھکڑیاں اسی طرح کھول چکے تھے جس طرح عمران نے کھولی تھی کیونکہ یہ سنگل بٹن ہتھکڑی کھولنا انتہائی آسان تھا۔ ایسی ہتھکڑیوں کے بٹن ہتھکڑی کے درمیان میں ہوتے تھے اور تھوڑی سی مشق سے انگلیاں موڑ کر وہاں تک آسانی سے لے جائی جا سکتی تھیں۔ اسی لمحے عمران تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی دو اور انسانی چیخیں سنائی دیں اور وہ دونوں آدمی جو فائرنگ اور چیخوں کی آوازیں سن کر بوٹ کے کنارے پر آگئے تھے الٹ کر موٹر بوٹ کے اندر جا گرے۔

"ان کا پتہ کرو صفدر"...... عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا دوڑ کر موٹر بوٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ ٹرانسمیٹر نیچے رکھ دو مارٹی اور ہاتھ سر پر رکھ کر دو قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ"...... عمران نے مشین گن کا رخ مارٹی کی

طرف کرتے ہوئے غرا کر کہا جبکہ جولیا دوڑ کر اس کے عقب میں پہنچ چکی تھی۔ مارٹی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور ٹرانسمیٹر نیچے رکھ کر وہ سیدھا ہوا ہی تھا کہ یکلخت چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل آگے جا کر گرا اور اسی لمحے تنویر نے آگے بڑھ کر اس کی پسلیوں میں لات ماری اور مارٹی ایک بار پھر چیختا ہوا پلٹ کر پشت کے بل گر گیا۔

"خبردار۔ اگر اب حرکت کی"...... تنویر نے مشین گن کی نال اس کے سینے پر رکھتے ہوئے کہا۔ پہلے جولیا نے اس کی پشت پر لات مار کر اسے منہ کے بل گرایا تھا کیونکہ عمران نے بھی دیکھ لیا تھا کہ ٹرانسمیٹر نیچے رکھ کر اٹھتے ہوئے مارٹی نے جیب میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تھی اس لئے جولیا نے یہ کارروائی کی تھی۔

"اسے پلٹ کر اس کے دونوں ہاتھ عقب میں جکڑ دو"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر اپنے پاس ہی پڑی ہوئی ہتھکڑی اٹھا کر جولیا کی طرف اچھال دی۔ جولیا نے ایک ہاتھ سے اسے کیچ کیا اور پھر تنویر نے مارٹی کو پلٹ دیا اور جولیا نے اس کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی۔

"اب اسے اٹھا کر کھڑا کر دو"...... عمران نے کہا اور تنویر نے اس کا بازو پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے کھڑا کر دیا۔ اسی لمحے صفدر بھی موٹر بوٹ سے نکل کر ان کی طرف بڑھنے لگا۔

"وہ دونوں ہلاک ہو چکے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"تمہارا تعلق کاراکاز کے کس سیکشن سے ہے مارٹی"...... عمران نے مارٹی کے قریب جا کر کہا۔

"ڈیتھ اسکوارڈ سے"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"کیا یہ ڈیتھ اسکوارڈ براہ راست چیف باس کے تحت ہے اور کیا ڈیتھ اسکوارڈ کے چیف تم خود ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ چیف اور ہے میں اس کے بحری سیکشن کا انچارج ہوں اور ڈیتھ اسکوارڈ براہ راست ہیڈ کوارٹر کے ماتحت ہے"...... مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں چیف باس نے حکم دیا تھا کہ کراسونا جا کر کسی پاکیشیائی کو وصول کرو"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں"...... مارٹی نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کراسونا تو بند جزیرہ ہے۔ تم وہاں کیسے جا سکتے ہو"۔ عمران نے پوچھا تو مارٹی بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہے یہ سب کچھ"...... مارٹی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو ورنہ تمہارا حشر عبرتناک بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم زیادہ سے زیادہ مجھے مار دو گے اور کیا کرو گے"...... مارٹی نے کہا۔

"بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا انتہائی عبرتناک ہوتا

ہے مارٹی۔ ہم تو تختے پر بیٹھ کر یہاں تک پہنچ گئے ہیں تمہیں تو یہ تختہ بھی نصیب نہ ہو سکے گا۔ لیکن اگر تم نے ہمارے سوالوں کے جواب درست دے دیئے تو میرا وعدہ کہ تمہیں اسی طرح گرفتار کر کے ہم ساتھ لے جائیں گے اور دارالحکومت کے ساحل پر پہنچ کر تمہیں آزاد کر دیں گے"...... عمران نے کہا۔

"بغیر مشن مکمل کئے اگر میں دارالحکومت پہنچا تو میں دوسرا سانس بھی نہ لے سکوں گا"...... مارٹی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو تمہارا مشن بھی مکمل کرا دیں گے۔ یہی مشن ہے ناں تمہارا ہ تم نے کراسونا سے ایک پاکیشیائی کی لاش وصول کرنی ہے۔ کر بتا"...... عمران نے کہا۔

"لاش نہیں۔ اسے زندہ وصول کرنا ہے اور پھر اسے گولی مار کر اک کر دینا ہے"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"کیا اسے وہاں کراسونا پر گولی نہیں ماری جا سکتی جو اسے باہر لے آ کر مارنی ہے"...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"وہاں اب صرف سائنس دان ہیں اور سائنس دانوں نے اسے لی مارنے سے انکار کر دیا ہے اور جزیرے پر کوئی ایسا آدمی زندہ یں رہا جو اسے گولی مار سکے"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"لیکن اب تو رات پڑ گئی ہے۔ رات کو تو ظاہر ہے تم وہاں نہیں سکتے۔ صبح کو ہی جاؤ گے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ انجن ٹھیک ہوتے ہی ہم نے روانہ ہو جانا تھا۔ ہماری

جدید موٹر بوٹ کے لئے رات اور دن میں کوئی فرق نہیں ہے"۔
مارٹی نے جواب دیا۔

"اسے جزیرے کی دوسری طرف لے جاؤ"...... عمران نے تنو
سے کہا اور تنویر نے مارٹی کو بازو سے پکڑا اور گھسیٹتا ہوا اس طرف
لے جانے لگا جدھر سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے آیا گیا تھا

"صفدر۔ تم جا کر موٹر بوٹ کے انجن کو چیک کرو اور اسے
ٹھیک کرو۔ کیپٹن شکیل پھنس گیا ہے اور قدرت نے ہمیں اس ک
امداد کے لئے یہاں بھجوا دیا ہے۔ ہم نے وہاں پہنچنا ہے۔ جلدی
کرو"...... عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا مڑ کر مو
بوٹ کی طرف چلا گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ مارٹی کالنگ۔ اوور"...... عمران نے مارٹی کی آوا
اور لہجے میں کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... دوسری طرف سے آوا
سنائی دی۔

"چیف باس سے بات کراؤ۔ میں نے انہیں رپورٹ دینی ہے
اوور"...... عمران نے کہا۔

"ہیلو۔ چیف باس اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... چن
لمحوں بعد چیف باس کی آواز سنائی دی۔

"آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے چیف باس۔ اب ان
لاشیں یہاں جزیرے پر ہی پڑی رہنے دوں یا انہیں سمندر میں پھینکو

کیونکہ موٹر بوٹ کا انجن درست ہو گیا ہے اور ہم اب کراسونا کی
روانہ ہو رہے ہیں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

کیا انہوں نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ اوور"...... چیف باس
چھا۔

نہیں باس۔ ان کے ہاتھ ان کے عقب میں بندھے ہوئے تھے
ساحل پر موجود تھے جبکہ میں نے جزیرے کے اندر سے آپ کو
یا تھا اور کال ختم ہوتے ہی میں نے خود مشین گن پکڑ کر ان پر
ول دیا اور وہ چاروں ایک لمحے میں ختم ہو گئے۔ اوور"۔ عمران
اب دیا۔

تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں۔ اوور"...... چیف باس نے

سیرے علاوہ آٹھ آدمی ہیں۔ اوور"...... عمران نے جواب دیا۔

تمہارا اسسٹنٹ جیمز ہے ناں اسے بلاؤ اور کہو کہ وہ مجھ سے
لرے۔ اوور"...... چیف باس نے کہا تو عمران بے اختیار
دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چیف باس بے حد وہمی آدمی ہے اور اسے
ہ ہے کہ کہیں مارٹی کی بجائے کوئی اور مارٹی بن کر اس سے
ہ کر رہا ہو اور شاید مارٹی کی آواز ہیڈ کوارٹر کے کمپیوٹر میں فیڈ
و گی اس لئے اس نے جیمز سے بات کرنے کی بات کی ہو گی۔
چونکہ جیمز کی آواز سن چکا تھا جب وہ مارٹی کے ساتھ ان کے
لرنے کی بات کر رہا تھا اس لئے وہ مطمئن تھا۔

"ہیلو۔ جیمز بول رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے چند لمحوں
خاموشی کے بعد بٹن دبا کر جیمز کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"یس۔ چیف باس بول رہا ہوں جیمز۔ یہ بتاؤ کہ موٹر بوٹ
انجن کیوں خراب ہو گیا ہے۔ اوور"...... چیف باس نے کہا۔
"چیف باس۔ زیادہ بڑی خرابی نہیں ہے۔ صرف اس
ریوالونگ شافٹ میں معمولی سی گڑبڑ ہو گئی تھی۔ اگر اسے ٹھیک
کیا جاتا تو پھر زیادہ بڑی خرابی ہو سکتی تھی۔ اب ہم نے اسے ٹھ
کر دیا ہے۔ اوور"...... عمران نے جیمز کے لہجے میں جواب د
ہوئے کہا۔
"جو لوگ تختے پر آئے تھے ان کا کیا ہوا ہے۔ اوور"...... چ
باس نے کہا۔
"مارٹی نے انہیں فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا ہے اور اب ا
لاشیں سامنے پڑی ہوئی ہیں۔ اوور"...... عمران نے جواب دیا۔
"کیا انہوں نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ اوور"...... چیف
نے کہا۔
"انہیں اس کا موقع ہی نہیں مل سکا چیف باس۔ وہ ساح
کھڑے تھے جبکہ مارٹی نے جزیرے کے اندر جا کر آپ سے بات ک
اس کے بعد اس نے اچانک ان پر فائر کھول دیا اور وہ ختم ہو
اوور"...... عمران نے کہا۔
"اوکے۔ مارٹی سے کہو کہ وہ مجھ سے بات کرے۔ اوور"...... چ

باس نے کہا۔
"یس چیف باس۔ مارٹی بول رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے
فوراً ہی مارٹی کا لہجہ بناتے ہوئے کہا۔
"اوکے۔ جس طرح تم جیمز کے فوراً بعد بولے ہو۔ اس سے اب
میری تسلی ہو گئی ہے۔ ان پاکیشیائیوں کی لاشیں اٹھا کر سمندر میں
ڈال دو اور تم کراسو نا روانہ ہو جاؤ اور پھر اس پاکیشیائی کو بھی فوراً
ہلاک کر کے اس کی لاش بھی تم نے سمندر میں ڈال دینی ہے۔ جلدی
پہنچو وہاں۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے اس بار مطمئن لہجے
میں کہا گیا۔ ظاہر ہے اب یہ بات تو چیف باس کے تصور میں بھی نہ آ
سکتی تھی کہ کوئی آدمی ایک سیکنڈ کے وقفے میں آواز اور لہجہ بھی بدل
سکتا ہے اس لئے جیمز کے فوراً بعد مارٹی کے بولتے ہی چیف باس کو
اطمینان ہو گیا تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر تنویر کو آواز
دی۔
"مارٹی کو لے آؤ واپس"...... عمران نے کہا تو تنویر مارٹی کو ساتھ
لئے واپس آ گیا۔
"اب بتاؤ مارٹی کہ تم کیا چاہتے ہو۔ زندہ رہنا چاہتے ہو یا
مرنا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"اگر میں کہوں کہ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں تو پھر کیا تم مجھے واقعی
زندہ چھوڑ دو گے"...... مارٹی نے کہا۔
"اب میری بات غور سے سن لو۔ میں بار بار بات دوہرانے کا

بھی عادی نہیں ہوں اور سوالوں کے جواب دینا بھی مجھے پسند نہیں
ہم مقامی لوگ نہیں ہیں۔ ہمارا تعلق پاکیشیا کی ایک سرکاری ایجنسی
ہے ہے۔ کاراکاز کے برانک سیکشن نے پاکیشیا سے ایک سائنس
دان کو اس کے اہم فارمولے سمیت اغوا کیا۔ سائنس دان تو ہلاک
ہو گیا البتہ فارمولا کراسونا لیبارٹری میں موجود ہے۔ ہمارا ایک
ساتھی وہاں پہنچ گیا ہے جبکہ ہم کراٹ گئے اور ہم نے برانک کو ہلاک
کر دیا اور کراٹ پر قبضہ کر لیا تاکہ برانک بن کر کراسونا والے اپنے
ساتھی کی مدد کر سکیں لیکن تمہارے چیف باس کو شک پڑ گیا۔ اس
نے وہاں ایک وائرلیس بم فائر کرا دیا۔ ہم ٹرالر میں بیٹھ کر وہاں
سے نکلے تو دارالحکومت کی طرف سے آنے والے ایک ہیلی کاپٹر نے
ٹرالر پر میزائل فائر کر دیا لیکن ہم بچ گئے اور تختے پر بیٹھ کر یہاں پہنچ
گئے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تمہارے سامنے ہے۔ یہاں آکر مجھے پہلی
بار علم ہوا کہ ہمارا ساتھی کراسونا میں پکڑا گیا ہے اور تم اسے وصول
کر کے ہلاک کرنے جا رہے ہو اس لئے اب تمہارے زندہ رہنے کی
ایک ہی صورت ہے کہ تم ہمارے ساتھ کراسونا چلو۔ ہمارے
ساتھی کو وہاں سے باقاعدہ وصول کرو اور پھر اسے ہمارے حوالے کر
دو۔ اس کے بدلے میں ہم تمہیں ساحل پر پہنچ کر چھوڑ دیں گے اور
موٹر بوٹ کو بھی۔ اس کے بعد ہمیں اس بات کی پرواہ نہیں کہ تم
اپنے باس کو یا چیف باس کو کیا رپورٹ دیتے ہو کیا نہیں۔ ہم اپنے
ساتھی سمیت واپس پاکیشیا چلے جائیں کیونکہ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ

لیبارٹری سے فارمولا حاصل کرنا ناممکن ہے۔ بولو فیصلہ کرو اور
ب دو۔ اگر تم انکار کرو گے تو ہم تمہیں گولی مار کر یہیں پھینک
گے اور تمہاری موٹر بوٹ لے کر کراسونا چلے جائیں گے"۔
ن نے کہا۔
"کیا تم حلف دیتے ہو کہ جو کچھ تم نے کہا ہے ویسے ہی کرو
۔ مارٹی نے کہا۔
"کسی حلف کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم اعتماد کر سکتے ہو تو
ہ نہیں کر سکتے تو نہ کرو۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ میں تمہیں
ب زندہ رہنے کا ایک چانس صرف اس لئے دینا چاہتا ہوں کہ تم
ہ جیمز کے کہنے کے باوجود اور ڈیتھ اسکوارڈ سے تعلق رکھنے کے
جود ہمیں فوری ہلاک نہیں کیا"...... عمران نے جواب دیا۔
"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں"...... مارٹی نے
ب طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران نے صفدر کو موٹر
ٹ سے اتر کر اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔
"کیا ہوا صفدر۔ انجن ٹھیک ہو گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔
"ہاں۔ موٹر بوٹ اب تیار ہے"...... صفدر نے قریب آتے
ئے جواب دیا۔
"اوکے۔ مارٹی کو لے آؤ"...... عمران نے کہا اور موٹر بوٹ کی
رف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد موٹر بوٹ تیزی سے سفر کرتی ہوئی
راسونا کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے مارٹی کے ہاتھ

کھول دیئے تھے اور اس وقت مارٹی عمران کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا
تنویر موٹر بوٹ چلا رہا تھا جبکہ صفدر اور جولیا اس کے ساتھ بیٹھے
ہوئے تھے۔ عمران نے مارٹی سے کراسونا کی سمت اور فاصلہ پوچھ کر
تنویر کو سمجھا دیا تھا اس لئے وہ مطمئن تھے کہ آدھی رات سے پہلے پہلے
وہ کراسونا پہنچ جائیں گے۔

" وہاں تم ٹرانسمیٹر کال کرو گے ڈاکٹر رچرڈ کو "...... عمران نے
اچانک مارٹی سے پوچھا۔

" ہاں۔ ظاہر ہے "...... مارٹی نے جواب دیا۔

" پھر ڈاکٹر رچرڈ اس جزیرے کو اوپن کرے گا۔ اس کے بعد تم
جزیرے پر جا کر ہمارے ساتھی کو اس سے وصول کرو گے "۔ عمران
نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے مسٹر عمران کہ تم مجھے کیوں زندہ رکھنے پر مجبور
ہوئے ہو اور تم اب مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ تمہیں معلوم ہے
کہ جب تک ڈاکٹر رچرڈ میری آواز نہیں سنے گا وہ جزیرہ اوپن نہیں
کرے گا اس لئے تم مجھے ساتھ لے جا رہے ہو "...... مارٹی نے کہا۔

" اور تم اس لئے تیار ہو گئے ہو مارٹی کہ جزیرے پر پہنچ کر تم
ہمارے ساتھی کو یرغمال بنا کر واپس جانے پر مجبور کر دو گے اور
جزیرہ بند کرا دو گے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" نہیں۔ میرے ذہن میں تو یہ بات نہیں تھی "...... مارٹی نے
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تو پھر وہ بات میرے ذہن میں بھی نہیں تھی "...... عمران نے
ب دیا تو مارٹی بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم واقعی میری توقع سے زیادہ ذہین ہو۔ بہرحال تم فکر مت کرو
تم کہو گے ویسے ہی ہو گا۔ میں واقعی مرنا نہیں چاہتا۔ اگر میں مر
اور تنظیم کا کوئی کام ہو گیا تو مجھے اس کا کیا فائدہ ہو گا۔ پھر یہ تنظیم
بڑی ہے کہ ایک ایشیائی کے بچ جانے پر اس کا کچھ نہیں بگڑے گا
لئے میں تم سے مکمل تعاون کروں گا "...... مارٹی نے کہا تو
ان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کیپٹن شکیل کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں وہ کمرہ گھوم گیا جہاں مارسیلا کے ساتھ پہنچتے ہی پہلے روشنی کا دھارا ان پر پڑا تھا پھر دوسری دیوار سے سفید رنگ دھواں نکلا تھا اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ کیپٹن شکیل نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اس وقت وہ ایک اور کمرے میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ کیپٹن شکیل نے اپنے پیر ہلانے کی کوشش کی لیکن جب انہوں نے حرکت نہ کی تو کیپٹن شکیل نے جھک کر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ اس کے دونوں پیر باریک تار کی مدد سے کرسی کے پائیوں کے ساتھ باندھے گئے تھے اور تار کو ایک سائیڈ پر باقاعدہ ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر بند کیا گیا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اپنی انگلیوں کو حرکت دے کر چیکنگ کی اور دوسرے لمحے اس کے حلق

سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ اس کی کلائیوں پر بھی تار استعمال کی گئی تھی اور کیپٹن شکیل جانتا تھا کہ تار کو توڑا تو نہیں جا سکتا البتہ اس کا سرا اگر مل جائے اور کوشش کی جائے تو اس کے ملے ہوئے سروں کو کھول کر ہاتھ آزاد کئے جا سکتے ہیں۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں مارسیلا کے کراہنے کی آواز پڑی تو اس نے تیزی سے گردن گھمائی۔ ساتھ والی کرسی پر بندھی ہوئی مارسیلا ہوش میں آ رہی تھی۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ ہم کہاں ہیں"...... مارسیلا نے پوری طرح ہوش میں آتے ہوئے کہا۔

"ہم لیبارٹری میں ہیں اور غنیمت ہے کہ ابھی تک زندہ ہیں"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا جس کے اوپر سفید گاؤن تھا البتہ آنکھوں پر نظر کی عینک تھی اور وہ چہرے سے ہی کوئی سائنس دان دکھائی دیتا تھا۔

"تم نے میرے دو انتہائی قیمتی ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے۔ اس کے علاوہ تم نے کراسونا میں نگ اور اس کے آٹھ دس آدمیوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ کیا یہ کام تم دونوں نے کیا ہے یا تمہارے ساتھ اور لوگ بھی تھے"...... آنے والے نے تیز لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل اس کی آواز سنتے ہی سمجھ گیا کہ یہ ڈاکٹر رچرڈ ہے۔ ڈاکٹر

قاضی کا دوست اور لیبارٹری کا انچارج۔

"کیا آپ کو جزیرے پر اور لوگ ملے ہیں ڈاکٹر رچرڈ"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ تم تو میرا نام بھی جانتے ہو۔ لیکن مجھے انتہائی حیرت ہے کہ تم دونوں یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ کیا تم مجھے تفصیل بتا سکتے ہو"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا اور پھر ایک طرف پڑی ہوئی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"پہلے تو تم ڈاکٹر قاضی کی طرف سے شکریہ قبول کرو کہ تم نے اس سے دوستی کا حق ادا کر دیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ڈاکٹر رچرڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو کیا ڈاکٹر قاضی بچ گیا ہے۔ تھینک گاڈ۔ میں نے اپنی طرف سے کوشش تو کی تھی لیکن مجھے یقین نہیں تھا کہ وہ بچ جائے گا۔ تمہیں کہاں ملا تھا وہ اور کس حال میں۔ اور ہاں تمہارا نام کیا ہے"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"میرا نام کیپٹن شکیل ہے اور یہ میری ساتھی ہے مارسیلا۔ یہ کوماٹو جزیرے کے چیف جیکب کی سابقہ بیوی ہے"...... کیپٹن شکیل نے اپنا اور مارسیلا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اسی لئے میرے ذہن میں اس کی شکل موجود تھی لیکن مجھے یاد نہ آ رہا تھا کہ اسے میں نے کہاں دیکھا ہے۔ اب یاد آ گیا ہے"۔ ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

ڈاکٹر قاضی کو فضلے کے کنٹینرز سے میں نے اور مارسیلا نے ہی
۔ پھر ہم نے اسے پاکیشیا بھجوا دیا تھا"...... کیپٹن شکیل نے

تم یہاں فارمولا حاصل کرنے آئے تھے۔ میں سمجھا تھا کہ تم
ضی کے پیچھے آئے ہو گے"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔
فارمولا حاصل کرنے ہی آیا تھا۔ میں اور مارسیلا کوماٹو پہنچے
یہاں سے یہاں آ گئے۔ بگ اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر
نے بہرحال لیبارٹری میں داخل ہونا تھا۔ اس لئے میں نے
لے پائپوں میں وائرلیس بم ڈال کر انہیں فائر کر دیا۔ اس
پھٹ گئے اور دلدل کی مٹی اور پانی سے ان کے منہ بند ہو
تازہ ہوا کا سسٹم بھی بند ہو گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ ان کی
اہر سے ہی ہو سکتی ہے اس لئے تم لازماً لیبارٹری اوپن کرد
طرح ہم اندر داخل ہو جائیں گے اور پھر تمہیں یرغمال بنا
سے فارمولا لے کر ہم یہاں سے کوماٹو اور پھر وہاں سے کاٹلی
گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
نے جس بیدردی سے جزیرے پر لوگوں کو ہلاک کیا ہے اور
ملی ہے کہ تم نے کوماٹو پر بھی بے دریغ قتل عام کیا ہے
د تم نے میرے دو ساتھیوں کو جس بیدردی سے ہلاک کیا
کے بعد چاہئے تو یہی تھا کہ ہم تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک
ن میری مجبوری یہ ہے کہ میں سائنس دان ہوں اور میں

اپنے ہاتھوں سے کسی انسان کو چاہے وہ قاتل اور مجرم ہی کیوں نہ
ہلاک نہیں کر سکتا اور نہ ہی اپنی لیبارٹری کے کسی آدمی کو اس
اجازت دے سکتا ہوں اور تمہیں میں دوبارہ آزاد بھی نہیں
اس لئے میں نے چیف باس سے بات کی ہے۔ چیف باس نے
یہ آرڈر دے دیا ہے کہ میں تمہیں اور اس عورت دونوں کو ہلا
دوں لیکن میں نے صاف انکار کر دیا تو اس نے بتایا کہ وہ کالی
دارالحکومت سے ڈیتھ اسکوارڈ کے آدمیوں کو یہاں بھیج رہا ہے
موٹر بوٹ پر یہاں پہنچیں گے اور تمہیں مجھ سے وصول کر کے
سے باہر لے جائیں گے۔ اس کے بعد تمہارے ساتھ کیا ہوتا ہے
کیا نہیں مجھے اس سے دلچسپی نہیں ہے اس لئے جب تک وہ
یہاں نہیں پہنچ جاتے تم اور مارسیلا دونوں زندہ ہو اور ان لمحا
غنیمت سمجھو“...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا

” موٹر بوٹ کی بجائے وہ لوگ ہیلی کاپٹر پر کیوں نہ
رہے“...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

” فضا میں جو حفاظتی انتظامات ہیں وہ آسانی سے آف نہیں
سکتے۔ سمندر پر انہیں آف کیا جا سکتا ہے اس لئے“...... ڈاکٹر
کہا اور واپس مڑ گیا اور اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند ہو

” اب کیا ہو گا“...... مارسیلا نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا

” ان لمحات کو واقعی غنیمت سمجھو مارسیلا۔ ورنہ ہم نے یہاں
کیا ہے ہمیں تو بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک کر دیا جاتا۔

ل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” تو تم مرنے کے لئے تیار ہو۔ کیا تم کچھ نہیں کرو گے“......
سیلا نے کہا۔

” کیا کر سکتا ہوں۔ ہمیں تاروں سے باندھا گیا ہے اور تاریں نہ
ی جا سکتی ہیں اور نہ کاٹی جا سکتی ہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا تو
سیلا کے چہرے پر یکلخت انتہائی مایوسی کے تاثرات پھیل گئے۔
ن شکیل نے جان بوجھ کر یہ باتیں کی تھیں کیونکہ اسے خدشہ تھا
یہاں ہونے والی گفتگو کہیں سنی نہ جا رہی ہو لیکن اس کی انگلیاں
لسل کام کر رہی تھیں۔ کیپٹن شکیل کا ذہن تیزی سے ان تاروں
آزادی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس نے اب تک بہت
شش کی تھی کہ کسی طرح تاروں کے مڑے ہوئے سروں تک
ی انگلیاں پہنچ جائیں لیکن نجانے یہ سرے کہاں اکٹھے کئے گئے
کہ باوجود انتہائی کوشش کے اس کی انگلیاں انہیں ٹریس ہی نہ
پا رہی تھیں۔ اسی لمحے اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں ابھرا
وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے اچھل کر کرسی کو اٹھا کر آگے
ا۔ وہ اس طرح اچھل رہا تھا جیسے مینڈک اچھلتا ہے اور ہر بار
نے کی وجہ سے کرسی اس کے جسم کے ساتھ ہی اٹھتی تھی اور ہر
ے کی وجہ سے وہ آگے ہو جاتی تھی۔ مارسیلا حیرت سے کیپٹن شکیل
س طرح کرسی سمیت اچھلتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ چونکہ کیپٹن
ں کے دونوں پیر تاروں کی مدد سے کرسی کے پائیوں کے ساتھ

بندھے ہوئے تھے اس لئے کرسی اس کے اچھلنے کے ساتھ ساتھ اٹھ
جاتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن شکیل کی کرسی مارسیلا کی کرسی کے
بالکل سامنے آ گئی تو کیپٹن شکیل نے کرسی سمیت اٹھ کر اپنے جسم کو
موڑا اور اب اس کا رخ مارسیلا کی طرف ہو گیا تھا۔ اب وہ بالکل آمنے
سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ مارسیلا نے حیرت سے کچھ کہنا چاہا۔
" خاموش رہو۔ میں اپنے دونوں بازو اپنے سر پر سے موڑ کر
تمہارے سامنے کروں گا تم اپنے دونوں بازو موڑ کر اپنے سامنے لاؤ
اس طرح تمہاری کلائیوں کے گرد بندھی ہوئی تاروں کا سرا میرے
سامنے آ جائے گا اور میں اسے کھول دوں گا۔ پھر تم اپنے پیر آزاد کر لینا
اور اس کے بعد مجھے کھول دینا"...... کیپٹن شکیل نے آہستہ سے
سرگوشی کرتے ہوئے کہا تو مارسیلا کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اسے
کیپٹن شکیل کی تجویز سمجھ میں آ گئی تھی۔ وہ تیزی سے آگے کی طرف
جھکی اور اس نے اپنے عقب میں موجود دونوں مڑے ہوئے بازو اپنے
سر کے اوپر سے گزار کر آگے کی طرف کر لئے۔ گو اس طرح کرنے سے
اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن اس نے
سختی سے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔ کیپٹن شکیل نے بھی اپنے جسم کو
جھکایا اور پھر دونوں مڑے ہوئے بازو اپنے سر کے اوپر سے گزار کر
آگے کی طرف کر دیئے۔ اسے اپنے بازو ٹوٹتے ہوئے محسوس ہو رہے
تھے لیکن اس کا چہرہ ویسے ہی سپاٹ تھا۔ البتہ وہ سر کو اٹھا کر اوپر بڑی
مشکل سے دیکھ رہا تھا جبکہ مارسیلا کافی سے زیادہ جھکی ہوئی تھی اور

وہ اوپر کو نہ دیکھ رہی تھی اور پھر چند لمحوں کی کوشش کے بعد
ن شکیل کی انگلیاں مارسیلا کی کلائی کے گرد بندھی ہوئی تار کے
ے ہوئے سروں تک پہنچ گئیں۔ گو تاریں آپس میں خوب بل
کر جوڑی گئی تھیں لیکن کیپٹن شکیل نے بجلی کی سی تیزی سے
ں کی مدد سے تاروں کے سرے کھولنے شروع کر دیئے اور چند
ں کی کوشش کے بعد سرے کھل گئے اور اس کے ساتھ ہی مارسیلا
نوں بازو آزاد ہو گئے۔

یسے ہی رہنا۔ میں کھول دیتی ہوں"...... مارسیلا نے سیدھے ہو
تے ہوئے آہستہ سے کہا اور پھر اس نے جلدی سے کیپٹن شکیل
ئیوں پر بندھی ہوئی تاروں کے سرے پکڑ کر کھولنے شروع کر
ونکہ اس کے دونوں ہاتھ آزاد ہو چکے تھے اس لئے وہ زیادہ تیزی
م کر رہے تھے اور پھر چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل کے دونوں ہاتھ
وں کی گرفت سے آزاد ہو گئے تو کیپٹن شکیل نے اطمینان بھرا
لیا اور اچھل کر اپنی کرسی پیچھے ہٹائی اور پھر وہ اپنے پیروں پر
لیا۔ مارسیلا بھی اپنے پیروں پر جھکی ہوئی تھی اور تھوڑی دیر بعد
ں آزاد ہو چکے تھے۔ مارسیلا کے چہرے پر کیپٹن شکیل کے لئے
ر پھر تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن کیپٹن شکیل نے
پر انگلی رکھ کر اسے بولنے سے منع کر دیا اور پھر وہ تیزی سے
ہ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو آہستہ آہستہ کھولا
جھانکا۔ باہر ایک راہداری تھی جو آگے جا کر سیڑھیوں پر ختم

ہو رہی تھی۔ سیڑھیاں اوپر ایک اور دروازے پر ختم ہوتی تھیں
دروازہ کھلا ہوا تھا اور دوسری طرف پھر ایک راہداری نظر آ رہی تھی
کیپٹن شکیل نے مارسیلا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور آہستہ آہ
قدم اٹھاتا وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مارسیلا بھی اس کے پیچھے
احتیاط سے قدم اٹھا رہی تھی۔ سیڑھیاں چڑھ کر کیپٹن شکیل نے
دروازے کے قریب رک کر اپنا سر باہر نکالا تو راہداری ایک طرف
سے بند تھی جبکہ دوسری طرف سے آگے جا کر وہ مڑ جاتی تھی۔ کیپٹن
شکیل نے مارسیلا کو ایک بار پھر اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا
دروازے سے راہداری میں آ کر وہ اس طرف آگے بڑھتا چلا گیا جہاں
راہداری مڑ رہی تھی لیکن ابھی وہ درمیان میں ہی تھا کہ اچانک
سر سر کی آوازیں ان کے سامنے اور عقب میں سنائی دیں اور دوسرے
لمحے وہ دونوں یہ دیکھ کر اچھل پڑے کہ ان کے عقب میں سیاہ رنگ
کی کسی دھات کی چادر سی چھت سے فرش تک اور ان کے سامنے
جہاں راہداری کا موڑ تھا وہاں بھی سیاہ رنگ کی کسی دھات کی
چادریں آ گئی تھیں۔

"دیوار کے ساتھ ہو جاؤ اور سانس روک لو"...... کیپٹن شکیل
نے بجلی کی سی تیزی سے مارسیلا کو بازو سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ
گھسیٹتے ہوئے کہا اور خود بھی سانس روک لیا۔ دوسرے لمحے چھت
سے سفید رنگ کے دھوئیں کا مرغولہ سا نکلا اور اس پورے
پھیلتا چلا گیا جس میں یہ دونوں موجود تھے۔

"م۔ مم۔ میرا سانس"...... مارسیلا کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ
ی گردن ڈھلک گئی اور وہ دھڑام سے نیچے فرش پر جا گری۔
شکیل نے اس کے گرتے ہی خود کو بھی اسی انداز میں نیچے گرا
ن اس نے سختی سے سانس روکا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد اس حصے
راتا ہوا سفید رنگ کا دھواں غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی
ر کی آوازوں کے ساتھ ہی دونوں طرف گرنے والی چادریں
ہو گئیں۔ اسی لمحے راہداری کے موڑ کی طرف سے دو آدمی تیزی
گے بڑھے۔ وہ دونوں خالی ہاتھ تھے۔ ان کے جسموں پر یونیفارم
ں تھا۔ جیسے ہی وہ آگے بڑھے۔ کیپٹن شکیل یکلخت اپنی جگہ سے
ور دوسرے لمحے وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے۔
شکیل کے دونوں بازو بیک وقت حرکت میں آئے تھے۔ جیسے
دونوں نیچے گرے کیپٹن شکیل نے اچھل کر یکے بعد دیگرے
کنپٹیوں پر لاتیں جمائیں اور ان دونوں کے جسم ساکت ہو
پٹن شکیل دوڑتا ہوا آگے بڑھا۔ موڑ کے فوراً بعد ایک کمرے کا
موجود تھا جسے اندر سے بند کیا جا رہا تھا اور کیپٹن شکیل کو
بند کرنے کی کوشش کرتے ہوئے آدمی کی جھلک دکھائی
ڈاکٹر رچرڈ تھا۔ کیپٹن شکیل نے اچھل کر پوری قوت سے
ے پر کندھے کی ضرب لگائی اور دروازہ بند کرتا ہوا ڈاکٹر رچرڈ
ا اچھل کر نیچے جا گرا تو کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی سے آگے
اس کے ساتھ ہی اس نے لپک کر ڈاکٹر رچرڈ کو گردن سے

پکڑا اور اٹھا کر اس نے اسے مخصوص انداز میں ہوا میں اچھال
پھینک دیا۔ ڈاکٹر رچرڈ کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ ساکت
اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے
ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا ہاتھ کاندھے پر رکھا اور
انداز میں جھٹکا دیا تو ڈاکٹر رچرڈ کا مسخ ہوتا ہوا چہرہ نارمل ہو
ہو گیا۔ کیپٹن شکیل نے ادھر ادھر دیکھا لیکن اس کمرے کا
دروازہ نہ تھا۔ کیپٹن شکیل تیزی سے واپس مڑا اور ایک
راہداری میں آ گیا۔ وہ دونوں آدمی وہیں بے ہوش پڑے ہو
ان کے ساتھ مارسیلا بھی موجود تھی۔ کیپٹن شکیل تیزی سے
پھلانگتا ہوا سیڑھیوں والے دروازے کی طرف بڑھا اور پھر
دو دو سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے راہداری سے گزر کر وہ اس کمرے
گیا جہاں اسے اور مارسیلا کو باندھ کر رکھا گیا تھا۔ اس نے
موجود وہ تاریں اٹھا لیں جن سے اسے اور مارسیلا کو باندھا گیا
تاریں اٹھا کر وہ واپس مڑا۔ راہداری میں پہنچ کر کیپٹن شکیل
جھک کر فرش پر پڑی ہوئی بے ہوش مارسیلا کو اٹھا کر کاندھے
اور اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں ڈاکٹر رچرڈ بے ہوش پڑا ہوا
کیپٹن شکیل نے مارسیلا کو ایک کرسی پر لٹا دیا اور اس کے
اس نے تیزی سے اس کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔
دراصل فوری طور پر اسلحہ کی تلاش تھی لیکن کہیں سے کسی
کوئی اسلحہ اسے نہ مل سکا۔ اپنی جیبیں وہ پہلے ہی چیک کر

اس کی جیبوں میں سے اسلحہ نکال لیا گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید وہی اسلحہ یہاں موجود ہو لیکن یہاں نہ صرف وہ اسلحہ بلکہ کسی قسم کا کوئی اسلحہ ہی نہ تھا۔ کیپٹن شکیل نے جھک کر فرش پر پڑے ہوئے بے ہوش ڈاکٹر رچرڈ کو پلٹا اور اس کے دونوں بازو پشت کی طرف کر کے اس نے ایک تار سے اس کی دونوں کلائیاں باندھ کر تار کے دونوں سروں کو ملا کر اچھی طرح مروڑ دیا۔ اس کے بعد اس نے دوسری تار کی مدد سے اس کی دونوں پنڈلیاں باندھیں اور پھر اسے اٹھا کر اس نے ایک کرسی پر ڈال دیا۔ اب اس کے پاس دو تاریں موجود تھیں۔ وہ تیزی سے مڑا اور پھر راہداری میں آ کر وہ وہاں بے ہوش پڑے ہوئے دونوں آدمیوں کو بازوؤں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا ڈاکٹر رچرڈ والے کمرے میں لے آیا۔ پھر اس نے دونوں تاروں سے ان دونوں کے ہاتھ عقب میں کر کے باندھ دیئے۔ پھر اس نے ایک آدمی کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کئے۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو کیپٹن شکیل نے ہاتھ اٹھا لئے۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے آنکھیں کھول دیں تو کیپٹن شکیل نے بازو سے پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... کیپٹن شکیل نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلی اس کے عقب میں پشت سے لگاتے ہوئے غرا کر کہا۔

"روڈنی۔ میرا نام روڈنی ہے"...... اس آدمی نے بوکھلائے ہوئے اور خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"سنو روڈنی۔ میں نے صرف ٹریگر دبانا ہے اور گولی تمہاری پشت سے سیدھی تمہارے دل میں اتر جائے گی۔ سمجھے۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو جو کچھ میں پوچھوں سچ سچ بتا دو"...... کیپٹن شکیل نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ ریوالور تمہارے پاس کہاں سے آگیا۔ لیبارٹری میں تو اسلحہ داخل ہی نہیں ہو سکتا"...... روڈنی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ خصوصی ریوالور ہے۔ اسے کوئی حفاظتی نظام چیک نہیں کر سکتا"...... کیپٹن شکیل نے انگلی پر دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ مجھے مت مارو۔ تم جو پوچھو گے میں بتاؤں گا"...... روڈنی نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کو راستہ کہاں سے جاتا ہے اور یہ کون سی جگہ ہے"۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"یہ ڈاکٹر رچرڈ کا بیرونی دفتر ہے۔ ڈاکٹر رچرڈ یہاں باہر سے آنے والوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ اصل لیبارٹری اس کے نیچے ہے اور اس کمرے میں موجود مشین سے اس کا راستہ کھلتا ہے۔ لیکن یہ راستہ صرف ڈاکٹر رچرڈ کھول سکتا ہے"...... روڈنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں کیا نیچے سے اوپر آئے ہو یا پہلے یہاں موجود تھے"۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

ب تم دونوں بے ہوش ہوئے تھے تو ڈاکٹر رچرڈ ہمیں اپنے
پر لے آیا تھا۔ پھر اس کے حکم پر ہم نے تم دونوں کو اس
یں تاروں سے باندھ دیا۔ اب تمہیں یہاں سے لینے کے لئے
کے آدمیوں نے آنا ہے اس لئے ڈاکٹر رچرڈ یہاں موجود تھے"۔
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

. اسلحہ میری جیبوں میں تھا وہ کہاں ہے" کیپٹن شکیل
ہا۔

ا اسلحہ ڈاکٹر رچرڈ نے واش مشین میں ڈال دیا ہے"۔ روڈنی
۔

اں ہے وہ واش مشین"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔
ا سامنے دیوار میں۔ اس تصویر کے پیچھے اس کا بٹن ہے"۔
نے جواب دیا۔

ا کیا کام کرتے ہو"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔
ں اور راشیل دونوں ٹیکنیشن ہیں"...... روڈنی نے جواب
۔

بارٹری میں کتنے آدمی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔
یس آدمی ہیں۔ ہم دونوں اور ڈاکٹر رچرڈ سمیت۔ البتہ ڈاکٹر
ی دوسری لیبارٹری سے یہاں آئے ہوئے ہیں"۔ روڈنی نے
یا۔

فارمولا جس پر ڈاکٹر رچرڈ کام کر رہے ہیں وہ کہاں ہے"۔

کیپٹن شکیل نے پوچھا۔
"مجھے نہیں معلوم۔ ڈاکٹر رچرڈ کو ہی معلوم ہو گا"...... روڈ
نے جواب دیا۔
"اوکے۔ پھر تم چھٹی کرو"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور دو
پیچھے ہٹ گیا پھر اس سے پہلے کہ روڈنی کچھ کہتا۔ کیپٹن شکیل کا با
گھوما اور کھڑی ہتھیلی کا بھرپور وار روڈنی کی گردن پر پڑا اور روڈنی
ہوا اچھل کر نیچے گرا اور بری طرح تڑپنے لگا پھر ایک جھٹکے سے ساک
ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو گئی تھیں۔ کھڑی ہتھیلی کے بھرپو
وار سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ کیپٹن شکیل تیزی سے
آگے بڑھا اور اس نے دیوار پر لگی ہوئی تصویر ہٹائی تو واقعی اس کے
پیچھے ایک سرخ رنگ کا بٹن دیوار میں نصب تھا۔ کیپٹن شکیل نے
بٹن دبایا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی تصویر کے نیچے درمیان سے دیوا
پھٹ کر سائیڈوں میں ہو گئی۔ اب وہاں واقعی ایک مشین نظر آ
تھی جس پر بے شمار چھوٹے چھوٹے رنگ دار بلب اور کئی ڈائل
موجود تھے۔ کیپٹن شکیل غور سے اس مشین کو دیکھتا رہا۔ پھر اس
نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ کسی حد تک اس مشین کی کار
کو سمجھ گیا تھا جسے روڈنی نے واش مشین کہا تھا۔ یہ مشین بار
ناکارہ کر دیتی تھی۔ کیپٹن شکیل نے اس کا وہ بٹن پریس کر دیا
کے نیچے آن لکھا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے بلب تیزی سے جلنے بجھنے
اور ڈائلوں پر سوئیاں تھرتھرانے لگیں۔ کیپٹن شکیل نے ایک

دبایا تو مشین کا ایک حصہ کھل گیا۔ اندر چوکور بڑا سا خانہ تھا
میں اسلحہ پڑا ہوا تھا جو کیپٹن شکیل نے یہاں داخل ہونے سے
سلحہ سٹور سے نکال کر اپنی جیبوں میں بھر لیا تھا۔ کیپٹن شکیل
ندر موجود اسلحہ ایک ایک کر کے باہر نکالا اور پھر اس نے
بند کر کے اسے آف کر دیا اور بٹن دبا کر دیوار برابر کر دی۔
نے مشین پسٹل کے ساتھ ایک دوسرا چپٹی نال والا چھوٹا سا
اٹھایا اور پھر اس کا رخ اس نے روڈنی کی لاش کی طرف کر کے
دبا دیا تو پسٹل کی نال کے باریک سوراخ سے ایک سرخ رنگ
اع نکل کر روڈنی کی لاش پر پڑی اور ایک لمحے میں روڈنی کی
جل کر کوئلہ ہو گئی اور کیپٹن شکیل کے چہرے پر مسکراہٹ
۔ اس کا مطلب تھا کہ واش مشین شعاعی ہتھیار کو ناکارہ نہ کر
تھی۔ اس نے مشین پسٹل کا رخ روڈنی کی جلی ہوئی لاش کی
کیا اور ٹریگر دبا دیا لیکن ٹھس کی آواز نکلی اور کوئی دھماکہ نہ
ا۔ کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ نہ صرف مشین پسٹل بلکہ باقی ماندہ
ی اسلحہ بھی ناکارہ ہو چکا ہے۔ اس نے مشین پسٹل کو ایک
پھینکا اور ریز پسٹل کو جیب میں ڈال کر وہ کرسی پر بے ہوش
ہوئے ڈاکٹر رچرڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کی ناک اور
ونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب ڈاکٹر رچرڈ کے
میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹا لئے
یب میں سے ریز پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ چند لمحوں بعد

ڈاکٹر رچرڈ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ اضطراری
طور پر ایک جھٹکے سے اٹھ کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔
"تم۔ تم کیسے آزاد ہو گئے"...... ڈاکٹر رچرڈ نے پوری طرح ہوش
میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں سامنے کھڑے کیپٹن شکیل
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"ڈاکٹر رچرڈ۔ پہلے تم اپنے آدمی روڈنی کی جلی ہوئی لاش دیکھ لو۔
تم نے میری جیبوں سے تمام اسلحہ نکال کر واش مشین میں ڈال دیا
تھا تاکہ یہ سب ناکارہ ہو جائے لیکن ریز پسٹل ناکارہ نہیں ہوا۔ اس
سے نکلنے والی شعاع ایک لمحے میں آدمی کو جلا کر کوئلہ بنا دیتی
ہے"...... کیپٹن شکیل نے سرد لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ اوہ۔ یہ ریز پسٹل ہے۔ ویری سیڈ۔ میں نے تو اسے غور سے
دیکھا ہی نہ تھا ورنہ"...... ڈاکٹر رچرڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔
"دیکھو ڈاکٹر رچرڈ۔ تم چونکہ ڈاکٹر قاضی کے دوست ہو اور تم نے
ڈاکٹر قاضی کو زندہ واپس بھجوا کر پاکیشیا پر احسان کیا ہے اس لئے
میرے چیف نے مجھے حکم دیا ہے کہ اگر ہو سکے تو ڈاکٹر قاضی پر
تمہارے احسان کا بدلہ چکانے کے لئے تمہیں ہلاک نہ کیا جائے اس
لئے اگر تم ڈاکٹر قاضی کا فارمولا میرے حوالے کر دو تو میں خاموشی
سے واپس چلا جاؤں گا ورنہ دوسری صورت میں نہ صرف تم ہلاک ہو
جاؤ گے بلکہ میں تمہاری یہ قیمتی لیبارٹری تباہ کئے بغیر واپس نہیں
جاؤں گا"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم لیبارٹری تو تباہ کر ہی نہیں سکتے۔ یہ تم لکھ لو۔ کیونکہ یہاں
سے لیبارٹری کا کوئی لنک نہیں ہے۔ باقی رہا فارمولا تو وہ لیبارٹری
میں موجود ہے اور میں اسے یہاں بیٹھے بیٹھے کسی طرح بھی حاصل
نہیں کر سکتا"...... ڈاکٹر رچرڈ نے جواب دیا۔
"تم نے مجھے اور میری ساتھی عورت کو کس گیس سے بے ہوش
کیا تھا"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا تو ڈاکٹر رچرڈ بے اختیار
اچھل پڑا۔
"اوہ۔ اوہ۔ مجھے تو خیال ہی نہ رہا کہ تم تو انتہائی زود اثر گیس کی
مدد سے بے ہوش ہو گئے تھے۔ میں نے یہاں سکرین پر تمہیں خود
گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر تم خود کیسے ہوش میں آ گئے اور تم نے
میرے آدمیوں پر بھی قابو پا لیا اور مجھ پر بھی"...... ڈاکٹر رچرڈ نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"یہ بات بعد میں ہو گی۔ جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ"۔ کیپٹن
شکیل نے کہا۔
"ایک سائنسی گیس ہے"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔
"اس کا تریاق کیا ہے۔ میں اپنی ساتھی عورت کو ہوش میں لانا
چاہتا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"سامنے الماری میں نیلے رنگ کی لمبی گردن والی شیشی پڑی ہوئی
ہے۔ وہ اس کی ناک سے ایک لمحے کے لئے لگاؤ تمہاری ساتھی ہوش
میں آ جائے گی"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا تو کیپٹن شکیل اس الماری کی

طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی۔ اس میں واقعی نیلے رنگ کی
لمبی گردن والی شیشی موجود تھی۔ کیپٹن شکیل نے اسے اٹھایا اور
اس کے لیبل کو پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ واقعی بے ہوش کرنے والی
گیس کا تریاق تھا۔ وہ مڑا اور کرسی پر بے ہوش پڑی ہوئی مارسیلا کے
قریب پہنچ کر اس نے شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی کا دہانہ مارسیلا کی
ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹا لی اور اس کا ڈھکن
بند کر دیا۔ اسی لمحے اسے احساس ہوا کہ ڈاکٹر رچرڈ اپنی لات بڑھا کر
کچھ کر رہا ہے۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا تو ڈاکٹر رچرڈ نے اپنی لات
واپس کھینچ لی۔ وہ سامنے موجود مشین کے نچلے حصے میں موجود بٹنوں
میں سے کسی کو پریس کرنا چاہتا تھا۔ کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر
اس مشین کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کے
لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ اس مشین کی ساخت سے ہی سمجھ گیا
تھا کہ یہ خصوصی ساخت کا ڈکٹا فون ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ ڈاکٹر
رچرڈ اسے آن کرنا چاہتا تھا تاکہ یہاں سے آوازیں نیچے لیبارٹری میں
جا سکیں اور اس طرح اسے بچانے کے لئے کوئی کارروائی ہو سکتی
تھی۔ کیپٹن شکیل نے ریڈ ریز پسٹل کا رخ اس مشین کی طرف کیا
اور ٹریگر دبا دیا۔ سرخ شعاع جیسے ہی مشین پر پڑی ایک دھماکہ ہوا
اور مشین کے ٹکڑے فرش پر بکھر گئے۔ اسی لمحے مارسیلا کے کراہنے کی
آواز سنائی دی تو کیپٹن شکیل تیزی سے مڑا۔
" ڈاکٹر رچرڈ۔ آخری بار تمہیں وارننگ دے رہا ہوں۔ اب اگر

شرارت کرنے کی کوشش کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو
یپٹن شکیل نے غراتے ہوئے ڈاکٹر رچرڈ سے کہا اور پھر وہ
رف بڑھ گیا جو آنکھیں کھولے سیدھی ہو کر حیرت سے
ھ رہی تھی۔
رسیلا۔ ہم نے بہت سا کام کرنا ہے"...... کیپٹن شکیل
رسیلا اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اسی لمحے روڈنی کا دوسرا ساتھی
راشیل تھا کراہتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کرنے لگا کہ
ں نے ریڈ ریز پسٹل کا رخ اس کی طرف کیا اور ٹریگر دبا
ے لمحے راشیل کے حلق سے یکلخت چیخ نکلی اور اس کا جسم
تبدیل ہوتا چلا گیا۔
تمہاری باری ہے ڈاکٹر رچرڈ"...... کیپٹن شکیل نے ریڈ
رخ ڈاکٹر رچرڈ کی طرف کرتے ہوئے کہا جس کا چہرہ ہوش
ئے راشیل کی حالت دیکھ کر تاریک پڑ گیا تھا۔
م۔ مجھے مت مارو۔ پلیز"...... ڈاکٹر رچرڈ نے پہلی بار
میں کہا۔ شاید راشیل کو اپنے سامنے اس ہولناک انداز
دیکھ کر ڈاکٹر رچرڈ حوصلہ ہار گیا تھا یا پھر حقیقی موت کا
کے ذہن پر سوار ہو گیا تھا۔
نے تمہیں پہلے بھی چانس دے دیا تھا لیکن تم نے خود ہی
انکار کر دیا تھا۔ اب آخری بار تمہیں زندہ رہنے کا چانس
ں۔ بولو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ۔ یہ کاراکاز ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔ یہ بہ
اور بڑی تنظیم ہے"...... ڈاکٹر رچرڈ نے ہکلاتے ہوئے کہا
"اس کی تم فکر مت کرو۔ کاراکاز کا خاتمہ کر دیا جائے
شکیل نے کہا۔
"تم فارمولا لے لو لیکن مجھے اور لیبارٹری کو کچھ نہ کہو۔
کر سکتے ہو"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میرا وعدہ۔ فارمولا مجھے دو اور باہر جا
کھول دو اور میں تمہیں ساتھ لے کر بیرونی کیبن تک جاؤں
بعد تمہیں واپس بھجوا دوں گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"او کے۔ میرے ہاتھ کھول دو۔ میں تمہیں فارمولا
ہوں"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔
"مارسیلا۔ ڈاکٹر رچرڈ کے ہاتھ کھول دو۔ سنو ڈاکٹر رچرڈ
ایک سائنس دان ہو جبکہ ہماری پوری زندگی انہی کاموں
ہے اس لئے اگر تمہارے ذہن کے کسی بھی گوشے میں ا
موجود ہے تو اسے ذہن سے نکال دو ورنہ تمہاری مو
عبرتناک ہو گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"میں نے تمہاری سفاکی دیکھ لی ہے۔ تم نے جس سف
میں راشیل کو زندہ جلایا ہے اس نے مجھے واقعی خوفزدہ کر
میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی آدمی کسی انسان کو
میں بھی مار سکتا ہے اس لئے میں کوئی غلط حرکت نہ

"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
ں دوران مارسیلا نے اس کے دونوں ہاتھوں پر بندھی ہوئی تار کھول
ی تھی۔
"اب اپنے پیر تم خود کھول لو"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ڈاکٹر
چرڈ اپنے پیروں پر جھک گیا اور چند لمحوں بعد اس نے تار کھول کر
یک طرف پھینک دی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ ایک سائیڈ پر موجود
یک چھوٹی سی تپائی کی طرف بڑھا جس پر ایک گلدان رکھا ہوا تھا۔
اکٹر رچرڈ نے گلدان اٹھا کر ایک طرف رکھا اور تپائی کی ہموار سطح پر
پنا ہاتھ رکھ کر دبایا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ اٹھایا تو تپائی کا
وپر والا حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح خود بخود اٹھ گیا۔ اب
یچے ایک چھوٹی سی مشین نظر آ رہی تھی۔ ڈاکٹر رچرڈ نے اس پر موجود
یک بٹن پریس کر دیا اور مشین میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ چند
وں بعد ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور سیٹی کی آواز بند ہو
ی۔
"ڈاکٹر رچرڈ سپیکنگ"...... ڈاکٹر رچرڈ نے ایک بٹن دباتے
وئے کہا۔
"یس سر۔ سمتھ بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے ایک
ؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"سمتھ۔ اے پی ایس فارمولے کی فائل میرے سپیشل سیف
ے نکال کر اسے زیرو پوائنٹ پر بھجوا دو"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈاکٹر رچرڈ نے بٹن
آف کر کے تپائی کا ڈھکن بند کر دیا اور پھر گلدان اٹھا کر اس پر رکھ دیا
اور پھر خود ایک سائیڈ کی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیوار پر
مخصوص انداز میں ہاتھ مارا تو دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں
میں ہو گئی۔ اب دیوار میں ایک مستطیل شکل کی مشین نظر آ رہی
تھی۔ ڈاکٹر رچرڈ نے اس مشین کے بٹن پریس کئے تو اس پر کئی بلب
تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد اس میں سے تیز سیٹی کی آواز
سنائی دینے لگی۔ ڈاکٹر رچرڈ خاموش کھڑا رہا۔ اچانک سیٹی کی آواز بند
ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی مشین بھی بند ہو گئی تو ڈاکٹر رچرڈ نے
اس مشین کے نچلے حصے پر ایک ابھرے ہوئے حصے کو پریس کیا تو یہ
حصہ خانے کے انداز میں کھل گیا۔ اندر ایک سرخ رنگ کے کور
والی فائل پڑی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ ڈاکٹر رچرڈ نے جھپٹ کر وہ فائل
اٹھائی اور مڑ کر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دی۔

"یہ لو فائل اور اسے چیک کر لو"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے مشین کے بٹن آف کئے اور پھر دیوار برابر ہو
گئی۔ کیپٹن شکیل نے اس کے ہاتھ سے فائل لے کر اسے کھول کر
دیکھا اور پھر مطمئن ہو کر اس نے فائل تہہ کر کے اپنے کوٹ کی
اندرونی جیب میں رکھ لی۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہمارے ساتھ باہر چلو۔ ہم تمہیں خود باہر جا
کر واپس بھجوا دیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور ڈاکٹر رچرڈ نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے عقبی دیوار میں موجود
ایک الماری کھول کر اس کے اندر ہاتھ ڈال کر کچھ کیا تو سرر کی آواز
کے ساتھ ہی الماری کے پٹ گھوم گئے۔ اب ایک مشین جس پر بے
شمار بٹن تھے سامنے آ گئی۔ ڈاکٹر رچرڈ نے اس کے یکے بعد دیگرے
تین بٹن پریس کر دیئے۔

"آؤ"...... ڈاکٹر رچرڈ نے مڑتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل کے
اثبات میں سر ہلانے پر وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل نے
خاموش کھڑی مارسیلا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں
ڈاکٹر رچرڈ کے پیچھے چلتے ہوئے ایک راہداری سے گزر کر اس کمرے
میں پہنچ گئے جہاں انہیں بے ہوش کیا گیا تھا۔ اس کمرے کا دروازہ
اب کھلا ہوا تھا جس میں سے وہ اس کمرے میں داخل ہوئے تھے۔
راہداری سے گزر کر وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر کیبن میں پہنچ گئے۔

"اب تم باہر موجود ہو۔ لیکن یہ بتا دوں کہ جتنی جلدی ممکن ہو
سکے اس جزیرے سے نکل جاؤ ورنہ کسی بھی لمحے کاراکاز کے آدمی یہاں
پہنچ جائیں گے اور وہ لوگ کسی حالت میں بھی تمہیں زندہ نہ چھوڑیں
گے"...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"سوری ڈاکٹر رچرڈ۔ جب تک وہ لوگ نہیں آ جاتے تمہیں
ہمارے پاس ہی رہنا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر رچرڈ کا بازو پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا تو
ڈاکٹر رچرڈ چیختا ہوا دور راہداری میں جا گرا۔ کیپٹن شکیل نے تیزی

سے آگے بڑھ کر اس کی کنپٹی پر لات جما دی اور ڈاکٹر رچرڈ جو اٹھنے کی
کوشش کر رہا تھا ایک چیخ مار کر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ کیپٹن
شکیل نے جھک کر اسے کاندھے پر اٹھایا اور تیزی سے اس کیبن سے
باہر آ گیا۔ باہر آ کر اس نے ڈاکٹر رچرڈ کو ایک طرف زمین پر لٹا دیا۔
"یہ ریز پسٹل لو اور اس کا خیال رکھنا۔ میں آ رہا ہوں"۔ کیپٹن
شکیل نے ہاتھ میں موجود ریز پسٹل مارسیلا کو دیا اور پھر دوڑتا ہوا اسلحہ
خانے کی طرف بڑھ گیا۔ اسلحہ خانے کا راستہ اسی طرح کھلا ہوا تھا۔
وہ دوڑتا ہوا نیچے اترا اور پھر اسلحے کی ایک پیٹی کی طرف بڑھ گیا۔ یہ
پیٹی کھلی ہوئی تھی۔ اس میں سے پہلے بھی کیپٹن شکیل نے انتہائی
طاقتور بم نکالا تھا۔ اس نے دوسرا بم نکالا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں
چڑھتا ہوا سٹور سے نکل کر دوڑتا ہوا اس کیبن کی طرف بڑھ گیا۔
مارسیلا ہاتھ میں ریز پسٹل لئے کھڑی تھی جبکہ ڈاکٹر رچرڈ ویسے ہی زمین
پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔
"ریز پسٹل مجھے دو۔ میں آ رہا ہوں۔ اگر یہ ہوش میں آئے تو اسے
پھر بے ہوش کر دینا"...... کیپٹن شکیل نے مارسیلا کے ہاتھ سے ریز
پسٹل لیتے ہوئے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا واپس کیبن کے اندر آیا
اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ راہداری میں دوڑتا ہوا اس کمرے میں اور پھر
وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ پھر وہ اس آفس میں پہنچ گیا جہاں وہ ڈاکٹر
رچرڈ کے ساتھ رہا تھا۔ اس نے دیوار پر ہاتھ مارا تو دیوار درمیان
پھٹ کر سائیڈوں میں ہو گئی اور وہی مشین سامنے آ گئی جس میں

نے فائل اٹھا کر اسے دی تھی۔ مشین کا خانہ ویسے ہی
ں نے جیب سے وہ بم نکالا۔ یہ انتہائی طاقتور ٹائم بم
ں پر پانچ منٹ کا ٹائم فکس کیا اور اس کے ساتھ ہی
انے میں رکھا اور پھر مشین کو آن کرنے سے پہلے اس
گھما دی۔ اس کے بعد اس نے اسے آن کیا تو خانہ بند
ے ساتھ ہی سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار بھی برابر ہو
کیل مڑا اور بے تحاشا انداز میں بھاگا۔ راہداری اور
کر وہ کیبن سے باہر آ گیا۔
کرو۔ ابھی پوری لیبارٹری اڑ جائے گی۔ جلدی بھاگو جزیرے کی طرف
کیپٹن شکیل نے مارسیلا سے کہا اور جھک کر زمین پر بھاگ گئی تھی لیکن
ہوئے ڈاکٹر رچرڈ کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور تیز روشنی کا سیلاب
کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ مارسیلا اس کے پیچھے سفر کے بعد
لیکن ابھی وہ مشین روم کے پاس پہنچتے ہی تھے درمیان بہت تھوڑا
گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ
دھماکہ ہوا کہ کیپٹن شکیل باوجود کوشش سا ہے"...... مارٹی
کاندھے پر لدے ہوئے ڈاکٹر رچرڈ سمیت زمین پر جا ا نے تنویر
کیپٹن شکیل کو اپنے عقب میں مارسیلا کی چیخ سنائی
ساتھ ہی اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اسے ہے اس
تھا جیسے اس کے ذہن پر کسی نے ایٹم بم دے مارا روک
احساس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریک چادر مارٹی

نے کہا تو عمران نے تنویر کو ہدایت دے دی۔

"کیا تم ٹرانسمیٹر پر جزیرے والوں سے رابطہ کرو گے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں"...... مارٹی نے کہا اور اٹھ کر وہ موٹر بوٹ کے نچلے حصے میں بنے ہوئے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔ مارٹی نے کیبن کی ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک بیگ نکال کر باہر رکھا اور پھر اس نے بیگ کھول کر اس میں موجود ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے اٹھا کر عمران سمیت باہر عرشے پر آگیا۔ موٹر بوٹ کی رفتار اب بے حد ہلکی ہو چکی تھی اور جزیرہ اب واقعی اب ایک بحری میل دور نظر آ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد تنویر نے موٹر بوٹ روک دی۔ مارٹی نے ٹرانسمیٹر سامنے ایک بنچ پر رکھا اور پھر اس کا بٹن پریس کر کے اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ مارٹی ڈی اے تھری کالنگ ڈاکٹر رچرڈ۔ اوور"۔ مارٹی نے بٹن دبا کر بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے کال رسیو نہ کی جا رہی تھی۔ مارٹی مسلسل کال دیتا رہا لیکن جب کال رسیو نہ کی گئی تو اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ کیا ہوا۔ ڈاکٹر رچرڈ تو کال رسیو ہی نہیں کر رہا"...... مارٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا اس پر اس کی فریکونسی پہلے سے ایڈجسٹ شدہ تھی یا تم نے

ا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

میں نے خود کی ہے۔ مجھے چیف باس نے یہی فریکونسی بتائی ...... مارٹی نے جواب دیا۔

کیا فریکونسی تھی"...... عمران نے پوچھا تو مارٹی نے فریکونسی ا۔

فریکونسی تو درست ہے پھر کال رسیو کیوں نہیں کی جا رہی"۔ ن نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

مجھے چیف باس سے بات کرنا ہو گی"...... مارٹی نے کہا۔

کیا کہو گے اسے"...... عمران نے پوچھا۔

یہی کہ کال رسیو نہیں ہو رہی اور کیا کہوں گا"...... مارٹی نے

ٹھیک ہے کرو بات۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اور کوئی فریکونسی بتا "...... عمران نے کہا تو مارٹی نے ٹرانسمیٹر پر ایک اور فریکونسی سٹ کرنا شروع کر دی اور پھر اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔

ہیلو ہیلو۔ مارٹی ڈی اے تھری کالنگ۔ اوور"...... مارٹی نے

یس۔ ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر واز سنائی دی۔

چیف باس سے بات کراؤ۔ اوور"...... مارٹی نے کہا۔

اس وقت وہ آرام کر رہے ہیں۔ اب بات نہیں ہو سکتی۔ تم

نے اس وقت کیوں کال کی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے ا
گیا۔

" میں اپنے ساتھیوں سمیت کراسونا جزیرے پر پہنچ گیا ہوں
چیف باس نے وہاں ڈاکٹر رچرڈ سے بات کرنے کے لئے جو فریکو
بتائی تھی اس فریکونسی پر کال ہی رسیو نہیں کی جا رہی۔ اوور"...... مارٹی
نے کہا۔

" کیا فریکونسی تھی۔ اوور"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا ا
مارٹی نے فریکونسی بتا دی۔

" فریکونسی تو درست ہے پھر کال کیوں رسیو نہیں کی جا رہی۔ تم
پانچ منٹ بعد دوبارہ ہمیں کال کرنا۔ ہم خود بات کرتے ہیں۔ اوو
اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ
ختم ہو گیا تو مارٹی نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر پانچ منٹ بعد اس
نے دوبارہ ٹرانسمیٹر آن کیا اور کال دینا شروع کر دی۔

" یس۔ ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔ کراسونا سے کال رسیو نہیں کی جا
رہی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں کوئی ہنگامی حالات پیدا ہو چکے ہیں
اوور"...... دوسری طرف سے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" اب مجھے کیا کرنا ہے۔ اوور"...... مارٹی نے کہا۔

" اس وقت رات ہے۔ تم ایسا کرو کہ کوماتو جزیرے کے قریب
ٹاپو پر اپنے ساتھیوں سمیت رک جاؤ۔ صبح کو جب چیف باس آفس
آئیں گے تو ان سے بات ہو گی پھر وہ جیسے حکم دیں گے تمہیں اطلاع

ی جائے گی۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارٹی نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اب رات ٹاپو پر ہی گزارنا ہو گی"...... مارٹی نے عمران سے
ب ہو کر کہا۔

کیا ہم اس وقت جزیرے پر نہیں جا سکتے"...... عمران نے کہا۔

" اوہ نہیں۔ جزیرے کے گرد آسمان اور سمندر میں انتہائی
اک شعاعیں موجود ہیں جو ایک لمحے میں اپنے سے ٹکرانے والی
یز کو تباہ کر دیتی ہیں"...... مارٹی نے کہا۔

" صفدر۔ تم ایسا کرو کہ فالتو لکڑی اٹھا کر جزیرے کی طرف
لو"...... عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور نیچے
ن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ
لکڑی کا ایک تختہ موجود تھا۔ اس نے ہاتھ گھما کر تختے کو جزیرے
طرف پھینک دیا۔ تختہ جیسے ہی ہوا میں تیرتا ہوا آگے بڑھا یکلخت
دھماکہ ہوا اور تختے کو ہوا میں ہی آگ لگ گئی اور وہ شعلہ بن
نیچے گرا اور غائب ہو گیا۔

" ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ حفاظتی انتظامات کام کر رہے ہیں
پھر کیا وجہ ہے۔ کیوں کال رسیو نہیں کی جا رہی"...... عمران نے

" ہو سکتا ہے کہ ان کا ٹرانسمیٹر خراب ہو گیا ہو"...... تنویر نے کہا
عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہارا چیف باس کیا کرے گا"...... عمران نے مارنی مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے خصوصی انتظامات کئے ہوئے ہوں"...... مارنی نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تنویر موٹربوٹ کو ٹاپو کی طرف مو صبح کو دیکھا جائے گا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے تنویر سے کہا تو تنویر نے موٹربوٹ کا انجن سٹارٹ کیا اور پھر اسے کر واپس کیا اور ایک لمبا چکر کاٹ کر ٹاپو کی طرف بڑھتا چلا عمران کی پیشانی پر شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا کیونکہ اسے تشویش کیپٹن شکیل کی طرف سے تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا صبح وہ ان حفاظتی انتظامات کو چیک کر کے ہر حالت میں جزیرے پہنچنے کی کوشش کرے گا۔

مارسیلا کی جیسے ہی آنکھیں کھلیں اس کے جسم میں جیسے درد کی تیز لہریں دوڑنے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔ اس کے منہ سے بے اختیار کراہیں نکلنے لگی۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے محسوس ہوا جیسے اس کے جسم پر کافی بوجھ ہو۔ اس نے سر اٹھایا تو اس کے سر کے اوپر سے مٹی ادھر ادھر بکھر گئی۔ اس نے پورا زور لگا کر اٹھنے کی کوشش کی اور پھر آہستہ آہستہ اس کے جسم سے بوجھ ہٹنے لگا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی تو اس کے ذہن میں بے اختیار دھماکے سے ہونے لگے۔ اس کے جسم پر مٹی کا جیسے تودہ سا آ گرا تھا۔ اس نے ایک طرف دیکھا جدھر کیپٹن شکیل ڈاکٹر رچرڈ کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے اس سے آگے تھا تو اسے کیپٹن شکیل کا سر نظر آ گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کا سر کسی تودے سے باہر نکلا ہوا ہو۔ وہ تیزی سے آگے

بڑھی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے مٹی ہٹانی شروع کر دی۔ تھوڑی
دیر بعد کیپٹن شکیل کا جسم مٹی سے باہر آگیا تھا۔ مٹی اس کے جسم پر
تھی۔ اس کی گردن اور اس کا سر مٹی سے باہر تھا۔ اس نے کیپٹن
شکیل کو پلٹ کر سیدھا کیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ کیپٹن
شکیل کے سر پر زخم تھا جس سے خون نکل کر زمین پر گرتا رہا تھا لیکن
اس وقت زخم پر مٹی پڑی ہوئی تھی اس لئے خون بہہ نہ رہا تھا۔ اس
سے آگے ڈاکٹر رچرڈ زمین پر گرا ہوا تھا اور اس کے جسم پر بھی مٹی کی
ہلکی سی تہہ تھی۔ مارسیلا نے جھک کر کان کیپٹن شکیل کے سینے پر
رکھا تو دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ کیپٹن شکیل زندہ
تھا لیکن اس کے دل کی دھڑکن بتا رہی تھی کہ اس کی حالت خاصی
خراب ہے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر سامنے اسے مشین روم کی
عمارت نظر آ گئی۔ وہ دوڑتی ہوئی اس عمارت کی طرف بڑھ گئی۔ اس
نے ڈاکٹر رچرڈ کو چیک کرنے کی کوشش ہی نہ کی تھی۔ مشین روم
میں داخل ہو کر وہ اس ملحقہ کمرے کی طرف بڑھی جہاں کھانے پینے کا
سامان رکھا ہوا تھا اور پھر اس نے وہاں سے پانی کی دو بوتلیں اٹھائیں
اور واپس دوڑتی ہوئی کیپٹن شکیل کی طرف آ گئی۔ اس نے ایک
بوتل کا ڈھکن کھولا اور ایک ہاتھ سے کیپٹن شکیل کے جبڑے بھینچے تو
کیپٹن شکیل کا منہ تھوڑا سا کھل گیا۔ مارسیلا نے اس کے منہ میں
پانی ڈالنا شروع کر دیا۔ آہستہ آہستہ پانی کیپٹن شکیل کے حلق سے
اترنے لگا اور چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل کے جسم میں ہلکی سی حرکت

ت نمودار ہونے لگے تو اس نے بوتل ہٹا کر ایک طرف رکھی
ن شکیل کو دونوں ہاتھوں سے جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔
پٹن شکیل ہوش میں آؤ۔ کیپٹن شکیل میں مارسیلا ہوں۔
کیل ...... مارسیلا نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کیا اور تھوڑی دیر
ن شکیل نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔
ی پیو۔ پانی "...... مارسیلا نے کیپٹن شکیل کو ہوش میں آتے
مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی بوتل اٹھا کر کیپٹن
ے منہ سے لگا دی۔ اس بار کیپٹن شکیل نے اس طرح
پانی پینا شروع کر دیا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے۔ جیسے
ی اس کے حلق سے اترتا جا رہا تھا اس کی حالت تیزی سے
وتی جا رہی تھی۔ جب بوتل ختم ہو گئی تو مارسیلا نے بوتل

تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم تو مکمل بھتنی بنی ہوئی ہو "۔ کیپٹن
نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔
ے اپنی حالت نہیں دیکھی۔ بہرحال شکر ہے کہ تم زندہ
ہ تمہارے سر کا زخم اور تمہاری حالت دیکھ کر تو میری چیخیں
رہ گئی تھیں "...... مارسیلا نے کہا اور کیپٹن شکیل بے اختیار

را خیال ہے کہ میرا سر کسی پتھر سے جا لگا تھا بہرحال اللہ تعالیٰ
ہے کہ اس نے کرم کر دیا لیکن یہ تو صبح ہونے والی ہے۔ اس

کا مطلب ہے کہ ہم ساری رات بے ہوش پڑے رہے ہیں ۔
شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال ہے کہ اوس پڑنے کی وجہ سے مجھے
آیا ہے"...... مارسیلا نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار چونک پڑا

"اوہ۔ اوہ۔ ساری رات اس زخم کی وجہ سے تو بے ہوشی
نہیں رہ سکتی۔ یہ یقیناً کسی گیس کی وجہ سے ہوا ہے۔ بہرحال
رچرڈ کا کیا ہوا۔ تم نے اسے چیک کیا ہے"...... کیپٹن شکیل
کہا۔

"تمہاری حالت دیکھنے کے بعد تو مجھے کسی بات کا ہوش ہی
رہا تھا"...... مارسیلا نے کہا تو کیپٹن شکیل سامنے ہی اوندھے
پڑے ہوئے ڈاکٹر رچرڈ کی طرف بڑھا۔ اس نے اسے سیدھا کیا
بے اختیار چونک پڑا۔ ڈاکٹر رچرڈ کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں

"اوہ۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے"...... کیپٹن شکیل نے

"گردن کیسے ٹوٹ گئی۔ کیا مطلب"...... مارسیلا نے
کر کہا۔

"یہ بے ہوشی کے عالم میں میرے کاندھے پر لدا ہوا تھا۔
اچانک گرنے کی وجہ سے یہ جھٹکا کھا کر آگے کی طرف گرا اور
سر کے بل گرا ہو گا اور اس طرح اس کی گردن ٹوٹ گئی ۔
شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور مارسیلا نے اس بار
میں سر ہلا دیا۔

"آؤ دیکھیں اس دھماکے نے کیا کیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے
ۃ کوٹ کی اندرونی جیب میں فائل کی موجودگی کا ہاتھ سے احساس
تے ہوئے مارسیلا سے کہا اور پھر وہ دونوں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے
طرف کو بڑھ گئے جدھر لیبارٹری تھی۔

"اسلحہ سٹور تباہ نہیں ہوا ورنہ تو شاید پورا جزیرہ ہی ہوا میں اڑ
"...... مارسیلا نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور
وہ اس طرف بڑھ گیا جدھر اسلحہ کا سٹور تھا اور پھر اس نے دیکھا کہ
ور کا راستہ بند ہو چکا تھا۔ شاید دھماکے کی وجہ سے ایسا ہوا تھا
ن اس جگہ کو دیکھ کر اسے معلوم ہو گیا کہ اسلحہ اس لئے بچ گیا کہ
ور بند ہو گیا تھا اور پھر لیبارٹری کی طرف مڑ گئے۔ چیف ہاؤس تباہ
چکا تھا جبکہ وہ کیبن بھی غائب تھا جہاں سے راستہ لیبارٹری میں
تا تھا اور جس جگہ لیبارٹری تھی وہاں ایک وسیع اور گہرا گڑھا تھا
ن اس گڑھے کے ایک سائیڈ پر اسے سرنگ کا آدھا خالی اور آدھا
را ہوا دہانہ نظر آ رہا تھا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ لیبارٹری مکمل طور پر تباہ نہیں
ئی۔ کچھ بچ گئی ہے کیونکہ سرنگ صحیح حالت میں موجود ہے"۔
پٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ سے
ں گڑھے میں اترنا شروع کر دیا۔ مارسیلا بھی اس کے پیچھے نیچے اترنے
اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اس گڑھے کے آخری حصے میں
نچ گئے۔ سامنے موجود سرنگ کا آدھے سے زیادہ دہانہ مٹی سے بند تھا

اس لئے کیپٹن شکیل کو اس مٹی پر لیٹ کر اور کرالنگ کرتے ہوئے آگے بڑھنا پڑا۔ سرنگ کا اختتام ایک کمرے میں ہوا جس کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ اس دروازے تک سرنگ میں مٹی تھی۔ مٹی کا کچھ ڈھیر آگے بھی تھا لیکن اس کے بعد ہر طرف گرد کی تہہ تھی۔ کیپٹن شکیل اس مٹی کے ڈھیر سے گزر کر ہال میں داخل ہوا تو اچانک سائیڈ سے کسی نے اس پر چھلانگ لگا دی لیکن کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی سے ایک سائیڈ پر ہٹا اور اس پر چھلانگ لگانے والا ایک دھماکے سے ایک میز پر پڑی ہوئی مشین سے ٹکرایا اور پھر میز سے پلٹ کر نیچے جا گرا۔ کیپٹن شکیل نے بجلی کی سی تیزی سے اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو"...... اس آدمی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ یہ ایک بوڑھا سا آدمی تھا۔

"کون ہو تم"...... کیپٹن شکیل نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے اس کی گردن پر اپنی گرفت نرم کر دی۔

"مم۔ مم۔ میرا نام ڈاکٹر گراہم ہے۔ یہاں اچانک خوفناک دھماکہ ہوا اور لیبارٹری کا یہ سارا حصہ یکلخت بیٹھ گیا۔ یہاں ناسان گیس کا ذخیرہ تھا جس سے گیس نکل کر ہر طرف پھیل گئی اور میں ساتھ والے حصے میں تھا۔ بے ہوش ہو گیا۔ ابھی چند لمحے پہلے مجھے ہوش آیا تو میں نے تمہاری آہٹ سنی۔ میں نے سوچا کہ شاید لیبارٹری تباہ کرنے والے تم ہو اور تم اب سب کو قتل کرنے آئے

ہو اس لئے میں نے لاشعوری طور پر تم پر حملہ کر دیا حالانکہ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ میں نے تم پر کیا حملہ کرنا تھا۔ مجھے مت مارو"...... اس بوڑھے نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل نے اس کی گردن چھوڑ دی۔

"یہاں اور کتنے آدمی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"پندرہ سولہ تو ہوں گے۔ سب بے ہوش پڑے ہیں۔ مگر تم کون ہو۔ کیا تم نے لیبارٹری کو تباہ کیا ہے"...... ڈاکٹر گراہم نے کہا۔

"مارسیلا۔ ڈاکٹر گراہم کا خیال رکھنا۔ اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے تو اس کی گردن توڑ دینا۔ میں آ رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور تیزی سے اس کمرے کی سائیڈ پر بنی ہوئی راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ یہاں ایک بہت بڑا ہال تھا جس میں ہر طرف انتہائی عجیب و غریب مشینیں نصب تھیں اور فرش پر واقعی جگہ جگہ پندرہ سولہ افراد ٹیڑھے میڑھے انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اسی لمحے ایک آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات کیپٹن شکیل کو نظر آئے تو وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اس نے جیب سے ریڈ بیم پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے اس پسٹل کا رخ اس آدمی کی طرف کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا اور پلک جھپکنے میں وہ آدمی جل کر راکھ ہو گیا۔ کیپٹن شکیل نے یہی کارروائی اس ہال میں موجود تمام افراد کے ساتھ

کی اور چند لمحوں بعد وہاں سوائے جلی ہوئی لاشوں کے اور کوئی زندہ
آدمی نہ بچا تھا۔ کیپٹن شکیل نے سرخ شعاع ایک بڑی سی مشین پر
ڈالی تو ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی مشین کے
پرزے ادھر ادھر بکھر گئے۔ کیپٹن شکیل نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر
تمام مشینوں کو ریڈ ریز پسٹل سے تباہ کرنا شروع کر دیا اور پے در
پے دھماکوں کے ساتھ ہی مشینیں تباہ ہوتی چلی گئیں۔ لیکن کیپٹن
شکیل نے ان مشینوں کو تباہ نہ کیا جن پر ایٹم کا بڑا سا نشان بنا ہوا
تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ان مشینوں کی تباہی سے تابکاری بھی
پھیل سکتی ہے اور اس تابکاری کے نتیجے میں وہ اور مارسیلا دونوں
ہلاک ہو سکتے ہیں۔ جب دوسری تمام مشینیں تباہ ہو گئیں تو کیپٹن
شکیل واپس اس کمرے میں آیا جہاں ڈاکٹر گراہم اور مارسیلا موجود
تھے۔ ڈاکٹر گراہم ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں
اور چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔

"کیا ہوا اسے"...... کیپٹن شکیل نے ڈاکٹر گراہم کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔

"تم۔ تم نے ساری مشینیں تباہ کر دیں۔ اوہ۔ اب تو تابکاری
پھیل چکی ہو گی اور میں یہیں مر جاؤں گا"...... ڈاکٹر گراہم نے
آنکھیں کھولتے ہوئے انتہائی پژمردہ سے لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ ایٹمی مشینیں تباہ نہیں ہوئیں۔ وہ صحیح سلامت
ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

وہ۔ اوہ۔ لیکن تم کون ہو اور کیوں یہ سب کچھ کر رہے ہو"۔
راہم نے کہا۔

اؤ میرے ساتھ آؤ"...... کیپٹن شکیل نے اسے بازو سے پکڑ کر
جھٹکے سے کھڑا کرتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

کہاں۔ کہاں۔ تم۔ تم کیا کرنا چاہتے ہو"...... ڈاکٹر گراہم نے
یادہ خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا لیکن کیپٹن شکیل اسے گھسیٹتا ہوا
ی سے گزار کر بڑے ہال میں لے گیا۔

یہ دیکھو۔ یہ جلی ہوئی لاشیں۔ یہی انجام تمہارا بھی ہو سکتا
...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر گراہم کی
ں خوف کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس کا پہلے سے زرد پڑا
ہرہ یکلخت ہلدی سے بھی زیادہ زرد ہو گیا اور وہ اس طرح سانس
گا جیسے سانس اس کے گلے میں اٹک گیا ہو۔

یہ۔ یہ۔ زندہ جلا دیئے تم نے۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ کیا کیا ہے تم
...... ڈاکٹر گراہم کا جسم خوف کی شدت سے پسینے سے تر ہو گیا

"سنو۔ تم صرف ایک صورت میں زندہ رہ سکتے ہو کہ ان ایٹمی
نوں کو اس طرح ایڈجسٹ کرو کہ جب انہیں چلانے کی کوشش
ائے تو یہ خود بخود پھٹ جائیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... ڈاکٹر گراہم
کہا۔

"یہ مشینیں ماسٹر کمپیوٹر سے کنٹرول ہوتی ہیں اور ماسٹر کمپیو
اس بارے میں ایڈجسٹ کیا جا سکتا ہے۔ بولو کرتے ہو یا پھر
بھی زندہ جلا دیا جائے"...... کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مگر میں تو کمپیوٹر کے بارے میں کچھ نہیں جا
ڈاکٹر گراہم نے رک رک کر کہا۔

"پھر تم چھٹی کرو"...... کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ رک جاؤ۔ میں ایک اور کام کر سکتا
ہوں۔ میں اس بڑی مشین کا سائیکل الٹا کر دیتا ہوں اس طرح جیسے
ہی اسے ماسٹر کمپیوٹر کے ذریعے چلایا جائے گا سائیکل الٹا ہونے کی
وجہ سے یہ گرم ہو کر فوراً پھٹ جائے گی اور اس کے پھٹتے ہی اس
سے منسلک باقی تمام مشینیں خود بخود پھٹ جائیں گی"...... ڈاکٹر
گراہم نے کہا۔

"کرو جلدی۔ فوراً۔ اور یہ سن لو کہ اگر تم نے دھوکہ دینے کی
کوشش کی تو پھر تمہارا انجام ان سے بھی زیادہ عبرتناک ہو گا کیونکہ
میں نے بھی سائنس میں ڈگری لی ہوئی ہے اس لئے مجھے ڈاج دینے کی
کوشش نہ کرنا"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری مرضی کے مطابق کام کروں گا"...... ڈاکٹر گراہم
نے کہا۔

"تب زندہ بھی رہو گے اور یہاں سے بھی واپس جاؤ گے ورنہ۔
جلدی کرو"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ڈاکٹر گراہم تیزی سے اٹھ

مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس مشین کے نچلے حصے میں
خانہ کھولا اور اس میں موجود ایک چھوٹا سا باکس نکال کر اس
باہر رکھا اور پھر باکس کھول دیا۔ باکس میں مشینوں کی ضروری
ت کے سے مکینیکل کٹ موجود تھی۔ اس نے کٹ میں سے دو
ت اٹھائے اور مشین کی ایک سائیڈ کھولنا شروع کر دی۔ سائیڈ
ل کر اس نے باکس میں سے ایک اور آلہ اٹھایا اور پھر مشین کے
ر ایک چھوٹے سے باکس کو کھولنا شروع کر دیا۔ کیپٹن شکیل اور
سیلا اس کے پیچھے کھڑے ہوئے اسے یہ سب کچھ کرتے دیکھ رہے
۔ باکس کھول کر ڈاکٹر گراہم نے باکس کے اندر موجود مشینری کو
باریک سے آلے سے ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد
نے باکس بند کر دیا اور پھر سائیڈ بھی بند کر دی۔

"میں نے سائیکل الٹا کر دیا ہے۔ تم نے دیکھ لیا ہو گا"۔ ڈاکٹر
اہم نے مکینیکل آلات کٹ میں رکھ کر باکس کو واپس مشین کے
نے میں رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب چلو۔ تم نے زندہ رہنے کا سکوپ بنا لیا ہے"۔ کیپٹن
یل نے کہا اور واپس اسی سرنگ کی طرف مڑا ہی تھا کہ یکلخت اچھل
ایک طرف ہٹا اور اس کے ساتھ ہی مارسیلا کی چیخ سنائی دی اور
تی ہوئی نیچے گری ہی تھی کہ کیپٹن شکیل کے ہاتھ میں موجود ریڈ
ل سے شعاع نکلی اور ڈاکٹر گراہم جو مارسیلا کے اچانک نیچے گرنے
اچھل کر پیچھے ہٹا تھا شعاع کی زد میں آگیا۔ دوسرے لمحے اس کے

حلق سے کربناک چیخ نکلی اور وہ دھڑام سے نیچے گرا اور چند لمحوں بعد
اس کا جسم کوئلہ بن چکا تھا۔ کیپٹن شکیل تیزی سے مارسیلا کی طرف
بڑھا جو اب اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ اس کی گردن سے خون نکل رہا تھا۔
"اس۔ اس بوڑھے نے اچانک حملہ کر دیا۔ اس نے کوئی چیز
میری گردن پر ماری ہے"...... مارسیلا نے کہا۔
"مجھے اپنے پر جھپٹتا ہوا اس کا سایہ نظر آ گیا تھا۔ اس لئے میں تیزی
سے ایک طرف ہٹا اور وہ میرے اچانک ہٹنے کی وجہ سے بے اختیار
گھوم گیا اور نتیجہ یہ کہ تم اس کی زد میں آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک
چھوٹا سا اسکرو ڈرائیور تھا جو شاید اس نے باکس سے نکال کر ہتھیلی
میں چھپا لیا تھا"...... کیپٹن شکیل نے مارسیلا کو بازو پکڑ کر اٹھاتے
ہوئے کہا۔ پھر اس نے اس کی گردن کو چیک کیا۔ معمولی سا زخم
تھا۔ اسکرو ڈرائیور کی باریک سی نوک صرف اس کی گردن سے
ٹکرائی تھی۔ اگر یہ نوک سیدھی اندر چلی جاتی تو شہ رگ کو کاٹ دیتی
تو شاید مارسیلا کا بچ جانا ناممکن ہو جاتا۔ کیپٹن شکیل نے جیب سے
رومال نکالا اور مارسیلا کی گردن پر باندھ دیا۔
"اس احمق بوڑھے کو کیا سوجھی تھی جبکہ تم نے اسے زندہ رکھنے
کی ضمانت دے دی تھی اور پھر اس چھوٹے سے اسکرو ڈرائیور سے وہ
کیا کر سکتا تھا"...... مارسیلا نے کہا۔
"وہ سائنس دان تھا اس کا خیال تھا کہ جس طرح چھوٹا سا اسکرو
ڈرائیور بڑی بڑی مشینوں کو ناکارہ بنا دیتا ہے اسی طرح وہ مجھے بھی

اره کر دے گا"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور مارسیلا بے
نیار ہنس پڑی اور ایک بار پھر وہ دونوں اس سرنگ میں کرالنگ
تے ہوئے بیرونی گڑھے کی طرف بڑھنے لگے۔ آگے کیپٹن شکیل تھا
لہ اس کے پیچھے مارسیلا تھی لیکن سرنگ کے کنارے پر پہنچ کر یکلخت
پٹن شکیل نہ صرف رک گیا بلکہ تیزی سے پیچھے ہٹنے لگا۔
"کیا ہوا"...... مارسیلا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں
چھا۔
"اڑن طشتری نما ہیلی کاپٹر اس جزیرے پر اتر رہا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔
لدی کرو آؤ آؤ باہر۔ ہم نے فوراً اس گڑھے سے باہر نکلنا ہے ورنہ
ھنگے ہوئے چوہوں کی طرح مارے جائیں گے"...... کیپٹن شکیل
نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور باہر نکل کر اس نے اپنے پیچھے
مسٹتی ہوئی مارسیلا کو بازو سے پکڑا اور ایک زوردار جھٹکے سے باہر
کال کر کھڑا کیا اور پھر اسی طرح بازو پکڑے دوڑتا ہوا گڑھے کے اس
صے کی طرف بڑھ گیا جس کی مخالف سمت میں اس نے اس اڑن
لشتری نما ہیلی کاپٹر کو اترتے ہوئے دیکھا تھا۔
"مجھے چھوڑ دو"...... مارسیلا نے کہا۔
"خاموش رہو۔ آواز مت نکالو"...... کیپٹن شکیل نے غراتے
ہوئے کہا اور مارسیلا جو ساتھ ساتھ گھسٹنے کے سے انداز میں دوڑ رہی
تھی بے اختیار سہم سی گئی۔ گڑھے کے کنارے پر پہنچ کر یکلخت کیپٹن
شکیل نے دونوں ہاتھوں سے مارسیلا کی کمر پکڑی اور اس کے ساتھ ہی

جیسے مارسیلا اچھلی اور کسی پرندے کی طرح اڑتی ہوئی گڑھے کے کنارے پر جا گری۔ کیپٹن شکیل نے واقعی حیرت انگیز جسمانی طاقت کا مظاہرہ کیا گیا کہ مارسیلا کو کسی پتھر کی طرح اچھال کر اوپر پھینک دیا تھا۔ مارسیلا ہلکے سے دھماکے سے زمین پر گری لیکن چونکہ کیپٹن شکیل نے اسے بولنے سے منع کر دیا تھا اس لئے اس کے منہ سے آواز نہ نکلی تھی جبکہ کیپٹن شکیل تیزی سے دوڑتا ہوا ایک کٹے ہوئے حصے سے اوپر کو چڑھنے لگا۔ وہ تیزی سے دوڑنے کی وجہ سے کنارے کے قریب تو پہنچ گیا تھا لیکن وہاں پہنچ کر اس کا توازن بگڑنے لگا لیکن کیپٹن شکیل کا جسم یکلخت ایک جھٹکے سے ہوا میں بلند ہوا اور پھر کیپٹن شکیل الٹی قلابازی کھا کر کنارے پر جا کھڑا ہوا۔ مارسیلا جو زمین پر ہی بیٹھی تھی حیرت سے آنکھیں پھاڑے کیپٹن شکیل کو اس طرح الٹی قلابازی کھا کر اوپر آتا دیکھ رہی تھی جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"آؤ۔ جلدی کرو۔ دوڑو"...... کیپٹن شکیل نے ایک بار پھر جھک کر اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا اور پھر وہ اسے ساتھ ساتھ گھسیٹتا ہوا انتہائی تیزی سے دوڑ کر سامنے موجود درختوں کے جھنڈ میں داخل ہو گیا۔ مارسیلا کا سانس انتہائی تیزی سے چل رہا تھا لیکن اس نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔

" اوہ۔ اب ہم قدرے محفوظ ہیں لیکن ہمیں اسلحہ حاصل کرنا پڑے گا۔ جلدی کرو درخت پر چڑھ جاؤ۔ جلدی کرو۔ ابھی یہ لوگ

پورے جزیرے پر پھیل جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس نے مارسیلا کو پہلے درخت پر چڑھنے میں مدد دی اور پھر خود کسی پھرتیلے بندر کی طرح درخت پر چڑھتا چلا گیا۔

" تم۔ تم انسان نہیں ہو۔ انسان نہیں ہو"...... مارسیلا نے پھولی ہوئی سانس میں کہا۔

"خاموش رہو۔ آواز نہ نکالو"...... کیپٹن شکیل نے پہلے کی طرح غراتے ہوئے کہا اور مارسیلا نے ایک بار پھر سختی سے ہونٹ بھینچ لئے کیپٹن شکیل درختوں کی شاخوں میں جسم کو پھنسائے اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ جب تک نیچے سے نہ دیکھا جائے وہ نظر نہیں آ سکتا تھا۔ اس نے جیب سے ریز پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ گڑھا اب ان دونوں کو سامنے ہی نظر آ رہا تھا اور پھر انہوں نے چار مشین گنوں سے مسلح افراد کو دوڑ کر اس گڑھے کی طرف آتے دیکھا۔ یہ چاروں ایک لمحے کے لئے گڑھے کے کنارے پر رکے رہے اور پھر ان میں سے دو آدمی تیزی سے اندر اتر گئے جبکہ باقی دو کنارے پر دوڑتے ہوئے اس طرف کو آنے لگے جدھر کیپٹن شکیل اور مارسیلا موجود تھے۔

" دو آدمی ادھر سے بھی آ رہے ہیں"...... مارسیلا نے آہستہ سے کہا تو کیپٹن شکیل نے گردن موڑی اور پھر اس کے ہونٹ بھینچ گئے کیونکہ واقعی دو آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے تباہ شدہ چیف ہاؤس کی طرف سے درختوں کے اس جھنڈ کی طرف دوڑتے ہوئے آ رہے تھے۔

"ہمیں مارک کر لیا گیا ہے۔ تم یہیں رہنا"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر جیسے ہی وہ دو آدمی اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پسٹل کی رینج میں آئے۔ کیپٹن شکیل نے ٹریگر دبا دیا۔ ہلکی سی ٹرچ کی آواز نکلی لیکن پسٹل کی نال سے کوئی سرخ شعاع نہ نکلی تھی۔ کیپٹن شکیل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے لیکن آنے والے اس جھنڈ میں داخل ہو چکے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کیپٹن شکیل اور مارسیلا کی طرف گنوں کا رخ کرتے کیپٹن شکیل نے اچانک اچھل کر کسی پرندے کی طرح ان پر چھلانگ لگا دی اور دوسرے لمحے وہ ایک آدمی سمیت نیچے گرا۔ اس آدمی کے حلق سے چیخ نکلی ہی تھی کہ کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرا آدمی جو ان کی طرف مڑا ہی تھا چیختا ہوا کئی فٹ دور جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل نے نیچے گرنے والے آدمی کی مشین گن جھپٹی اور اس کے ساتھ ہی سارا علاقہ مشین گن کی ریٹ ریٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ کیپٹن شکیل نے اتنی تیزی اور پھرتی دکھائی تھی کہ نہ صرف گڑھے کی طرف سے آنے والوں دونوں افراد بلکہ نیچے گر کر اٹھنے والے بھی دونوں افراد کو قوس کی صورت میں فائرنگ کرتے ہوئے نشانہ بنا لیا تھا۔

"نیچے آؤ۔ چھلانگ لگاؤ"...... کیپٹن شکیل نے چیخ کر اوپر درخت پر موجود مارسیلا سے کہا اور دوسرے لمحے مارسیلا نے چھلانگ لگا دی۔ اس نے واقعی ماہرانہ انداز میں چھلانگ لگائی تھی اور جیسے ہی اس کے

پر زمین پر لگے وہ دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔

"ایک مشین گن اٹھا لو۔ جلدی کرو۔ آؤ۔ تیز دوڑو تیز"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے تباہ شدہ چیف ہاؤس کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ ان لوگوں کے جو گڑھے میں اترے تھے باہر آنے سے پہلے چیف ہاؤس تک پہنچ جانا چاہتا تھا۔ مارسیلا بھی اس کے پیچھے دوڑ رہی تھی کہ اچانک فائرنگ کی آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی مارسیلا کی چیخ سنائی دی اور پھر اس کے گرنے کا دھماکہ بھی سنائی دیا۔ کیپٹن شکیل نے یکلخت زگ زیگ کے انداز میں دوڑنا شروع کر دیا اور پھر گولیاں اس کی سائیڈوں سے گزرنے لگیں۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے لمبی چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ تباہ شدہ چیف ہاؤس کے ملبے کے اونچے ڈھیر کے پیچھے جا گرا۔ زمین پر گرتے ہی اس کا جسم تیزی سے رول ہوتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی اس کے جسم کی حرکت رکی وہ اٹھا اور جھکے جھکے انداز میں ملبے کی اوٹ میں آگے بڑھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ ایک آدمی گڑھے سے باہر نکل کر دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا تھا جدھر اس کے ساتھی گرے ہوئے تھے جبکہ دوسرا آدمی گڑھے کے کنارے سے سر نکالے مشین گن کی نال چیف ہاؤس کے ملبے کی طرف کئے باقاعدہ مورچہ بنائے موجود تھا۔ کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن کا رخ اس کنارے پر موجود آدمی کے سر کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی دوسرے لمحے ایک انسانی چیخ سنائی دی اور

گڑھے کے کنارے سے سر نکالے ہوا آدمی پلٹ کر نیچے گرا۔ ایک لمحے کے ہزارہویں حصے میں کیپٹن شکیل نے مشین گن کا رخ موڑا اور دوڑتا ہوا آدمی جو اپنے ساتھی کی چیخ سن کر رک کر مڑ رہا تھا گولیوں کی زد میں آ کر چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ کیپٹن شکیل تیزی سے سیدھا ہوا اور پھر دوڑتا ہوا واپس اس طرف کو دوڑ پڑا جدھر مارسیلا زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ اس نے مارسیلا کے جسم کو سیدھا کیا تو اس نے دیکھا کہ مارسیلا کے پہلو میں دو گولیاں لگی ہوئی تھیں اور خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے جھک کر اسے اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر وہ دوڑتا ہوا واپس چیف ہاؤس کے ملبے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے ملبے کی اوٹ میں مارسیلا کو زمین پر لٹا کر اس کے زخموں کو چیک کرنا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس نے اطمینان کا طویل سانس لیا کہ دونوں گولیاں سائیڈ سے لگ کر سامنے کے رخ سے نکل گئی تھیں۔ اس نے جلدی سے اپنی شرٹ پتلون سے کھینچ کر باہر نکالی اور پھر اس کا بڑا حصہ پھاڑ کر اس نے اسے تین حصوں میں پھر پھاڑا۔ پھر اس نے چھوٹے حصے کی تہہ سی بنا کر مارسیلا کے زخموں پر رکھی اور پھر بڑے اور لمبے حصے سے ان کے اوپر کس کر پٹی باندھ دی تاکہ خون زیادہ نکل جانے سے مارسیلا ہلاک نہ ہو جائے۔ اسی لمحے اسے دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس نے ایک آدمی کو ہاتھ میں مشین گن پکڑے جھکے جھکے

انداز میں گڑھے کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ وہ انتہائی چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ یہ آدمی اس اڈے ...ی بنا ہیلی کاپٹر کا پائلٹ ہو گا۔ وہ چونکہ گڑھے کے دوسرے ...ے پر تھا اس لئے وہ اس کی مشین گن کی رینج میں نہ تھا۔ کیپٹن ...ی خاموشی سے ملبے کی اوٹ سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ آدمی گڑھے کے کنارے پر ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا ...ے کنارے سے ہوتا ہوا اس طرف کو آنے لگا جہاں اس کے ...ھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی وہ رینج میں آیا کیپٹن ...ی نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے وہ آدمی چیخ مار کر نیچے گرا۔ ...ن گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گری تھی۔ کیپٹن شکیل ... اس کے جسم کی بجائے اس کی مشین گن کو نشانہ بنا دیا تھا۔ وہ ...صل اس سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔

"خبردار"...... کیپٹن شکیل نے چیختے ہوئے کہا اور اٹھ کر ملبے کی ...ئیڈ سے ہوتا ہوا تیزی سے اس کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ آدمی ایک ...ے سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ...اں تھے۔

"ہاتھ سر پر رکھ لو ورنہ"...... کیپٹن شکیل نے چیخ کر کہا تو اس ... جلدی سے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے۔

"تم۔ تم کون ہو۔ وہ۔ وہ سب۔ وہ"...... اس آدمی نے رک ...ر کر کہنا شروع کیا لیکن خوف کی وجہ سے زبان اس کا ساتھ نہ

دے رہی تھی۔
"تم اس اڑن طشتری نما ہیلی کاپٹر کے پائلٹ ہو"...... کیپٹن شکیل نے اس کے سینے سے مشین گن کی نال لگاتے ہوئے غرا کر کہا۔
"ہاں۔ہاں۔مم۔مگر"...... اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔
"کیا نام ہے تمہارا۔جلدی بتاؤ ورنہ ڈھیر کر دوں گا"...... کیپٹن شکیل نے تیز لہجے میں کہا۔
"ہیرس۔میرا نام ہیرس ہے اور میں پائلٹ ہوں"...... ہیرس نے کہا۔
"تمہارے ساتھ کتنے آدمی آئے تھے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔
"چھ۔چھ آدمی۔میں نے فائرنگ کی آوازیں سنیں تو میں سمجھا کہ میرے آدمیوں نے مخالفوں کو مار گرایا ہو گا مگر جب کوئی واپس نہ آیا تو میں خود یہاں آگیا"...... ہیرس نے کہا۔
"اس جزیرے کے گرد تو مخصوص سائنسی ریز ہیں۔پھر تمہارا ہیلی کاپٹر یہاں کیسے پہنچ گیا"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔
"یہ خصوصی ہیلی کاپٹر ہے۔اس پر ان ریز کا اثر نہیں ہوتا۔اس لئے اسے یہاں بھجوایا گیا ہے ہیڈ کوارٹر سے"...... ہیرس نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار چونک پڑا۔
"ہیڈ کوارٹر سے۔کہاں ہے ہیڈ کوارٹر"...... کیپٹن شکیل نے

"گریک میں ہے۔گریک میں"...... ہیرس نے جواب دیا۔
"اوہ۔تو تم اس ہیلی کاپٹر پر گریک سے یہاں آئے ہو۔مگر کیوں ہو۔کس نے بھیجا ہے تمہیں"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔
"بتایا تو ہے ہیڈ کوارٹر نے بھیجا ہے۔یہاں سے ٹرانسمیٹر کال کا ب نہ دیا جا رہا تھا اس لئے چیف باس نے چھ خصوصی تربیت آدمیوں کو یہاں کے حالات چیک کرنے کے لئے بھجوایا ہے"۔ ا نے کہا۔
"تمہارے ہیلی کاپٹر میں فرسٹ ایڈ باکس تو ہو گا"...... کیپٹن ا نے کہا۔
"ہاں ہے۔مگر"...... ہیرس نے کہا۔
"چلو واپس اور ہیلی کاپٹر سے فرسٹ ایڈ باکس اٹھا لاؤ۔تمہارا ساتھی ابھی زندہ ہے۔میں چاہتا ہوں کہ اس کی ڈریسنگ کر جائے۔چلو"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ہیرس مڑا اور اس طرف ھنے لگا جدھر کیپٹن شکیل نے ہیلی کاپٹر کو اترتے دیکھا تھا اور پھر ی دیر بعد وہ اس اڑن طشتری نما عجیب و غریب ساخت کے ہیلی کے قریب پہنچ گئے۔ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور باقاعدہ ھیاں باہر کو نکلی ہوئی تھیں۔ہیرس اور اس کے پیچھے کیپٹن ا سیڑھیاں چڑھ کر ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گئے۔پھر ہیرس نے ، سائیڈ پر پڑا ہوا بڑا سا فرسٹ ایڈ باکس اٹھا لیا۔

"اس کی مشینری تو عام ہیلی کاپٹر جیسی ہے پھر یہ کس طرح
خطرناک ریز سے بچ جاتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے ایک نظر
مشینری پر ڈالتے ہوئے کہا۔
"اس کے باہر ایسے کیمیکلز کی کوٹنگ ہے کہ جن پر ریز اثر نہیں
کرتیں اور اس کی ساخت اس لئے اڑن طشتری جیسی بنائی گئی ہے
تاکہ اس پر میزائل فائر نہ ہو سکے۔ اس پر میزائل لگے تو سلپ ہو کر
سائیڈ میں نکل جاتا ہے"...... ہیرس نے کہا تو کیپٹن شکیل نے
اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ ہیرس سمیت واپس باہر آگیا۔
"چلو ادھر۔ جدھر سے آئے تھے"...... کیپٹن شکیل نے کہا لیکن
دوسرے لمحے ہیرس بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا
ہوا فرسٹ ایڈ باکس کیپٹن شکیل کو مارنا چاہا۔ گو اس نے اپنی طرف
سے بے حد پھرتی دکھائی تھی لیکن ظاہر ہے کیپٹن شکیل پہلے سے ہی
چوکنا تھا اور پھر ہیرس صرف ایک پائلٹ تھا۔ وہ تربیت یافتہ آدمی
نہیں تھا پھر فرسٹ ایڈ باکس بھی خاصا بھاری تھا اس لئے ہیرس اپنی
کوشش میں تو کامیاب نہ ہو سکا الٹا کیپٹن شکیل نے ٹریگر دبا دیا اور
ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ہیرس چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا
اور بری طرح تڑپنے لگا۔ کیپٹن شکیل نے دوسری بار ٹریگر دبا دیا اور
ہیرس کا تڑپتا ہوا جسم چھلنی ہو گیا۔ وہ ساکت ہو چکا تھا۔
"نانسنس۔ میں سوچ رہا تھا کہ اسے ساتھ لے جاؤں گا"۔ کیپٹن
شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشین گن کو کاندھے

کایا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے زمین پر پڑا ہوا فرسٹ ایڈ
اٹھایا اور تیزی سے دوڑتا ہوا واپس چیف ہاؤس کے ملبے کی
بڑھتا چلا گیا۔ مارسیلا ویسے ہی پڑی ہوئی تھی جیسے کیپٹن شکیل
چھوڑ گیا تھا البتہ اس کا خون نکلنا بند ہو گیا تھا۔ کیپٹن شکیل نے
ایڈ باکس کھولا اور پھر اس میں سے ضروری سامان باہر نکالنا
کر دیا۔ پھر اس نے پہلے بندھی ہوئی پٹی اور کپڑے کی تہیں
سے ہٹائیں اور پھر زخم صاف کر کے اس نے باقاعدہ بینڈیج
روع کر دی۔ اس کے ہاتھ خاصی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔
کر لینے کے بعد اس نے یکے بعد دیگرے دو انجکشن مارسیلا کو
اور پھر فرسٹ ایڈ باکس بند کر کے اس نے جھک کر مارسیلا کو
کاندھے پر لادا اور دوسرے ہاتھ سے فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر وہ
رم اٹھاتا واپس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹاپو پر پہنچ کر عمران اور اس کے ساتھیوں نے موٹر بوٹ کو ہا
کیا اور پھر وہ سب ٹاپو پر اتر گئے۔ مارٹی بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔
"یہاں رات گزارنے کے لئے کوئی جگہ تو نہیں ہے اس
کیوں نہ موٹر بوٹ کے نچلے کیبن میں رات گزاری جائے"۔ صفد
نے کہا۔
"میرا خیال تھا کہ شاید یہاں کوئی کیبن بنا ہوا ہو گا لیکن یہاں
کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں درختوں کے نیچے رہنا تو اپنے آپ کو
کرنے کے مترادف ہے۔ تمہاری تجویز درست ہے"...... عمران
کہا اور پھر وہ سب واپس لانچ کی طرف بڑھنے لگے اور پھر وہ سب
کیبن میں پہنچ گئے۔ ظاہر ہے یہاں نہ ہی سب کے بیٹھنے کے
کرسیاں تھیں اور نہ ہی سونے کے لئے بیڈ اس لئے وہ سب فرش
بیٹھ گئے۔ مارٹی بھی ان کے ساتھ تھا۔

"میں باتھ روم ہو آؤں"...... یکلخت مارٹی نے اٹھتے ہوئے کہا اور
ن نے اثبات میں سر ہلایا اور مارٹی کیبن سے باہر نکل کر دوسری
ڈ میں بنے ہوئے فلش باتھ کی طرف بڑھ گیا۔
"انجن لاکڈ ہے ناں"...... عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر نے
ت میں سر ہلا دیا۔
"مارٹی کوئی حرکت تو نہیں کرے گا"...... جولیا نے کہا۔
"کیا حرکت کرے گا۔ انجن لاکڈ ہے۔ زیادہ سے زیادہ سیر کرنے
پر چلا جائے گا"...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا
ور پھر ان کے درمیان کیپٹن شکیل کی کراسو نا جزیرے پر پوزیشن
بارے میں بحث چھڑ گئی۔ خاص طور پر اس پوائنٹ پر کہ ٹرانسمیٹر
آخر جزیرے پر کیوں رسیو نہیں کی جا رہی۔ کیا کیپٹن شکیل نے
ٹری تباہ کر دی ہے اور خود بھی ہلاک ہو گیا ہے۔
"وہ دراصل مارسیلا بھی تو اس کے ساتھ ہے"...... اچانک
ش بیٹھے ہوئے عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔
"کیپٹن شکیل تمہاری طرح ندیدہ نہیں ہے۔ وہ انتہائی سنجیدہ
ے دار آدمی ہے اس لئے تم اپنی زبان بند رکھو"...... جولیا نے
لہجے میں کہا۔
"اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ کہیں مارسیلا نے کوئی الٹا چکر نہ چلا
۔ بیچارہ سنجیدہ اور ذمہ دار آدمی اس کے چکر میں پھنس کر نجانے
حال میں ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"وہ انتہائی ذہین آدمی ہے سمجھے۔ تمہاری طرح احمق نہیں ہے"...... جولیا پوری طرح کیپٹن شکیل کی طرف سے بول رہی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک مارٹی دروازے نمودار ہوا۔

"خبردار۔ میرے ہاتھ میں مشین پسٹل ہے"...... یکلخت مارٹی نے چیختے ہوئے کہا اور سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ واقعی اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل نظر آ رہا تھا اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"جناب مارٹی صاحب۔ اس میں تو میگزین ہی نہیں ہے" عمران نے ہنستے ہوئے بڑے مضحکہ خیز لہجے میں کہا تو مارٹی نے بے اختیار چونک کر مشین پسٹل کی طرف دیکھا ہی تھا کہ عمران جو دروازے کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر مارٹی سے ٹکرا گیا اور دوسرے لمحے مارٹی چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل پیچھے جا گرا جبکہ عمران نے اچھل کر اس کے ہاتھ سے نکل جانے والا مشین پسٹل جھپٹ لیا۔

"اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ مارٹی"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا لیکن جیسے ہی مارٹی اٹھ کر کھڑا ہوا تنویر نے یکلخت جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اسے روکتا اس نے ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی گولیاں مارٹی کے پہلو پر پڑیں اور وہ چیختا ہوا نیچے گرا اور چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گیا۔ وہ ختم ہو

لیا تھا۔

"اس خطرے کو خواہ مخواہ تم ساتھ لئے پھرتے ہو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور مشین پسٹل واپس جیب میں ڈال لیا۔

"میں اس سے ایک کام لینا چاہتا تھا۔ لیکن چلو شکر ہے اس نے یہ حرکت کر کے واقعی اپنی موت کو خود آواز دے دی ہے مگر یہ مشین پسٹل اسے کہاں سے مل گیا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ باتھ روم میں کہیں چھپا کر رکھا گیا تھا"۔ صفدر نے کہا۔

"لیکن اسے تو چاہئے تھا کہ آتے ہی فائر کھول دیتا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ تمہیں بچانا چاہتا ہوگا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں تمہارے لئے خصوصی چمک دیکھ لی تھی اور یقیناً یہ چمک تنویر نے بھی دیکھ لی تھی اور اس کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ بے چارہ مردہ پڑا ہوا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس ہے۔ خواہ مخواہ فضول باتیں نہ کیا کرو"...... جولیا نے کہا۔

"صفدر اسے اٹھا کر سمندر میں ڈال دو"...... عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے مارٹی کی لاش اٹھائی اور اوپر لے جا کر سمندر میں پھینک دی۔ پھر ساری رات انہوں نے

جاگ کر اور مختلف باتیں کر کے گزار دی۔ پچھلی رات کو اچانک ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ اوور"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مارٹی بول رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے مارٹی کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کہاں موجود ہو تم۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ کی ہدایت کے مطابق میں ٹاپو پر موجود ہوں اور اپنے ساتھیوں سمیت۔ اوور"...... عمران نے مارٹی کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم واپس دارالحکومت چلے جاؤ کیونکہ اب یہاں تمہاری ضرورت نہیں رہی۔ چیف باس کے حکم پر ہیڈ کوارٹر نے ٹی ایس سپیشل ہیلی کاپٹر پر سپیشل فورس کے آدمی کراسونا بھجوا دیئے ہیں۔ وہ اب خود ساری صورت حال کو کنٹرول کر لیں گے۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا۔

"ٹی ایس سپیشل ہیلی کاپٹر کیا ہوتا ہے عمران صاحب"۔ صفدر نے کہا۔

"یہ اڑن طشتری کی شکل کا جدید ہیلی کاپٹر ہے جسے میزائل سے تباہ نہیں کیا جا سکتا اور یقیناً اس میں ایسا نظام بھی ہو گا کہ جزیرے کے گرد پھیلی ہوئی ہوا میں موجود خطرناک اور تباہ کن ریز اس پر اثر انداز نہ ہوتی ہوں گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر اب کیا ہو گا۔ اب ہم اندر کیسے جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"یہی سوچ رہا ہوں کہ اس صورت حال میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ہم نے بہرحال اندر جانا ہے کیونکہ کیپٹن شکیل اگر زندہ ہے تو یقیناً وہ کسی شدید مشکل میں ہو گا اور اس سپیشل فورس کے وہاں پہنچ جانے کے بعد تو اس کی زندگی بچنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہے گا"۔ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

"چلو تنویر۔ انجن سٹارٹ کرو ہم نے پہلے اس کوماٹو پر پہنچنا ہے پھر وہاں سے ٹنل کے ذریعے کراسونا پہنچیں گے"...... عمران نے کہا اور وہ سب اوپر آگئے۔ چند لمحوں بعد انجن سٹارٹ ہوا اور تنویر نے موٹر بوٹ آگے بڑھانا شروع کر دی۔

"لیکن اس کوماٹو جزیرے کے گرد بھی تو حفاظتی انتظامات ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے کیپٹن شکیل نے اس کی تفصیل اس وقت بتائی تھی جب میں کراٹ جزیرے پر برانک بنا ہوا تھا اور یہ بھی بتایا تھا کہ وہ

خود کس طرح مارسیلا سمیت جزیرے پر پہنچا تھا"...... عمران نے کہا۔ موٹر بوٹ تیزی سے اب کوماٹو جزیرے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"بس۔ اسے روک دو"...... عمران نے کہا تو تنویر نے انجن بند کر دیا اور پھر آہستہ آہستہ بوٹ رک گئی۔

"تم یہیں رکو۔ میں سمندر میں اتر کر آگے کا جائزہ لے کر آتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر وہ سائیڈ پر گیا اور دوسرے لمحے اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ پھر وہ پانی کے اندر ہی اندر تیزی سے آگے بڑھنے لگا لیکن تھوڑا اور آگے جاتے ہی وہ بے اختیار سطح کے اوپر پہنچ گیا۔ گو ابھی تک سورج نہ نکلا تھا اس لئے ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا لیکن اس اندھیرے کی وجہ سے پانی میں موجود شعاعوں کا جال جزیرے کے چاروں طرف پھیلا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ عمران غور سے اس جال کو دیکھتا رہا پھر تیزی سے واپس مڑا اور چند لمحوں بعد وہ واپس موٹر بوٹ پر پہنچ گیا۔

"کیا ہوا"...... جولیا اور صفدر نے بیک وقت پوچھا جبکہ عمران لباس سے بہتے ہوئے پانی کی وجہ سے موٹر بوٹ کے کنارے پر ہی بیٹھ گیا تھا۔

"صفدر۔ مشین گن مجھے دو۔ اس میں نیا میگزین بھی ڈال دو اور تنویر تم انجن کو سنبھالو اور سنو یہاں سے آگے سمندر کے پانی میں شعاعوں کا جال موجود ہے لیکن میں نے چیک کر لیا ہے کہ ان

شعاعوں کو وقتی طور پر ناکارہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے ایک ہی جگہ دو بار گولیاں چلانا پڑیں گی۔ جیسے ہی ایک جگہ یکے بعد دیگرے دو گولیاں لگیں گی جال کا وہ حصہ کٹ جائے گا اور اس کے کٹنے کی وجہ سے چند منٹ کے لئے شعاعیں مرکز سے آف ہو جائیں گی لیکن صرف چند منٹ کے لئے۔ اور ہم نے ان چند منٹوں میں موٹر بوٹ کو اس جال سے آگے لے جانا ہے۔ اگر ہمیں دیر ہو گئی اور جال دوبارہ بن گیا تو پھر ہم سب کے موٹر بوٹ سمیت پرخچے اڑ جائیں گے۔ لیکن موٹر بوٹ کو جزیرے تک نہ لے جانا بلکہ زیادہ سے زیادہ نصف فرلانگ کا فاصلہ طے ہونے کے بعد موٹر بوٹ کو رک جانا چاہئے۔ کیونکہ آگے ایک اور سائنسی حربہ موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا کہ کسی شعاع پر تم بالکل ایک ہی جگہ پر یکے بعد دیگرے دو گولیاں فائر کرو"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ اعصاب کا کھیل ہے مس جولیا اور تم دیکھنا کہ یہ کیسے ہوتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے صفدر نے اسے ایک مشین گن لا دی۔ عمران نے اس کا میگزین چیک کیا اور پھر وہ موٹر بوٹ کے اگلے حصے میں پہنچ گیا۔ تنویر نے آپریٹنگ سیٹ سنبھال لی۔

"آہستہ آہستہ موٹر بوٹ چلاؤ اور جب میں کہوں روک دینا اور پھر یکلخت اسے پوری رفتار سے چلا دینا۔ اس کے باوجود نصف فرلانگ

سے پہلے اسے رک جانا چاہیئے۔ معمولی سی گڑبڑ ہو گئی تو سب مارے جائیں گے"...... عمران نے تنویر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ جیسے تم کہہ رہے ہو ویسے ہی ہو گا"...... تنویر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انجن سٹارٹ کیا اور پھر لانچ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔

"روک دو"...... عمران نے کہا اور تنویر نے بوٹ رک دی لیکن انجن ویسے ہی چل رہا تھا۔

"ارے یہ تو واقعی عجیب و غریب شعاعی جال ہے"...... صفدر اور جولیا نے کہا۔ کیونکہ شعاعی جال سامنے سمندر کے پانی میں اندھیرے کی وجہ سے چمکتا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ عمران نے مشین گن سیدھی کی اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں مشین گن سے نکل کر پانی کی طرف لپکیں۔ پلک جھپکنے میں جال غائب ہو گیا۔ اسی لمحے موٹر بوٹ نے یکلخت ایک زوردار جھٹکا کھایا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اگر صفدر اور جولیا پہلے سے ہی سنبھلے ہوئے نہ ہوتے تو لامحالہ وہ اس قدر زوردار جھٹکے کے بعد اپنے پیروں پر کھڑے نہیں رہ سکتے تھے۔ موٹر بوٹ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر یکلخت اس کی رفتار ایک جھٹکے سے کم ہونا شروع ہو گئی اور پھر آہستہ آہستہ ہوتے موٹر بوٹ ایک جھٹکے سے رک گئی۔

"گڈ۔ تم نے واقعی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے تنویر"...... عمران

مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب آگے کیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"صفدر۔ کیا تم بے ہوش ہونے کے لئے تیار ہو"...... عمران صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بے ہوش۔ کیا مطلب۔ کھل کر بات کریں"...... صفدر نے نک کر کہا اور جولیا اور تنویر بھی حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے

"آگے جو حربہ ہے اس سے جیسے ہی کوئی انسان ٹکرائے گا وہ بے ش ہو جائے گا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ حربہ چند منٹوں کے لئے ہو جائے گا اور ہم پہلے کی طرح رش کر کے جزیرے تک پہنچ ئیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اور میرا کیا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"نہ کہیں جنازہ ہو گا نہ کہیں مزار ہو گا"...... عمران نے فوراً ہی با۔

"پھر وہی بکواس یہ وقت ہے ایسی بات کرنے کا نانسنس"۔ جولیا نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"تمہیں اٹھا لیا جائے گا۔ تم بے فکر رہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر نے فوراً تیار ہونا شروع کر دیا۔

"تنویر۔ تم نے پہلے کی طرح موٹر بوٹ کو آگے لے جانا ہے لیکن

صفدر کا خیال رکھنا ہے۔ اسے ضرب نہ لگ جائے اور صفدر کو اچک کر ہمیں لانچ میں کھینچنا ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سرہلا دیا۔

" صفدر بھاری جسم کا آدمی ہے۔ اس کی جگہ میں جاتی ہوں ۔" جولیا نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مس جولیا۔ عمران صاحب کے لئے میں بھاری نہیں ہوں البتہ آپ بھاری ثابت ہو سکتی ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جولیا کا نام میں نے جان بوجھ کر نہیں لیا ورنہ تنویر نے لانچ آگے ہی نہیں بڑھانی تھی اور وقت اتنا کم ہو گا کہ پھر ہم سب کا خاتمہ بالخیر ہو سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

" ظاہر ہے جب تک مس جولیا کو نہ اٹھا لیا جاتا میں کیسے لانچ آگے لے جا سکتا تھا"...... تنویر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور سب اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔ صفدر اس دوران کوٹ، جرابیں اور بوٹ اتار چکا تھا۔ اس نے جیبوں میں سے سامان بھی نکال کر باہر رکھ دیا تھا۔

" اوکے۔ تیار رہو۔ چلو صفدر"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اچھل کر ایک لمبی چھلانگ لگائی اور وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا سمندر میں جا گرا اور پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کا

م اس طرح اچھلا جیسے کسی نے اسے نیچے سے پکڑ کر گیند کی طرح پر اچھال دیا ہو اور پھر وہ دھماکے سے پانی کی سطح پر گرا اور چند لمحے پنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے تھے۔

" چلو تنویر"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور تنویر نے ایک زور ۔ جھٹکے سے لانچ کو انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھا دیا۔ صفدر کا م کسی تختے کی طرح سمندر کی سطح پر تیر رہا تھا۔ لانچ خاصی تیز ناری سے اس کے قریب سے گزرنے لگی تو عمران جو سائیڈ پر جھکا اتھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ کو نیچے کیا اور دوسرے لمحے ب جھٹکے سے صفدر کا جسم ہوا میں اٹھتا ہوا قلابازی کھا کر واپس چ میں گرنے لگا تو عمران نے بڑے ماہرانہ انداز میں دوسرے ہاتھ آگے کر کے اسے سنبھالا اور پھر آہستہ سے عرشے پر لٹا دیا اور اس ساتھ ہی جولیا نے اس طرح طویل سانس لیا جیسے کافی دیر سے کا سانس اس کے حلق میں رکا ہوا ہو۔ لانچ انتہائی رفتار سے اڑتی جزیرے کے قریب ہوتی چلی گئی اور پھر تنویر نے اس کا انجن بند اور لانچ ایک جھٹکے سے آہستہ ہونے لگ گئی۔ چند لمحوں بعد لانچ ے کے کنارے پر پہنچ کر رک گئی۔

" صفدر کا کوٹ، بوٹ، جرابیں اور دوسرا سامان جولیا اٹھا لے گی تنویر تم نے ضروری سامان کا تھیلا اٹھانا ہے۔ جلدی کرو۔ ہم نے کو جزیرے کے اوپر کھینچ کر چڑھانا ہے"...... عمران نے جھک کر ہوش پڑے ہوئے صفدر کو اٹھا کر کاندھے پر لادتے ہوئے کہا اور

پھر وہ دوڑتا ہوا لانچ سے جزیرے پر چڑھ گیا۔ اس نے صفدر کو ایک طرف لٹا دیا۔ دوسرے لمحے جولیا بھی اوپر آ گئی اور اس کے پیچھے تنویر بھی اوپر آ گیا۔ پھر عمران، تنویر اور جولیا تینوں نے مل کر بھاری موٹر لانچ کو کھینچ کر ساحل پر چڑھا دیا۔

"اب صفدر کیسے ہوش میں آئے گا"...... جولیا نے عمران سے کہا۔

"تنویر۔ تم اسلحہ لے کر جزیرے کا راؤنڈ لگاؤ۔ جولیا تمہارا ساتھ دے گی میں صفدر کو ہوش میں لے آتا ہوں"...... عمران نے جولیا اور تنویر سے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گئے جبکہ عمران نے کوٹ کی جیب سے ایک تیز دھار اور باریک نوک والا خنجر نکالا اور صفدر کو الٹ کر اسے سینے کے بل لٹا دیا اور پھر خنجر کی نوک سے اس نے اس کی گردن کے عقبی حصے میں ایک مخصوص رگ کو کٹ لگا دیا۔ رگ سے خون آہستہ آہستہ رسنے لگا۔ تھوڑا سا خون جب نکل گیا تو عمران نے جیب سے رومال نکالا اور اس نے زخم پر رومال رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے رومال اٹھایا تو خون رسنا بند ہو گیا تھا۔ عمران نے رومال کی تہہ بدلی اور ایک بار پھر اس نے رومال زخم پر رکھ کر دبا دیا۔ چند لمحوں بعد عمران نے جب رومال اٹھایا تو خون رسنا بالکل بند ہو گیا تھا۔ عمران نے ایک طرف رکھے ہوئے خنجر کو اٹھایا اور رومال سے اسے اچھی طرح صاف کیا اور پھر رومال اس نے ایک طرف پھینک دیا جبکہ خنجر کو واپس کوٹ کی اندرونی

... میں رکھ کر اس نے صفدر کو سیدھا کر کے پشت کے بل لٹایا پھر دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ اسی لمحے ... اور جولیا دوڑتے ہوئے اس کی طرف بڑھے تو عمران نے چونک ... کی طرف دیکھا۔

"ایک اڑن طشتری ساخت کا ہیلی کاپٹر ساتھ والے جزیرے پر اترا ... وہ مشرق کی طرف سے آیا ہے"...... تنویر نے قریب آ کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہیڈ کوارٹر سے فورس پہنچ گئی"...... عمران ...نٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ ... کیونکہ صفدر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہو گئے

...یہاں جزیرے پر تو ہر طرف انسانی لاشیں بکھری پڑی ہیں البتہ ایک مشین روم ہے جس میں مشینیں نصب ہیں اور ان میں ... مشینیں باقاعدہ کام کر رہی ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"تم صفدر کو تیار کراؤ۔ میں جولیا کے ساتھ اس مشین روم میں ...ں تھے۔ ہم نے یہاں سے ساتھ والے جزیرے پر جانے والی شٹل کا تلاش کرنا ہے"...... عمران نے تنویر سے کہا اور پھر جولیا کو لے کر دوڑتا ہوا مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔ مشین روم میں ... مشینیں کام کر رہی تھیں۔ عمران نے انہیں دیکھا اور پھر ... کر اس نے دونوں کو بند کر دیا۔

... مشینوں کے چلنے کی وجہ سے صفدر کو بے ہوشی کا مزہ چکھنا

پڑا ہے"...... عمران نے کہا۔
"تو کیا اب وہ حفاظتی انتظامات ختم ہو گئے ہیں"...... جولیا نے
کہا۔
"ہاں"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس نے ٹنل کھولنے والی
مشین کو چیک کرنا شروع کر دیا لیکن وہاں ایسی کوئی مشین موجود
نہ تھی جو ٹنل کھول سکتی ہو۔
"اس کا مطلب ہے کہ ٹنل کھولنے اور بند کرنے کا تمام عمل
دوسرے جزیرے کراسونا سے کیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔
اسی لمحے صفدر اور تنویر بھی مشین روم میں آ گئے۔
"تو پھر اب کیا کرنا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔
"اس جزیرے کے گرد حفاظتی انتظامات کام کر رہے ہیں ورنہ
موٹر بوٹ پر وہاں پہنچ جاتے"...... عمران نے سوچنے کے سے انداز
میں کہا۔
"ہم سمندر میں اتر کر اس ٹنل میں سوراخ کر کے آگے نہیں
سکتے"...... جولیا نے کہا۔
"نہیں۔ ایک تو ٹنل میں سمندر کا پانی بھر جائے گا اور وہ ٹو
پھوٹ جائے گی۔ دوسری بات یہ کہ اس کا کراسونا والا راستہ بھی
ہو گا اور ہم الٹا ٹنل میں ہی پھنس کر رہ جائیں گے۔ باہر بھی نہ نکل
سکیں گے کیونکہ وہاں سائنسی ریز موجود ہوں گی اور ہم آگے بھی
بڑھ سکیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہو گا"...... جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے
ا۔
"تنویر۔ تم سمندر میں اترو اور جزیرے کے گرد چکر لگا کر چیک
و کہ ٹنل کس طرف ہے اور اس جزیرے کے ساتھ اس کا سرا کس
ب سے جڑا ہوا ہے تاکہ وہاں بم مار کر اس کا راستہ کھولا
ئے"...... عمران نے کہا۔
"لیکن سمندر میں تو سائنسی ریز ہیں"...... تنویر نے کہا۔
"وہ میں نے بند کر دی ہیں۔ اب اس جزیرے کے گرد پانی میں
ریز موجود نہیں ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو تنویر نے
ے میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب مشین روم سے نکل کر دوبارہ اس
و کو بڑھنے لگے جدھر ساحل پر ان کی لانچ موجود تھی۔ تنویر نے
ی طرح کوٹ، بوٹ اور جرابیں اتاریں۔ جیبوں سے سامان
ر رکھا اور پھر اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی اور غوطہ لگا کر
ہ گیا۔ وہ سب خاموشی سے کھڑے رہے۔ کافی دیر بعد تنویر
سطح پر ابھرا اور پھر ساحل پر چڑھ آیا۔
نل تو بہت چوڑی ہے اور کسی خاص دھات کی بنی ہوئی ہے۔
ر اس مشین روم کی مغرب کی طرف ہے"...... تنویر نے کہا
ن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ بیگ اٹھا لیا جو تنویر اٹھا کر

تیار ہو کر آ جاؤ۔ میں راستہ کھولتا ہوں"...... عمران نے کہا

اور بیگ اٹھائے وہ واپس مشین روم کی طرف بڑھنے لگا۔ جولیا ا
کے ساتھ تھی جبکہ صفدر، تنویر کے ساتھ ہی رک گیا تھا۔ مشین
میں پہنچ کر عمران نے مغرب کی طرف دیوار کی جڑ میں بیگ میں
ایک پٹری نکال کر رکھی اور پھر اس کا کونہ موڑ کر وہ جولیا کے
تیزی سے مشین روم سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد اندر ایک ز
دھماکہ ہوا اور مشین روم کا مغربی کافی بڑا حصہ جیسے تباہ ہو
گیا۔ اس دوران تنویر اور صفدر بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ ایک بار
سب مشین روم میں داخل ہوئے تو انہوں نے ٹنل کا دہانہ کھلا
دیکھا۔

"اندر بھی تو سائنسی انتظامات ہوں گے"...... صفدر نے کہا

"ہاں ہوں گے۔ لیکن ان کا توڑ کیا جا سکتا ہے"...... عمران
کہا اور پھر اس نے بیگ میں سے ایک چپٹی نال والا ریز پسٹل نکالا
ہاتھ میں لے لیا۔

"یہ تھیلا اٹھاؤ اور میرے پیچھے آؤ"...... عمران نے کہا ا
پسٹل ہاتھ میں پکڑے آگے بڑھا۔ اس نے جھانک کر ٹنل کی
طرف دیکھا اور پھر اس نے ریز پسٹل کا رخ ٹنل کی چھت پر ایک
سوراخ کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ پسٹل میں سے سرخ رنگ
شعاع نکل کر اس سوراخ پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی ایک
دھماکہ ہوا اور مختلف الیکٹرونکس کے چھوٹے چھوٹے پرزے
سے نکل کر ٹنل کے فرش پر آ گرے اور عمران آگے بڑھ گیا۔ ا

پیچھے جولیا، اس کے پیچھے صفدر اور سب سے آخر میں تنویر اندر داخل
ہوا۔ بیگ تنویر نے اٹھایا ہوا تھا۔ چند قدم آگے بڑھ کر عمران نے پھر
فائر کیا اور ہلکے سے دھماکے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے پرزوں کی جیسے
بارش سی فرش پر ہو گئی۔ وہ سب آہستہ آہستہ آگے بڑھتے چلے گئے۔
ٹنل خاصی طویل تھی اور اس کی چھت پر واقعی جگہ جگہ یہ سوراخ
موجود تھے اس لئے انہیں ہر بار فائر کر کے ہی آگے بڑھنا پڑا تھا۔ اس
لئے ٹنل کے دوسرے سرے تک پہنچتے پہنچتے انہیں تقریباً دو گھنٹے لگ
گئے۔

"تھیلا مجھے دکھاؤ"...... عمران نے پسٹل کو جیب میں ڈالتے
ہوئے کہا اور پھر تنویر سے اس نے تھیلا لے کر اس میں سے سنہری
پٹری نکالی اور اسے دیوار کی جڑ میں رکھ کر اس نے اس کا کونہ موڑا اور
وہ سب تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد ایک دھماکہ ہوا
اور اس کے ساتھ ہی دیوار کا کافی بڑا حصہ ٹوٹ کر ٹنل میں آ گرا۔
دوسری طرف ویسا ہی مشین روم نظر آ رہا تھا۔ عمران نے جیب سے
مشین پسٹل نکالا اور ٹنل میں گرنے والے دیوار کے ملبے کو پھلانگتا
دوسری طرف پہنچ گیا۔ یہاں بھی پہلے جزیرے کو ماٹو جیسا مشین
بنا ہوا تھا لیکن یہاں کی مشینیں بند تھیں۔ اس کا بیرونی دروازہ
ہوا تھا۔ عمران تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا اور پھر
لمحوں بعد وہ سب مشین روم سے باہر آ گئے تھے لیکن جزیرے پر
شی طاری تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھنے ہی لگے تھے کہ انہوں نے

کسی اڑن طشتری نما ہیلی کاپٹر کو دور سے فضا میں اٹھتے ہوئے دیکھا
وہ تیزی سے اوپر اٹھتا چلا جا رہا تھا اور پھر وہ درختوں کی اوٹ سے ا
کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔
"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ اپنا کام کر گئے ہیں
آؤ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ جو
صفدر اور تنویر اس کے پیچھے تھے۔ ان سب نے اپنی جیبوں سے مشین
پسٹل نکال لئے تھے۔ وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے
گئے اور پھر انہیں ایک ملبے کا ڈھیر پڑا ہوا نظر آ گیا۔ وہ جب اس ا
دوسری طرف گئے تو انہوں نے وہاں ایک بہت بڑا اور گہرا گڑھا دیکھا
جس کے گرد درختوں کے ایک جھنڈ کے قریب لاشیں پڑی ہوئی
تھیں۔
"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ لیبارٹری تباہ ہو چکی ہے"۔ عمران
نے کہا۔
"تم باقی جزیرے کو چیک کرو۔ میں اور جولیا اندر جاتے ہیں۔
میرا خیال ہے کہ لیبارٹری کا ایک حصہ بچ گیا ہے"...... عمران نے
کہا اور پھر وہ تیزی سے گڑھے سے نیچے اترتا چلا گیا۔ جولیا بھی اس کے
پیچھے تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سرنگ کے اس دہانے پر پہنچ گئے جو آدھے
سے زیادہ مٹی سے بھرا ہوا تھا۔
"یہاں سے تو مٹی پر کرالنگ کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہو گا"۔
عمران نے کہا اور پھر زمین پر لیٹ کر وہ کرالنگ کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا

یا۔ جولیا نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں
ں کمرے میں پہنچ گئے جو دفتر کے انداز میں بنایا گیا تھا۔ عمران نے
اں سرسری نظر ڈالی اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر وہ اس بڑے ہال
ں پہنچ گیا جہاں جلی ہوئی لاشیں فرش پر پڑی ہوئی تھیں۔ عمران ان
ب لاشوں کو غور سے دیکھتا رہا۔
"یہ کارروائی، کیپٹن شکیل کی ہے۔ اس کے پاس ریڈ ریز پسٹل
جود تھا"...... عمران نے کہا۔
"اس کا تو مطلب ہے کہ کیپٹن شکیل نے لیبارٹری تباہ کی۔
ئنس دانوں کو ہلاک کیا اور پھر نکل گیا"...... جولیا نے کہا۔
"ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ بہرحال باقی جزیرے کے چیک ہو
نے کے بعد حتمی بات سامنے آئے گی۔ یہاں تو واقعی قتل عام کیا
، کیپٹن شکیل نے"...... عمران نے کہا۔
"وہاں پہلے جزیرے کو مانو پر تم نے گھوم کر نہیں دیکھا۔ وہاں
ل قتل عام ہوا ہے۔ وہاں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی
یں۔ یوں لگتا تھا کہ کیپٹن شکیل پوری فوج لے کر یہاں حملہ آور
اہے"...... جولیا نے کہا۔
"کیپٹن شکیل اکیلا پوری فوج کے برابر ہے۔ دوسرے لفظوں
، پوری فوج مل کر جتنی پاور فل بنتی ہے اتنی پاور اکیلے کیپٹن
یل میں موجود ہے۔ اسی لئے تو میں اسے پاور ایجنٹ کہتا ہوں جس
ح تنویر ڈیشنگ ایجنٹ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں باہر جا کر معلوم کروں مجھے کیپٹن شکیل کی فکر ہے"۔ جولیا نے کہا اور عمران کے سرہلانے پر وہ تیزی سے واپس چلی گئی جبکہ عمران آگے بڑھ کر ایک مشین کے سامنے رک گیا جو صحیح سلامت تھی۔ ایسی دو اور مشینیں بھی صحیح سلامت تھیں جبکہ باقی مشینیں تباہ کر دی گئی تھیں۔

"ہونہہ۔ تو ایٹمی تابکاری کے خوف سے کیپٹن شکیل نے ان مشینوں کو تباہ نہیں کیا حالانکہ اصل قیمتی مشینیں تو یہی ہیں" عمران نے کہا۔ اسی لمحے جولیا اور اس کے بعد صفدر اور تنویر اندر داخل ہوتے دکھائی دیئے۔

"کیا ہوا۔ کیپٹن شکیل کے بارے میں کیا رپورٹ ہے"۔ عمران نے بے تاب سے لہجے میں پوچھا۔

"کیپٹن شکیل پورے جزیرے میں کہیں موجود نہیں ہے اور نہ ہی یہاں کسی عورت کی لاش ملی ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن شکیل مارسیلا سمیت نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ یہ ہیلی کاپٹر والے بعد میں یہاں پہنچے ہیں"۔ عمران نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن وہ کس طرح یہاں سے نکلا ہو گا۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ جزیرہ تو بند ہے اور ٹنل بھی بند تھی اور ہم اس جزیرے سے آ رہے ہیں۔ وہ جزیرہ بھی سائنسی ریز کی وجہ سے بند تھا"...... صفدر نے کہا۔

"ابھی میں جولیا کو بتا رہا تھا کہ جس طرح تنویر ڈیشنگ ایجنٹ اور صفدر سپر ایجنٹ ہے اسی طرح کیپٹن شکیل پاور ایجنٹ ہے۔ اس کے ذہن میں بھی پاور ہے اور ایکشن میں بھی۔ اور پاور ایجنٹ کے لئے بند جزیروں سے نکل جانا کوئی مشکل نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دونوں جزیروں پر جتنے افراد کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں انہیں دیکھ کر تو یقین نہیں آتا کہ یہ ساری کارروائی کیپٹن شکیل نے کی ہو گی۔ میں تو اسے بس فلاسفر ہی سمجھتا تھا لیکن اب مجھے احساس ہوا ہے کہ وہ واقعی پاور ایجنٹ ہے"...... تنویر نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"پاور ایجنٹ صاحب یہ ایٹمی مشینیں صحیح سلامت چھوڑ گئے ہیں۔ شاید وہ ایٹمی پاور سے ڈر گئے ہیں حالانکہ ان کی تباہی کے بغیر یہ لیبارٹری مکمل طور پر تباہ ہو ہی نہیں سکتی"...... عمران نے کہا۔

"یہ ایٹمی مشینیں ہیں تو ان میں سے تابکاری بھی تو نکل سکتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ان کے اندر ایسے عناصر استعمال کئے گئے ہیں جو تابکاری پھیلا سکتے ہیں لیکن ان کی تباہی ضروری ہے ورنہ کاراکاز دوبارہ لیبارٹری تیار کر لے گی۔ اصل قیمت تو انہی مشینوں کی ہے۔ اب ہمیں انہیں تباہ کر کے فوری اس جزیرے سے نکلنا ہو گا کیونکہ اس اڑن طشتری نما ہیلی کاپٹر پر موجود کاراکاز ہیڈ کوارٹر کے لوگ یہاں تمام حالات دیکھ کر گئے ہوں گے اور کسی بھی لمحے یہاں بھاری

فورس پہنچ سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے انہیں پیچھے ہٹنے کا کہا اور پھر وہ خود بھی پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ راہداری کے موڑ پر پہنچ کر عمران رک گیا تو اس کے ساتھی بھی رک گئے۔ عمران نے جیب سے وہی ریز پسٹل نکالا اور اس کا رخ ایک مشین کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ پسٹل کی نال سے نکلنے والی شعاع جیسے ہی مشین سے ٹکرائی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور پھر مشین کے پرزے ہوا میں اڑنے لگے۔ عمران نے دوسری مشین پر فائر کیا اور اس کا حشر بھی پہلی جیسا ہوا۔ عمران نے تیسری مشین جو ان سب سے بڑی تھی اس پر فائر کیا۔ اس بار اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ جیسے مشین کی بجائے اس کے اندر موجود کوئی ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔ وہ تیزی سے مڑے اور پھر دوڑتے ہوئے اس سرنگ کے دہانے کی طرف بڑھنے لگے۔ پھر اچانک زمین اس طرح لرزنے لگی جیسے خوفناک زلزلہ آ رہا ہو۔

"جلدی کرو۔ یہ لیبارٹری اڑنے والی ہے"...... عمران نے چیخ کر کہا اور پھر زمین پر لیٹ کر وہ انتہائی تیز رفتاری سے کرالنگ کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ باقی ساتھی بھی تیزی دکھا رہے تھے لیکن زمین کی لرزش لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا رہی تھی لیکن انتہائی تیز رفتاری سے کرالنگ کی وجہ سے آخرکار ایک ایک کر کے وہ سب ہی سرنگ سے نکل کر اس گڑھے میں پہنچ گئے۔ اسی لمحے انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب بے اختیار اچھل کر نیچے گرے اور اس

کے ساتھ ہی ان پر اس قدر تیزی سے مٹی اور ملبہ گرنے لگا کہ چند ہی لمحوں بعد ان سب کے ذہن تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔ وہ سب زندہ دفن ہوتے چلے جا رہے تھے اور یہاں انہیں بچانے والا بھی کوئی موجود نہ تھا۔

ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل مارسیلا کو کاندھے پر اٹھائے ہیلی کاپٹر میں داخل ہوا اور پھر اس نے مارسیلا کو ایک طرف سیٹ پر لٹا دیا جبکہ فرسٹ ایڈ باکس کو واپس اس کی جگہ پر رکھ کر وہ خود پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے مشینری کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ دروازہ بند کر کے اس نے انجن سٹارٹ کیا ہی تھا کہ اچانک ہیلی کاپٹر کی چھت سے تیز روشنی نکل کر پورے ہیلی کاپٹر میں پھیل گئی لیکن یہ روشنی صرف ایک لمحے کے لئے پھیلی تھی۔

"تم۔ تم پاکیشیائی ایجنٹ۔ تم اور ہیلی کاپٹر میں ......" اچانک ایک سائیڈ پر موجود باکس میں سے چیختی ہوئی آواز نکلی اور کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ کسی مشین پر کاراکاز کے ہیڈ کوارٹر میں انہیں دیکھا جا رہا ہے اور یقیناً بات کرنے والا ہیڈ کوارٹر کا آدمی ہو گا لیکن اس نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کیا اور

چند لمحوں بعد اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کرنا شروع کر دیا۔

"میں کاراکاز کا چیف باس بول رہا ہوں کیا نام ہے تمہارا"۔ وہی چیختی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"میرا نام کیپٹن شکیل ہے چیف باس صاحب اور میں تمہاری لیبارٹری تباہ کر کے اور پاکیشیا کا فارمولا لے کر جا رہا ہوں"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم اکیلے لیبارٹری تباہ نہیں کر سکتے"...... چیف باس نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تو اب جا رہا ہوں تم خود آ کر دیکھ لینا اپنی لیبارٹری کا حشر......" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ اسی لمحے عقب سے مارسیلا کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور کیپٹن شکیل نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اب ہیلی کاپٹر اس جزیرے کی فضا سے نکل کر سمندر کے اوپر اڑ رہا تھا کہ اچانک ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کا انجن یکلخت بند ہو گیا اور ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے سمندر میں گرنے لگا۔

"تم بھی بچ کر نہیں جا سکو گے۔ تم بھی بچ کر نہیں جا سکو گے"۔ چیف باس کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہیلی کاپٹر ایک دھماکے سے پانی سے ٹکرایا لیکن اڑن طشتری کے ڈیزائن کا ہونے کی وجہ سے وہ مکمل طور پر ڈوبنے کی بجائے سطح پر اچھلا اور پھر اس طرح تیرنے لگا جیسے کشتی پانی میں تیرتی ہے۔ کیپٹن شکیل نے

دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا کہ ہیلی کاپٹر کا تمام سسٹم مکمل طور پر جام ہو چکا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس میں تو آکسیجن بھی ختم ہو جائے گی" کیپٹن شکیل نے پریشان ہو کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اس کا رخ سائیڈ کی کھڑکی کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا لیکن گولیاں شیشے سے ٹکرا کر نیچے گرتی رہیں لیکن شیشے پر خراش تک نہ آئی۔ کیپٹن شکیل نے ٹریگر سے انگلی ہٹائی۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے تھے۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا ہے۔ یہ میں کہاں ہوں" ...... اسی لمحے مارسیلا کی آواز سنائی دی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔

"ہم اس اڑن طشتری نما ہیلی کاپٹر میں ہیں اور اس کا سسٹم جام ہو چکا ہے اور یہ مکمل طور پر سیلڈ ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب اندر جتنی آکسیجن ہو گی وہ جلد ہی ختم ہو جائے گی اور پھر یہی اڑن طشتری نما ہیلی کاپٹر ہی ہم دونوں کی مشترکہ قبر بن جائے گی"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو مارسیلا کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ میری بینڈیج کس نے کی ہے۔ کیا تم نے کی ہے۔ مجھے تو گولیاں لگ گئی تھیں پھر میں کیسے بچ گئی" ...... مارسیلا نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اسے تفصیل بتا دی کہ وہ کس طرح گری اور پھر کس طرح باقی کارروائی ہوئی تھی۔

"ہم ان گولیوں سے تو بچ گئے لیکن اب مسئلہ اس اڑن طشتری سے بچنے کا ہے" ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ۔ یہ۔ ہاں۔ ہاں۔ یہ وہی ہیلی کاپٹر ہے۔ بالکل وہی ہے۔ میں نے اب اسے پہچان لیا ہے۔ میں ایک بار جیکب کے ساتھ اس کے اندر بیٹھ کر ہیڈ کوارٹر سے کومانو جزیرے پر آئی تھی۔ ہماری شادی کے فوراً بعد کا ذکر ہے۔ کافی پرانی بات ہے اس لئے مجھے یاد نہ رہا تھا لیکن اب اس کے اندر کی خصوصی ڈیکوریشن دیکھ کر مجھے یاد آ گیا ہے۔ میں نے اس کے پائلٹ سے اس بارے میں تفصیلی بات کی تھی۔ ارے ہاں۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس میں ایمرجنسی ایگزٹ سسٹم بھی موجود ہے۔ ایک منٹ۔ مجھے یاد آ رہا ہے" ...... مارسیلا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا لیکن وہ بے اختیار لڑکھڑا کر واپس سیٹ پر گر گئی۔ کیپٹن شکیل نے اٹھ کر اسے بازو سے پکڑا اور اسے کھڑا ہونے میں مدد دی۔

"مجھے چکر آ گیا تھا" ...... مارسیلا نے کہا۔

"خون کافی بہہ جانے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے" ...... کیپٹن شکیل نے کہا اور ساتھ ہی اسے سہارا دے کر پائلٹ سیٹ پر لے آیا۔ مارسیلا سیٹ پر بیٹھ گئی اور غور سے مشینری کو دیکھنے لگی۔

"یہ۔ یہ جگہ تھی۔ یہاں پائلٹ نے ہاتھ مارا تھا تو اندر سے ایک پینل باہر آ گیا تھا جس میں سرخ رنگ کا ایک بڑا سا بٹن تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ یہ بٹن دبانے سے ایمرجنسی گیٹ کھل جاتا ہے"۔

مارسیلا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس جگہ پر ہاتھ مارنا
شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی واقعی ایک
خانہ کھل گیا اور ایک چھوٹا سا باکس باہر آ گیا۔ اس باکس پر سرخ
رنگ کا بٹن موجود تھا۔ مارسیلا کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر
آئے تھے۔ اس نے جلدی سے بٹن کو پریس کیا تو سرر کی آواز کے ساتھ
ہی اس اڑن طشتری نما ہیلی کاپٹر کے عقب میں ایک دروازہ سا
کھل گیا اور تازہ ہوا اندر آنا شروع ہو گئی۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ تم نے واقعی اپنے ساتھ ساتھ میری زندگی بھی
بچا لی ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ
کر تیزی سے عقبی طرف بڑھا۔ جو حصہ کھلا تھا وہاں باہر ہر طرف
سمندر ہی سمندر نظر آ رہا تھا اور یہ گول کشتی سمندری لہروں پر بہتی
ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی لیکن ظاہر ہے وہ اب نہ باہر جا سکتے
تھے اور نہ ہی اسے اپنی مرضی سے چلا سکتے تھے۔

"چلو فوری طور پر مرنے سے تو بچ گئے۔ اب دیکھو یہ کشتی کہاں
لے جاتی ہے"...... مارسیلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ ہیڈ کوارٹر سے لامحالہ فورس بھیج دی گئی ہو گی اور انہوں نے
یہاں پہنچتے ہی ہمیں گولیوں سے اڑا دینا ہے"...... کیپٹن شکیل نے
جواب دیا۔

"تو کیا ہوا۔ اکٹھے ہی مریں گے"...... مارسیلا نے کہا تو کیپٹن
شکیل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور مارسیلا بے اختیار مسکرا

ا۔

"اپنے ذہن سے یہ سب کچھ نکال دو مارسیلا۔ کاٹلی کے دارالحکومت
نے کے بعد ہماری راہیں جدا جدا ہو جائیں گی اور اس کے بعد شاید
پوری زندگی دوبارہ نہ مل سکیں"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی
یدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں جدا ہوں گی۔ میں اب تمہارے ساتھ پاکیشیا جاؤں گی
ن شکیل۔ کان کھول کر سن لو میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب
تمہارے بغیر زندہ نہیں رہوں گی اس لئے اگر تم مجھے ساتھ نہیں
جانا چاہتے تو مجھے اپنے ہاتھ سے گولی مار دو"...... مارسیلا نے
ئی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے مارسیلا۔ فی الحال ہمیں اپنی
لیاں بچانی ہیں اور یہ فارمولا جو میری جیب میں موجود ہے اسے
الت میں پاکیشیا پہنچانا ہے۔ بس"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی
ہ لہجے میں کہا۔

"ارے۔ اوہ۔ وہ جزیرہ۔ ارے یہ تو ہم کراسونا کی طرف جا رہے
...... مارسیلا نے ایک کھڑکی کے شیشے میں سے دیکھتے ہوئے کہا
پٹن شکیل تیزی سے مڑ کر اس طرف آیا اور شیشے سے باہر دیکھنے

ہاں۔ واقعی کراسونا ہے۔ لیکن اس کے گرد تو وہ سائنسی ریز
یہ ہیلی کاپٹر تو قریب پہنچتے ہی تباہ ہو جائے گا"...... کیپٹن

شکیل نے کہا۔

"پہلے یہ تباہ نہیں ہوا تو اب بھی نہیں ہو گا"۔۔۔ مارسیلا نے کہا۔

"اس وقت اس کا سسٹم آن تھا۔ اب آف ہے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ اس کے باہر کوئی ایسا کیمیکل لگا ہوا ہے اس پر ریز اثر نہیں کر سکتیں۔ اسی لئے تو خصوصی طور پر اسے یہاں بھجوایا گیا ہے"۔۔۔ مارسیلا نے کہا۔

"اوہ ہاں مجھے یاد آگیا ہے۔ اس کے پائلٹ نے بھی یہی بتایا تھا کہ اس کے باہر خصوصی کوٹنگ کی گئی ہے اس لئے اس پر ریز اثر نہیں کر سکتیں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ہوا کا رخ چونکہ اس جزیرے کی طرف ہی تھا اس لئے یہ تیرتی ہوئی کشتی تیزی سے جزیرے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جب جزیرے کے قریب پہنچ گئی تو کیپٹن شکیل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اب وہ ڈینجر ایریئے میں داخل ہونے والے تھے۔ کیپٹن شکیل نے وہی بٹن پریس کر کے ایمرجنسی ڈور بند کر دیا۔

"یہ کیوں بند کیا ہے۔ آکسیجن پھر ختم ہو جائے گی"۔۔۔ مارسیلا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کوئی ریز جو ہوا میں موجود ہوں اندر آکر ہمارا ا

دیں۔ اب اگر یہ ہیلی کاپٹر تباہ ہوا تو دوسری بات ہے ورنہ اندر ہم حال محفوظ رہیں گے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور مارسیلا نے ات میں سر ہلا دیا۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر ڑی دیر بعد وہ ساحل سے جا ٹکرایا تو کیپٹن شکیل نے بے اختیار ے طویل سانس لے کر وہ بٹن پریس کیا تو دروازہ دوبارہ کھل ۔ پہلے چند لمحے تک تو کیپٹن شکیل کسی ردعمل کا انتظار کرتا رہا ن جب کچھ نہ ہوا تو اس کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں ابھر یں۔

"واقعی اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے حد کرم ہے۔ آؤ"۔۔۔ کیپٹن شکیل کہا اور مارسیلا بھی مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں اس ہیلی کاپٹر سے اتر کر جزیرے پر پہنچ گئے۔ کیپٹن شکیل نے اس کھلے ہوئے حصے کو پکڑ کر پورا زور لگانا شروع کر دیا تاکہ وہ اس ا کاپٹر کو ساحل پر چڑھا لے لیکن باوجود کوشش کے وہ اپنے مقصد کامیاب نہ ہو سکا۔

"ٹھہرو۔ میں یہاں کنارے پر جھاڑیاں رکھ دیتی ہوں پھر یہ چڑھ ے گا"۔۔۔ مارسیلا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں وں سے جھاڑیاں توڑ توڑ کر کنارے پر رکھنا شروع کر دیں۔ پھر ٹن شکیل کے ساتھ مل کر زور لگانے لگی۔

"تم زور مت لگاؤ ورنہ زخموں سے خون بہنا شروع ہو جائے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کچھ نہیں ہوتا"...... مارسیلا نے کہا اور پھر واقعی تھوڑی سی
کوشش کے بعد وہ دونوں اس ہیلی کاپٹر کو گھسیٹ کر ساحل
چڑھانے میں کامیاب ہو گئے۔ مارسیلا زمین پر بیٹھ گئی تھی۔
"کیا ہوا"...... کیپٹن شکیل نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔
"کچھ نہیں۔ ابھی ٹھیک ہو جاؤں گی"...... مارسیلا نے کہا اور پھر
اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل کچھ کہتا اچانک جزیرے کے اندرونی
حصوں سے دھماکوں کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں۔
"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے دھماکے ہیں۔ کون ہے اندر"...... کیپٹن
شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے جزیرے کے
اندرونی حصے کی طرف دوڑنے لگا۔
"رک جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں"...... مارسیلا کی چیختی
ہوئی آواز سنائی دی۔
"آ جاؤ۔ تم آہستہ چلو گی اس لئے خود ہی آ جاؤ"...... کیپٹن شکیل
نے مڑ کر کہا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کا اندازہ تھا کہ
دھماکے لیبارٹری کے اندر نہیں بیرونی طرف ہو رہے ہیں۔ وہ ابھی
کچھ ہی دور گیا ہو گا کہ جزیرے کی زمین اس طرح ہلنے لگی جیسے
خوفناک زلزلہ آ رہا ہو۔
"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر
بجائے دوڑنے کے وہ قدم جما جما کر آگے بڑھنے لگا۔ پھر ابھی وہ اس
گڑھے سے تھوڑی دور ہی تھا کہ اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ

کیپٹن شکیل بے اختیار اچھل کر نیچے گر گیا۔ اسے اپنے عقب میں
مارسیلا کی چیخ سنائی دی۔ نیچے گرتے ہی کیپٹن شکیل پھر اٹھا اور یہ
دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جس طرف گڑھا تھا وہاں گرد کے بادل ہوا
میں اٹھ رہے تھے لیکن اب وہ زلزلہ ختم ہو گیا تھا لیکن دھماکے کی
خوفناک گونج ابھی تک فضا میں موجود تھی۔ وہ تیزی سے اٹھا اور
ایک بار پھر دوڑتا ہوا گڑھے کی طرف بڑھنے لگا اور پھر گڑھے کے
کنارے پر جا کر رک گیا۔
"ارے یہ آدمی۔ یہ۔ یہ کون ہیں۔ کیسے یہاں آ گئے"...... کیپٹن
شکیل نے ایک آدمی کا ہاتھ مٹی سے نکلا ہوا دیکھا تو وہ چیخ اٹھا۔ ملبہ
مسلسل اس گڑھے میں گر رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی تھوڑی
دیر بعد گڑھا پر ہو جائے گا۔ کیپٹن شکیل تیزی سے نیچے اترا اور پھر
دوڑتا ہوا اس جگہ گیا جہاں مٹی میں سے اسے ہاتھ نظر آیا تھا۔ وہاں
اب مزید ملبہ گرنے کی وجہ سے وہ ہاتھ بھی ملبے میں دب گیا تھا لیکن
وہ جگہ بہرحال کیپٹن شکیل کے ذہن میں تھی۔ اس نے جلدی سے
اس جگہ سے ملبہ ہٹانا شروع کر دیا اور پھر جیسے ہی وہ ہاتھ نظر آیا اس
نے ہاتھ پکڑا اور پورے زور سے اس آدمی کو کھینچنا شروع کر دیا۔ چند
لمحوں بعد وہ آدمی مٹی سے باہر آ گیا تھا۔
"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو زندہ ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ اس آدمی
کے کھینچنے سے ایک اور آدمی کا ملبے میں دفن جسم نظر آنے لگ گیا
تھا۔ اس نے اسے ایک طرف لٹایا اور تیزی سے اس جگہ سے ملبہ ہٹایا

اور چند لمحوں بعد وہ ایک عورت کے جسم کو باہر نکال لینے میں کامیاب ہو گیا۔

"یہ کون ہے۔ یہ عورت"...... مارسیلا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو جولیا ہے۔ اوہ ویری سیڈ"...... یکلخت کیپٹن شکیل نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پاگلوں کے سے انداز میں اس ساری جگہ کو دونوں ہاتھوں سے کھودنا شروع کر دیا۔

"کون جولیا"...... مارسیلا کی حیرت بھری آواز سنائی دی لیکن کیپٹن شکیل نے شاید اس کی آواز ہی نہ سنی تھی اور پھر اس نے ایک اور انسانی جسم کو ملبے سے نکال لیا۔ تھوڑی دیر بعد تین مردوں اور ایک عورت کو باہر نکال لیا گیا۔

"مارسیلا۔ ان کے منہ کھول کر اندر سے مٹی نکالو۔ جلدی کرو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور مزید ملبہ ہٹانا شروع کر دیا لیکن جب اسے تسلی ہو گئی کہ مزید کوئی جسم ملبے کے اندر نہیں ہے تو وہ تیزی سے مڑا اور پھر اس نے مارسیلا کا ساتھ دینا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہ ان چاروں کے ناک اور منہ میں بھری ہوئی مٹی نکال چکا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ یقیناً عمران ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس آدمی کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔

"ارے ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ تو مر جائے گا"...... مارسیلا نے حیران ہو کر کہا۔

"خاموش رہو اس وقت"...... کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے کہا مارسیلا بے اختیار سہم کر خاموش ہو گئی۔ چند لمحوں بعد جب اس ی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو کیپٹن لیل نے ہاتھ ہٹا لئے۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ پھر اس نے لیا کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب لیا کے جسم میں بھی حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو اس نے تھ ہٹا لئے۔ اسی لمحے پہلے والے آدمی کو زوردار چھینک آئی اور اس ناک سے گرد کا بادل سا باہر نکلا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"عمران صاحب میں کیپٹن شکیل ہوں"...... کیپٹن شکیل نے ران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو تم مجھ سے پہلے جنت میں پہنچ گئے"...... عمران نے آنکھیں ولتے ہی مسکرا کر کہا اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر ٹھ گیا۔

"ارے۔ یہ یقیناً مارسیلا ہے۔ کمال ہے اتنی محبت کہ اکٹھے جنت ں نظر آ رہے ہو"...... عمران نے کیپٹن شکیل کے ساتھ کھڑی ہوئی سیلا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"مس جولیا بھی آپ کے ساتھ ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ ں لمحے جولیا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ صفدر اور تنویر کو کیا ہوا ہے۔ کہیں"...... عمران نے یکلخت تڑپ کر کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ صرف بے ہوش ہیں"...... کیپٹن شکیل نے عمران کی تڑپ کو سمجھتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے باری باری دونوں کے ساتھ وہی کارروائی کی جو پہلے وہ عمران اور جولیا کے ساتھ کر چکا تھا۔

"تم تو چلے گئے تھے۔ پھر تمہاری واپسی کیسے ہو گئی۔ تم ہو تو اصل۔ کہیں روح وغیرہ تو نہیں ہو"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"قدرت واقعی حیرت انگیز کام کرتی ہے۔ جسے ہم نقصان سمجھ رہے ہوتے ہیں وہ دراصل ہمارا فائدہ ہوتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کا سسٹم جام ہونے، اس کے سمندر میں گرنے سے یہاں تک پہنچنے اور پھر ملبے میں ہاتھ نظر آنے تک کی پوری روئیداد سنا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی اللہ تعالیٰ جب کسی کی مدد کرتا ہے تو غیب سے اس کی امداد کا سامان مہیا کر دیتا ہے۔ اگر تم واپس نہ آتے تو یہ ملبہ ہمارا مدفن بن جاتا"...... عمران نے کہا۔ جولیا بھی اب اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور صفدر اور تنویر بھی ہوش میں آ گئے تھے۔ انہیں جب سارے حالات کا علم ہوا تو انہوں نے باقاعدہ کیپٹن شکیل کا شکریہ ادا کیا۔

"یہ۔ یہ کون ہیں کیپٹن شکیل"...... مارسیلا نے پوچھا۔ وہ اب تک خاموش کھڑی رہی تھی۔

"یہ عمران صاحب ہیں۔ وہی عمران صاحب جن کے بارے میں میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں ان کے سامنے طفل مکتب کی حیثیت رکھتا ہوں اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ صفدر، تنویر اور مس جولیا اور یہ مارسیلا ہے۔ اس کی بہترین رہنمائی اور مدد کی وجہ سے میں نے یہ مشن مکمل کیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہو گیا ہے مشن مکمل۔ مبارک ہو۔ پھر ولیمہ کب کھلا رہے ہو"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"جب آپ اور صفدر کھلائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"یہ دھماکے کیسے تھے۔ آپ نے وہ ایٹمی مشینیں تباہ کر دی تھیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ وہی اصل مشینری تھی۔ تم نے اسے چھوڑ دیا تھا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ یہ خوفناک دھماکہ کس چیز کا تھا"۔ صفدر نے پوچھا۔

"مجھے دراصل خیال نہیں رہا تھا کہ ان کا لنک زمین کے اندر رکھی ہوئی ایٹمک بیٹری سے تھا۔ میں اس کا رابطہ پہلے کاٹ دیتا۔ یہ خوفناک دھماکہ اس بیٹری کے پاور سسٹم کے تباہ ہونے کا تھا۔

مشینیں تباہ ہوئیں تو ریز اس بیٹری تک پہنچ گئیں"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ ابھی گڑھے سے باہر آئے ہی تھے کہ مارسیلا چونک پڑی۔

"وہ۔ وہ۔ ہیلی کاپٹر۔ اچانک مارسیلا نے چیختے ہوئے کہا اور وہ سب تیزی سے مڑے اور اس طرف دیکھنے لگے جدھر مارسیلا کا رخ تھا۔ آسمان پر واقعی دور سے چار ہیلی کاپٹر جزیرے کی طرف آتے ہوئے نظر آرہے تھے۔

"اوہ۔ یہ ہیڈ کوارٹر کے آدمی ہوں گے۔ وہ تمہارا اڑن طشتری نما ہیلی کاپٹر کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ تو ادھر ساحل پر ہے۔ لیکن اس کا سسٹم تو جام ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چلو ادھر دوڑو۔ جلدی کرو ہم نے ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس ہیلی کاپٹر کے اندر داخل ہونا ہے۔ جلدی کرو"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو وہ سب بے تحاشا اس طرف کو دوڑ پڑے جدھر کیپٹن شکیل نے اشارہ کیا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مارسیلا تو زخمی ہے۔ ٹھہرو میں اسے اٹھا لیتا ہوں"۔ عمران نے مڑ کر مارسیلا کو دوڑنے کی بے سود کوشش کرتے دیکھ کر کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے مارسیلا کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر دوڑ پڑا۔ مارسیلا ارے ارے کرتی رہ گئی لیکن عمران نے اس کی کوئی بات نہ سنی۔

"اسے مجھے دے دیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"فکر مت کرو۔ میں اسے اٹھا کر بھاگ نہیں جاؤں گا"۔ عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب اس اڑن طشتری نما ہیلی کاپٹر تک پہنچ گئے۔ اب وہ چاروں ہیلی کاپٹر جزیرے کے کافی قریب پہنچ چکے تھے۔

"چلو جلدی کرو۔ اندر چلو"...... عمران نے ہیلی کاپٹر کے ایمرجنسی ڈور سے مارسیلا سمیت اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مارسیلا کو اتار دیا اور پھر وہ تیزی سے پائلٹ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل، صفدر، تنویر اور جولیا بھی اندر آگئے تھے۔ اسی لمحے اوپر فضا میں موجود چاروں ہیلی کاپٹروں سے سرخ رنگ کی گیس فائر ہوئی اور یہ گیس بادل کی طرح پورے جزیرے پر پھیلتی چلی گئی۔

"یہ ایمرجنسی بٹن ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے ایمرجنسی بٹن پش کر دیا تو ہیلی کاپٹر کا ایمرجنسی ڈور بند ہو گیا لیکن اب انہیں ہیلی کاپٹر کے باہر کچھ نظر نہ آرہا تھا۔ ہر طرف سرخ دھواں چھایا ہوا تھا۔ عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر اس نے اس کی نال ایک ڈائل کے نیچے رکھ کر اس کا ٹریگر دبا دیا۔ گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی گولیوں نے اس کافی سارے حصے کو توڑ دیا تھا۔ عمران نے مشین پسٹل کو واپس جیب میں رکھا اور پھر اس نے دو انگلیوں کی مدد سے اس کے اندر سے مختلف رنگوں کی ٹوٹی

ہوئی تاریں کھینچ کر باہر نکال لیں اور پھر تیزی سے انہیں ایک دوسرے سے جوڑنا شروع کر دیا۔ یہ مختلف رنگوں کی چھوٹی چھوٹی سی تاریں تھیں لیکن عمران کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔

"اپنے سانس روک لو کیونکہ سسٹم آن ہوتے ہی یہ انتہائی زود اثر بے ہوشی کی گیس ہیلی کاپٹر کے اندر آنا شروع ہو جائے گی"۔ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر اپنی سانس روک کر اس نے جیسے ہی باقی بچی ہوئی دونوں تاروں کو جوڑا ہیلی کاپٹر کا انجن خود بخود چل پڑا اور عمران نے ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکے سے اوپر اٹھایا اور پھر تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر سرخ دھوئیں سے باہر آیا تو اوپر وہ چاروں ہیلی کاپٹر فضا میں معلق تھے۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے ہیلی کاپٹر کو سائیڈ پر کیا اور پھر اسے اور اوپر اٹھانے لگا۔ اسی لمحے ان چاروں ہیلی کاپٹروں سے اس کے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ شروع ہو گئی لیکن گولیاں ہیلی کاپٹر کو نقصان نہ پہنچا رہی تھیں پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر ان چاروں ہیلی کاپٹروں سے بلند ہوا عمران نے ہیلی کاپٹر کو ذرا سا جھکایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ناب کو گھمایا اور پھر اس کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے اس ہیلی کاپٹر سے نیلے رنگ کی شعاع کی دھار سی نکلی اور ایک ہیلی کاپٹر سے ٹکرائی اور ایک خوفناک دھماکے سے وہ ہیلی کاپٹر فضا میں ہی تباہ ہو گیا۔ باقی تینوں ہیلی کاپٹر تیزی سے ادھر ادھر ہوئے لیکن عمران نے انہیں نکل کر نہ

جانے دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے چاروں ہیلی کاپٹروں کو فضا میں ہی تباہ کر دیا اور پھر اس نے اپنے ہیلی کاپٹر کا رخ کاٹلی کی طرف کر دیا۔ اسی لمحے چھت سے روشنی سی نکلی اور پورے ہیلی کاپٹر میں پھیل گئی لیکن صرف ایک لمحے کے لئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم نے جام سسٹم کیسے ٹھیک کر لیا۔ اوہ۔ یہ کون لوگ ہیں"...... چیف باس کی حیرت بھری چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم کاراکاز کے چیف باس ہو۔ میرا نام علی عمران ہے۔ میرے ساتھی کیپٹن شکیل نے تمہاری لیبارٹری مکمل طور پر تباہ کر دی ہے۔ تمہارے چاروں ہیلی کاپٹرز تباہ ہو چکے ہیں۔ تم نے پہلے یہ ٹی ایس سپیشل ہیلی کاپٹر بھجوا کر حماقت کی ہے۔ یہ تو انتہائی خطرناک ترین جنگی ہیلی کاپٹر ہے جس سے لڑاکا جہاز تک تباہ کئے جا سکتے ہیں اور اس پر کسی میزائل کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ تم نے اس کا سسٹم جام کر دیا تھا لیکن مجھے اس کے بارے میں شاید تم سے بھی زیادہ علم ہے اس لئے میں نے اسے ٹھیک کر لیا اور نتیجہ یہ کہ تمہارے وہ چاروں ہیلی کاپٹرز فضا میں ہی تباہ کر دیئے گئے ہیں"۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بچ کر نہیں جا سکتے۔ موت بہرحال تمہارا مقدر ہے۔ تمہیں ساحل تک پہنچنا بھی نصیب نہیں ہو گا اور موت تم پر جھپٹ پڑے گی"...... چیف باس کی ہذیانی انداز میں چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور

اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کٹک کی آواز بلند ہوئی اور رابطہ ختم ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر اب سمندر کے اوپر پرواز کر رہا تھا۔ وہ جزیروں سے کافی دور نکل آئے تھے کہ اچانک عمران نے ہیلی کاپٹر کا رخ بدلا اور اسے انتہائی تیز رفتاری سے واپس جزیروں کی طرف لے جانے لگا۔

"یہ آپ کہاں جا رہے ہیں عمران صاحب"...... ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوماٹو جزیرے پر"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کوماٹو جزیرے پر پہنچ گیا تو عمران نے دروازہ کھول دیا۔

"جلدی کرو۔ باہر نکلو۔ یہ ہیلی کاپٹر پھٹنے والا ہے۔ جلدی کرو۔ ہیلی کاپٹر سے کافی دور چلے جاؤ۔ جلدی کرو"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو وہاں موجود سب تیزی سے دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے باہر نکل گئے جبکہ عمران ویسے ہی پائلٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب سب نیچے اتر گئے تو عمران نے ایک ناب کو آہستہ سے گھمایا اور پھر انجن بند کر کے وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ دروازے پر پہنچا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک لمبی چھلانگ لگا دی۔ ابھی اس کے پیر زمین پر لگے بھی نہ تھے کہ اس کے عقب میں اڑن طشتری نما ہیلی کاپٹر ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ باہر کھڑے ہوئے عمران کے ساتھی بے اختیار اچھل کر زمین پر گرے جبکہ عمران مخصوص

انداز میں قلابازیاں کھا کر سیدھا ہوا اور پھر دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر اس کا جسم جیسے ہی رکا وہ تیزی سے مڑا اور اس کے ساتھی بھی اب زمین سے اٹھ رہے تھے۔ وہ چونکہ ہیلی کاپٹر سے کافی فاصلے پر تھے اس لئے سوائے دھماکے کی وجہ سے گرنے کے اور انہیں کچھ نہ ہوا تھا۔ البتہ ہیلی کاپٹر واقعی پرزے پرزے ہو کر زمین پر بکھر گیا تھا۔

"یہ کیا ہو گیا۔ تمہیں کیسے معلوم تھا کہ ایسا ہو گا"...... جولیا نے عمران کے قریب آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کاراکاز کے چیف باس نے دھمکی دی تھی کہ ہم ساحل تک نہ پہنچ سکیں گے اور موت ہم پر جھپٹ پڑے گی اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہونے پر جو کٹک کی آواز سنائی دی تھی اور اس کے ساتھ ہی ایسی آواز سنائی دی تھی جیسے کوئی میزائل دور کہیں پھٹتا ہے۔ یہ بہت ہلکی سی آواز تھی اور پھر چیف باس کے اشارے اور اس دور سے میزائل کے پھٹنے والی ہلکی سی آواز نے مجھے بتا دیا تھا کہ ہم یقینی موت کا شکار ہوتے جا رہے ہیں کیونکہ ٹی ایس سپیشل ہیلی کاپٹر میں ٹی ایس نام کی ایک خصوصی گیس موجود ہوتی ہے جو اسے بیرونی حملوں سے بچاتی ہے۔ اس گیس کی وجہ سے اس پر کوئی بارودی یا شعاعی ہتھیار اثر نہیں کر سکتا لیکن اگر اس گیس کو ری سائیکل کر دیا جائے تو پھر یہ گیس کسی خوفناک بم کی طرح پھٹ جاتی ہے اور یہ دور سے میزائل پھٹنے والی آواز ری سائیکل ہونے کی خاص نشانی ہوتی ہے لیکن مجھے معلوم تھا کہ ری سائیکل ہوئی گیس اس وقت پھٹے گی جب اس کی

سرکولیشن ختم ہو گی یا پھر اسے ری سائیکل ہوئے کم از کم پندرہ منٹ گزر چکے ہوں۔ اس لئے میں سمجھ گیا کہ چیف باس نے کس بنیاد پر دھمکی دی ہے۔ اب اس کی دو صورتیں تھیں کہ ہم فوری طور پر دارالحکومت پہنچتے لیکن یہاں سے دارالحکومت کا فاصلہ کافی ہے اس لئے ہم کسی طور پر بھی پندرہ منٹ کے اندر اندر وہاں نہ پہنچ سکتے تھے۔ اس لئے میں نے واپس یہاں کو ماٹو جزیرے پر پہنچنے کا فیصلہ کیا اور پھر یہاں تک پہنچتے پہنچتے پندرہ منٹ کے قریب ہو گئے تھے۔ اب دونوں صورتوں میں اسے پھٹنا تھا۔ اگر میں انجن بند کر دیتا تو یہ گیس فوری پھٹ جاتی کیونکہ سرکولیشن بند ہو جاتی اور اس سے صرف ہیلی کاپٹر تباہ ہو جاتا۔ یہ گیس باہر فضا میں نہ پھیل سکتی اور اگر میں انجن بند کئے بغیر باہر آجاتا اور پندرہ منٹ پورے ہونے پر یہ پھٹتا تو پھر نہ صرف ہیلی کاپٹر تباہ ہو جاتا بلکہ یہ گیس اس پورے جزیرے پر آناً فاناً پھیل جاتی اور یہ انتہائی زہریلی گیس ہے۔ سائنائیڈ سے بھی ہزاروں گنا زہریلی۔ اس کا مطلب ہم سب کی یقینی موت تھا اس لئے میں نے تم سب کو باہر نکال دیا اور پھر اپنے آپ کو رسک میں ڈال کر انجن بند کیا اور پھر باہر چھلانگ لگا دی۔ البتہ میں نے انجن کی رفتار کنٹرول کرنے والی ناب کو ایڈوانس کر دیا تھا اس طرح مجھے چند لمحے کی مہلت مل گئی اور میں باہر آجانے میں کامیاب ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے فضل کر دیا"...... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور سب ساتھی حیرت سے یہ خوفناک کہانی سنتے رہے۔

"اوہ۔ ویری سیڈ۔ تو تم نے اپنی جان کی قربانی دے کر ہمیں بچانے کی کوشش کی تھی۔ آئندہ ایسا نہ کرنا"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے جبکہ مارسیلا حیرت سے ایک ایک کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"یہ۔ یہ تمہارے ساتھی کیسے لوگ ہیں کیپٹن۔ یہ تو اس دنیا کے انسان ہی نہیں لگتے۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں تو سمجھی تھی کہ تمہارے اندر بے پناہ صلاحیتیں ہیں لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ عمران صاحب تو واقعی تم سے بہت آگے ہیں۔ میں نے آج تک ایسا انسان پہلے کبھی نہیں دیکھا جو اپنی جان کو اس طرح یقینی ہلاکت میں ڈال کر اپنے ساتھیوں کی زندگی بچا لیتا ہے"...... مارسیلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم لوگ اپنی جان کی بجائے اپنے ساتھیوں کی جان بچانے کو ہمیشہ ترجیح دیتے ہیں مارسیلا۔ اب دیکھو تم حالانکہ ہماری ساتھی نہیں ہو اور تم زخمی ہونے کی وجہ سے دوڑ نہیں سکتی تھی اور حملہ آور ہیلی کاپٹر قریب آرہے تھے تو عمران نے تمہیں پیچھے نہیں چھوڑا تھا"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ تم لوگ واقعی عظیم لوگ ہو۔ ورنہ ہمارے معاشرے میں تو لوگ اپنے تحفظ کے لئے دوسروں کی جانیں لیتے رہتے ہیں اور یہاں کوئی کسی کی پرواہ نہیں کرتا"...... مارسیلا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے شاید موضوع بدلنے کے لئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمارا پروگرام تو ظاہر ہے واپسی کا ہے۔ یہاں موٹر لانچ موجود ہے تم اپنی بات کرو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سب اس کنارے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں موٹر لانچ موجود تھی۔

"کیا مطلب عمران صاحب۔ مشن مکمل ہو گیا ہے اس لئے اب میں نے بھی تو بہرحال واپس ہی جانا ہے"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں۔ ہم کی بات کرو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"سوری عمران صاحب۔ مارسیلا نے واقعی اس مشن میں میری بے حد مدد کی ہے لیکن ظاہر ہے کہ دارالحکومت پہنچنے کے بعد ہماری راہیں جدا ہوں گی"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ ہر صورت میں اور ہر قیمت پر"...... مارسیلا نے یکلخت انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو مارسیلا میں نے پہلے بھی تمہیں سمجھایا تھا کہ ہماری زندگیوں میں جذبات کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اگر تم نے اس قسم کی ضد کی تو پھر ہو سکتا ہے کہ تم اس جزیرے سے بھی باہر نہ جا سکو"...... کیپٹن شکیل نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم مجھے ہلاک کر دو گے"...... مارسیلا شاید اس کا مطلب سمجھ گئی تھی۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ کیپٹن شکیل ایسی بات بھی کر سکتا ہے۔

"اگر اس کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ہچکچاؤں گا"...... کیپٹن شکیل نے سفاک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ بات ہے۔ تم نے صرف اس لئے مجھے ساتھ رکھا تھا۔ مجھ سے ہمدردی کی تھی۔ میری مرہم پٹی کی تھی۔ میری جان بچائی تھی کہ تم نے مشن مکمل کرنا تھا۔ تم خود غرض انسان۔ بلکہ تم انسان ہی نہیں ہو۔ سفاک درندے ہو"...... مارسیلا نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"تم جو چاہے سمجھ لو۔ لیکن جو میں نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا"۔ کیپٹن شکیل نے اسی طرح درشت لہجے میں جواب دیا۔

"تو پھر مجھے مار ڈالو۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جاتی۔ مجھے مار ڈالو نہیں۔ چلاؤ گولی مجھ پر"...... مارسیلا نے یکلخت زمین پر بیٹھتے ہوئے چیخ چیخ کر کہنا شروع کیا تو دوسرے لمحے کیپٹن شکیل نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت سفاکی اور درندگی ابھر آئی تھی۔

"ارے یہ کیا کر رہے ہو کیپٹن۔ دوسروں کے جذبات کو اس طرح نہیں روندا جاتا۔ مارسیلا بہرحال خاتون ہے"...... عمران نے

جھپٹ کر کیپٹن شکیل کے ساتھ سے مشین پسٹل چھینتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اسے سمجھا دیجئے عمران صاحب کہ یہ جذباتی پن کا مظاہرہ نہ کرے۔ مجھ سے ایسی باتیں برداشت نہیں ہوتیں۔ میں نے پہلے ہی مشن کی خاطر اسے بہت برداشت کیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آؤ مارسیلا۔ اٹھو۔ تم ہمارے ساتھ آؤ۔ تم نے پاکیشیا کا مشن مکمل کرنے میں مدد کی ہے تم ہماری محسن ہو۔ آؤ چلو۔ جولیا اسے اٹھاؤ اور ساتھ لے چلو"...... عمران نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"مارسیلا تم خواہ مخواہ جذباتی ہو گئی ہو۔ تم ایک کی بات کر رہی ہو یہاں سب ہی اس طرح کے مرد ہیں۔ دوسروں کے جذبات سے صرف اپنے ملکی مفاد کی خاطر سمجھوتہ کرتے ہیں اور جب یہ مفاد پورا ہو جاتا ہے تو طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لیتے ہیں"...... جولیا نے مارسیلا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب مجھے پتہ چل گیا ہے۔ تم لوگ صرف اپنی غرض کے لوگ ہو۔ تمہاری عظمت بھی صرف تمہاری خود غرضی کے گرد گھومتی ہے میں احمق تھی کہ تمہیں انسان سمجھ بیٹھی تھی"۔ مارسیلا نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔ اب وہ مارسیلا کو ایسا سمجھاتے کہ وہ لوگ پاکیشیا کے مفادات کی خاطر کیا کیا قربانیاں دے چکے ہیں اور کیا کیا دے رہے ہیں اور پھر چند لمحوں بعد وہ سب موٹر بوٹ میں سوار ہو کر ساحل کی طرف تیز رفتاری سے بڑھتے چلے

رہے تھے۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے فارمولے کی فائل لے لی تھی اور اب وہ اطمینان سے بیٹھا اس کے مطالعے میں مصروف تھا جبکہ جولیا اور مارسیلا ایک طرف علیحدہ بیٹھیں ایک دوسرے سے آہستہ آہستہ باتوں میں مصروف تھیں۔

"تمہیں اس قدر سخت انداز نہیں اپنانا چاہئے تھا کیپٹن شکیل"...... صفدر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں تنویر کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جبکہ تنویر موٹر بوٹ چلا رہا تھا۔

"تو میں کیا کرتا۔ یہ تو جھاڑ کے کانٹے کی طرح جان ہی نہیں چھوڑ رہی تھی"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"یہ اب بھی تمہاری جان نہیں چھوڑے گی کیپٹن۔ مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ پاکیشیا پہنچ جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"اگر یہ وہاں پہنچ گئی تو پھر اس کی لاش کسی گٹر میں بہتی نظر آئے گی۔ میرے پاس اس کے سوا اور تو کوئی حل نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے روکھے سے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا تمہارے دل میں اس کے لئے واقعی کوئی نرم گوشہ نہیں ہے"...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے چونک کر صفدر کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"نرم گوشہ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم میری بات اچھی طرح سمجھتے ہو۔ جواب نہ دینا چاہو تو اور

بات ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے صفدر۔ چھوڑو کوئی اور بات کرو"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں ہی کیپٹن شکیل کے اس جواب پر بے اختیار ہنس پڑے۔ ظاہر ہے کیپٹن شکیل کا یہ جواب بتا رہا تھا کہ اس کے دل میں بہرحال مارسیلا کے لئے نرم گوشہ موجود تھا لیکن سیکرٹ سروس کی وجہ سے وہ اس بات کو یہیں ختم کر دینا چاہتا ہے۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں"...... اسی لمحے عمران نے قریب آ کر بیٹھتے ہوئے کہا تو صفدر نے اسے اپنے سوال اور کیپٹن شکیل کے جواب کے بارے میں بتا دیا۔

"کیپٹن شکیل جو کچھ کر رہا ہے درست کر رہا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اس کے لئے اصل مشن سے زیادہ مارسیلا کو اس طرح جھٹکنا زیادہ مشکل مشن ہے لیکن مجھے خوشی ہے کہ کیپٹن شکیل اس مشن میں بھی کامیاب رہا ہے"...... عمران نے خلاف توقع انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ مجھے مارسیلا سے کوئی دلچسپی نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر مارسیلا کو جولیا اور صالحہ کی طرح سیکرٹ سروس کے ساتھ اٹیچ کر دیا جائے تو پھر"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے۔ اب آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر ایسا ہو جائے۔ پھر"...... عمران نے چیلنج بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر ایسا ہو بھی جائے تب پھر کیا ہو گا۔ جیسا میرے اور مس جولیا کے درمیان رشتہ ہے ایسا ہی مارسیلا سے بھی ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ارے ارے۔ تم پھر ڈنڈی مار گئے ہو۔ یوں کہو جیسے جولیا اور تنویر کے درمیان رشتہ ہے۔ میرا مطلب ہے بہن بھائی والا۔ ویسے ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ایسا تو بہرحال نہیں ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے آہستہ سے کہا اور اس بار صفدر اور عمران دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"یہ ہوئی ناں بات۔ اب مارسیلا لازماً پاکیشیا جائے گی چاہے مجھے اسے رانا ہاؤس میں کیوں نہ ٹھہرانا پڑے۔ بہرحال میرے اور مارسیلا کے درمیان وہی رشتہ ہو گا جو تنویر اور جولیا کے درمیان ہے۔ میرا مطلب ہے بہن بھائی والا"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا ہو گا رشتہ۔ خبردار جو میرے بارے میں کوئی بات کی"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"اپنے متعلق تو میں پہلے ہی کہہ رہا ہوں۔ چلو تم مارسیلا سے بھابھی کا رشتہ قائم کر لینا۔ بھابھی بھی تو بہن ہی ہوتی ہے"۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار صفدر کے ساتھ ساتھ تنویر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب پلیز۔ آپ مذاق کو مذاق تک ہی رکھیں۔ اس پر سنجیدہ نہ ہو جائیں۔ میں نہیں چاہتا کہ مارسیلا کسی بھی صورت میں پاکیشیا جائے"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ تمہیں اس کے پاکیشیا جانے میں کیا اعتراض ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اپنی زندگی اپنے انداز میں گزارنے کا عادی ہوں۔ اگر آپ مارسیلا کو پاکیشیا لے گئے تو میں بہرحال اسے گولی مار دوں گا۔ اسے میرا حتمی فیصلہ سمجھیں"...... کیپٹن شکیل نے اور زیادہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں کیپٹن شکیل۔ تم خواہ مخواہ اس معاملے میں سنجیدہ ہو رہے ہو۔ ظاہر ہے عمران صاحب مذاق کر رہے ہیں۔ کیا انہیں نہیں معلوم کہ ایک غیر متعلقہ عورت کیسے سیکرٹ سروس کے اراکین کے ساتھ لنکڈ ہو سکتی ہے۔ کیا چیف اس کی اجازت دے سکتا ہے"...... صفدر نے کیپٹن شکیل کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کا کوئی پتہ نہیں۔ یہ اگر سنجیدہ ہو گئے تو یہ واقعی اسے لے بھی جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم پاور ایجنٹ ہو اور پاور کو کنٹرول میں رکھنا بے حد ضروری

ہوتا ہے ورنہ پاور فائدے کی بجائے نقصان بھی پہنچا دیا کرتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جولیا اور مارسیلا دونوں اٹھ کر ان کے قریب آگئیں۔

"میں نے مارسیلا کو سمجھا دیا ہے۔ اب یہ جذباتی پن کا مظاہرہ نہیں کرے گی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آئی ایم سوری کیپٹن شکیل۔ میں واقعی خواہ مخواہ جذباتی ہو گئی تھی۔ مجھے جولیا نے تفصیل سے پاکیشیائی معاشرے کے بارے میں بتا دیا ہے میں ایسے پسماندہ معاشرے میں کیسے زندہ رہ سکتی ہوں اس لئے اب میں وہاں نہیں جاؤں گی۔ ہاں البتہ تمہیں بھی وعدہ کرنا ہو گا کہ اگر تم کاٹلی آؤ گے تو مجھے ضرور ملنے آؤ گے"...... مارسیلا نے کہا۔

"بالکل۔ ضرور ملنے آؤں گا۔ وعدہ رہا"...... کیپٹن شکیل نے جلدی سے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اللہ رے۔ یہ بے تابی"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور کیپٹن شکیل نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں فورسٹارز سلسلے کا نیا اور منفرد ناول

مکروہ جرم

مصنف مظہر کلیم ایم۔ اے

- جعلی اور نقلی ادویات ـــــ جس سے ہزاروں لاکھوں بے گناہ مریض تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتے ہیں۔
- جعلی اور نقلی ادویات ـــــ جو ایسا مکروہ جرم ہے جسے کوئی بھی معاشرہ کسی صورت بھی قبول نہیں کرسکتا۔
- مکروہ جرم ـــــ جس کے خلاف فورسٹارز اپنی پوری قوت سے میدان میں نکل آئے۔
- جعلی اور نقلی ادویات ـــــ جس کا جال پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا اور کھلے عام جعلی اور نقلی ادویات فروخت کی جارہی تھیں۔
- مکروہ جرم ـــــ جس کا پھیلاؤ دیکھ کر عمران اور فورسٹارز بھی حیران رہ گئے ـــــ کیا یہ سب کچھ حکومتی سرپرستی میں ہورہا تھا ـــــ؟
- ایسے مجرم ـــــ جو بظاہر انتہائی معزز تھے لیکن دراصل وہ مکروہ اور انتہائی قابلِ نفرت مجرم تھے۔

- وہ لمحہ ـــــ جب سب سے بڑے مجرم کے خلاف قدرت کا قانونِ مکافاتِ عمل حرکت میں آگیا ـــــ پھر کیا ہوا ـــــ انتہائی حیرت انگیز اور عبرت ناک نتیجہ ـــــ؟
- وہ لمحہ ـــــ جب فورسٹارز نے سوپر فیاض کو بھی اس مکروہ جرم کے مجرموں کے ساتھ اغوا کرالیا اور پھر موت کے بے رحم پنجے سوپر فیاض کی طرف بڑھنے لگے ـــــ کیا سوپر فیاض بھی اس جرم میں شریک تھا ـــــ؟ کیا وہ بھی ہلاک ہوگیا ـ یا ـ؟
- سماجی برائی کے اس قابلِ نفرت جال کو فورسٹارز نے کس طرح توڑا ـــــ توڑ بھی سکے یا نہیں ـــــ؟
- انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہوگیا۔

- تیز اور مسلسل ایکشن
- لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات
- اعصاب شکن سسپنس

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول

ٹاپ پرائز

مصنف:- مظہر کلیم ایم اے

• ٹاپ پرائز - دنیا کا سب سے بڑا انعام جو سائنس، طب اور ادب کی انقلابی ریسرچ پر دیا جاتا تھا۔

• ٹاپ پرائز - ایک ایسا بین الاقوامی انعام جس کا حصول نہ صرف کسی سائنسدان بلکہ اس کے ملک کے لئے بھی انتہائی قابلِ فخر سمجھا جاتا ہے۔

• ٹاپ پرائز - جب پاکیشیا کے ایک سائنسدان کو دیا جانے لگا تو اس کے خلاف بین الاقوامی طور پر سازشوں کا آغاز ہوگیا ——— ؟

• ٹاپ پرائز - پاکیشیائی سائنسدان کو جب اس کے حق کے باوجود اس انعام سے محروم رکھنے کی سازش ہونے لگی تو عمران کو مجبوراً میدانِ عمل میں کودنا پڑا اور پھر ایک منفرد اور تحیر خیز جدوجہد کا آغاز ہوگیا۔

• ٹرومین - جو اس خوفناک سازش کے خلاف عمران کے ساتھی کی حیثیت سے سامنے آیا اور پھر اپنے مخصوص انداز میں اس نے جب کام شروع کیا تو ——— ؟

• کرسٹائن - ولیسٹرن کارمن کی سیکورٹی ایجنسی کا چیف جو پاکیشیائی سائنسدان کی بجائے اپنے ملک کے لئے ٹاپ پرائز حاصل کرنا چاہتا تھا کیا وہ اس میں کامیاب ہوگیا یا ——— ؟

• کرسٹائن - ایک ایسا کردار - جس نے ٹاپ پرائز کے حصول کے لئے معصوم بچوں پر انتہائی ہولناک تشدد کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔

• کرسٹائن - جو ولیسٹرن کارمن کی انتہائی خوفناک ایجنسی روسٹ کا چیف تھا اور اس نے ٹرومین، عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جب اپنی انتہائی خطرناک ایجنسی کو حرکت دی تو ٹرومین اور عمران اور اس کے ساتھیوں پر یقینی موت کے سائے پھیلتے چلے گئے۔

• ٹاپ پرائز - جسے اس کے صحیح حقدار تک پہنچانے کے لئے ٹرومین، عمران اور اس کے ساتھی اپنی جانوں پر کھیل گئے ——— ؟

• ٹاپ پرائز - آخر کار کس کے حصے میں آیا ——— ؟ کیا واقعی ٹاپ پرائز اس کے صحیح حقدار کو ملا ——— یا ——— ؟

وہ لمحہ

جب ٹائیگر کو ٹاپ پرائز دینے کا اعلان کر دیا گیا ——— مگر عمران کو اس پر اعتراض تھا ——— کیوں ——— ؟

انتہائی حیرت انگیز سچویشن

• بین الاقوامی انعام کے پس منظر میں ہونے والی ایسی خوفناک سازشوں کی کہانی ——— جس سے دنیا ہمیشہ لاعلم رہتی ہے۔

• بے پناہ جدوجہد - انتہائی تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس پر مشتمل ایک ایسا ناول جو یقیناً آپ کو جاسوسی ادب کی نئی جہتوں سے روشناس کرائے گا۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان